TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222410
UNIVERSAL LIBRARY

ترانۂ شوق

۵۱۵۹

اُردو کی رنگین مثنوی

۴۲۵ ف

جسمیں ماہِ عالم اور یاسمن کا دلچسپ قصہ ہے

از تصنیفاتِ صاحبِ تصانیف کثیرہ

منشی احمد علی صاحب شوق قدوائی

حضرتِ مصنف کی جدید ترمیم اور تصحیح کے بعد

مولوی نورالحسن صاحب نیّر بی۔اے۔ایل ایل۔بی نے

سنہ ۱۹۲۱ء میں

بمقام قیصر باغ۔لکھنؤ نیر پریس میں چھپوایا

طبع سوم ۱۰۰۰ جلد — رجسٹری شدہ — قیمت فی جلد عہ

۸ ۹۱ ۲ ۴ ۳ ۱۵

ش ــــ ت

علمی خزانہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
مرزا غالب مرحوم		سخندان فارس	۶/	مبادی الحکمۃ	عہ/
اردوئے معلی	سے/	نیرنگ خیال	۱۰/	موعظۂ حسنہ	عہ/
عود ہندی	۱۲/	نظم آزاد	۲/	رویائے صادقہ	۴/
شرح دیوان غالب		قند فارسی	۱۰/	ابن الوقت	عہ/
ز نظم طباطبائی		قصص ہند	۸/	ایامی	
		نصیحت کا کرن پھول	۸/	فسانۂ مبتلا	
سرسید احمد خاں مرحوم		مکتوبات آزاد	۱۰/	مجموعہ لکچر (۲ جلد)	
آثار الصنادید				نصاب خسرو	۲/
خطبات احمدیہ	سے/	**مولانا نذیر احمد مرحوم**		رسم خط	۶/
مکمل مجموعہ لکچر	للعہ/	ترجمہ حمائل شریف		**مولانا شبلی مرحوم**	
مقالات سرسید	عہ/	ادعیۃ القرآن	۶/	شعر العجم جلد اول	
آخری مضامین سید		دہ سورہ	۸/		
		الحقوق والفرائض		دوم	
مولانا حالی مرحوم		ہر سہ جلد		سوم	
حیات جاوید طبع اول	عہ/	اجتہاد		چہارم	
یادگار غالب		مراۃ العروس	۱۲/	پنجم	
حیات سعدی		توبۃ النصوح	۱۲/	سیرۃ النبی جلد دوم	
مسدس حالی	۴/	بنات النعش	۹	الفاروق	
مولانا آزاد مرحوم		مجموعہ نظم بے نظیر		الغزالی	
		چند پند	۶	المامون	
آب حیات		منتخب الحکایات	۶	سیرۃ النعمان	۸/

ادیب بک ایجنسی بازار ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کی حمد ہے زبان پر ۔ ہے آج دماغ آسمان پر
وصف اُسکے لکھین جو لکھنے والے ۔ کونین کے دو ورق ہون کالے
دی مُنھ کو زبان زبان کو تقریر ۔ پتلی کو نظر نظر کو تسخیر
گردون کو قمر قمر کو ہالہ ۔ پہلو کو جگر جگر کو نالہ
کھانے کو دہن دہن کو کھانا ۔ دانے کو شجر شجر کو دانا
پانی کو بھنور بھنور کو چکر ۔ دریا کو صدف صدف کو گوہر
شب کو کیا روز روز کو شب ۔ لب کو دیے حرف حرف کو لب
آندھی کو دوان کیا دِوان ہے ۔ پانی کو روان کیا روان ہے
پھول اُسنے کھلائے کھلتے ہین روز ۔ دو وقت ملائے ملتے ہین روز
ہے اُسکا مقام بسکہ بالا ۔ بیدم ہوتا ہے جانے والا
خامہ یہ تھکا کہ رُک گیا ہے ۔ سر لوح پہ رکھ کے جھک گیا ہے

نعت جناب سیّد المرسلین

ہے وصف جناب احمد پاک — لولاک لما خلقت الافلاک
کونین کا حصر دم پہ اُن کے — معراج کا سر قدم پہ اُن کے
سائے مین تھی شان کبریائی — شکل اس سے کبھی نظر نہ آئی
...نکے مداد کلک تقدیر — کی خلق مین قسمتون کی تحریر
منظور نظر جو چار تھے یار — کاشانۂ دین کے تھے ستون چار
بحر رفعت کے چار تھے دُر — جسم ایمان کے چار عنصر
فلاک رضا کے چار اختر — دیوان قضا کے چار دفتر
لازم ہے ثنائے اہلبیت اب — تھے دین کے شجر کے پھول یہ سب
گویا احمد مصطفی شجر تھا — اوسمین کوئی گل کوئی ثمر تھا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

کھولے بات اے خدا سخن کی — دے خامہ کو نوک بانکپن کی
...مے مژہ کسی حسین سے — ور نوک نگاہ دلنشین سے
...اغ ہے جہان مین یہ فسانہ — ہر مرغ نظر کا آشیانہ
...ہو سواد شام کاکل — سطرون سے بچھا ہو دام کاکل
... دائرے گیسوون کے گھونگھر — یا دیدۂ نیم باز دلبر
لائے ہے شان الف کی قد سے — محراب حرم خجل ہو مد سے
...کز وہ بانکپن دکھائے — ترچھی نظر اس سے چھپ جائے

ہر صفحہ کتاب کا فلک ہو — نقطون مین ستارون کی چمک ہو
صفحے پہ ہوا ہو ون کی ضوفشانی — فردی بوٹی کی کامدانی
مضمون لطیف ہو سخن مین — معشوق نفیس پیرہن مین
معنی یون لفظ مین ہون مستور — جیسے پتلی مین آنکھ کا نور
رنگینی سخن سے ہو شفق گرد — وہ رنگ جمے کہ لعل ہو زرد
گل پر گلشن مین اوس پڑ جائے — لالے کی کلی کا منھ بگڑ جائے
رخ رنگِ شباب سے ہو خالی — غیرت سے کٹے سب اُنکی لالی
ہو میرے سخن کو پڑھکے یہ حال — پڑھنے والے کے ہونٹھ ہون لال
شہرت مری یون ہو اہلِ فن مین — یاقوت کی کان ہے دہن مین
چُپ چپ کہ ہزارون اہلِ فن مین — وہ ساقیِ بادہ سخن مین
اعجاز لبون کی جنبشون مین — جادو قلمون کی گردشون مین
آتنون مین فروغ کوئی کیا پائے — آندھی مین چراغ بجھکے رہجائے
کیا نہر مین آبروئے شبنم — کیا بحر مین اک حباب کا دم
جگنو اُڑکر چمک دکھا کر — تارا نہ بنے فلک پہ جاکر
گردون گردون ہی چاک ہی چاک — اکسیر اکسیر خاک ہے خاک
لیکن کہین جامِ فن ہے خالی — کیا میکدۂ سخن ہے خالی
حاصل میکش کو کچھ نہ کچھ ہے — تلچھٹ ہی سہی اگر نہین مے
یارب مجھے قوتِ بیان دے — منھ مین شمشیر کی زبان دے
بازوئے قلم مین زورِ فن ہو — قبضے مین قلمروِ سخن ہو

دیکھے جو بیان کی روانی
سوکھے بحرِ روان کا پانی

گہرا یہ ہو رنگ شاعری کا
رنگِ لبِ سُرخ ٹھہرے پھیکا

ہو رشک یہ چستی سخن پر
ڈھیلی ہو قبائے نازتن پر

بندش پہ مرے ہوئے بند شیدا
چوٹی مین ہو پیچ وتاب پیدا

اس نسخے کو کیمیا پہ ہو فوق
سُرمہ ہو یہ بہر دیدۂ شوق

آغاز داستان یعنی شاہزادہ ماہ عالم کی پیدایش کا بیان

ساقی دکھا آج شانِ گلشن
جوبن پہ ہین گلرخانِ گلشن

کہتے ہین چمن کے پھول بُوٹے
ہے رنگ کہ تو یہ آج ٹوٹے

اک شاہ تھا کشورِ عجم مین
مشہور تھا جاہ مین حشم مین

سُلطان کے لقب سے نامور تھا
انسان کے لباس مین اسد تھا

وہ یوسفِ کاروانِ اقبال
تھا اوج مین آسمانِ اقبال

رفعت کی بنا کا خود تھا بانی
عکس اُسکا تھا صرف اُسکا ثانی

کاکل بل مین بہت کم اوس سے
تلوار کا ناک مین دم اوس سے

ہمت کا بڑھا جو حد سے بڑھکر
دریا سے زیادہ قد سے بڑھکر

سورج ہو فروغ بخت سے زرد
دریا ہو کرم کے جوش سے سرد

تھے مین لیکن پسر نہین تھا
خالی تھی صدف گہر نہین تھا

گلزارِ جہان مین مثل شمشاد
کھلتا نہ تھا پھول پھل وہ ناشاد

گلشن تھا خزان رسیدہ اوسکا
بے نورِ نظر تھا دیدہ اوسکا

قسمت تھی سیاہ شب کی صورت — تھی اسکو چراغ کی ضرورت
دل غم سے۔ لب آشنا دعا سے — ہر دم تھی یہ التجا خدا سے
میرا ظرفِ مراد بھر دے — آغوش کے ہالے کو قمر دے
یہ گھر کہین بے مکین نہ رہ جاے — خاتم کہین بے نگین نہ رہ جاے
امید نے یہ کیا اشارہ — چمکے لگا نصیب کا ستارہ
دانے کو زمین نے دبایا — قطرے نے صدف کو گھر بنایا
دانے سے ہوئی شجر کی امید — قطرے سے پڑی گہر کی امید
گن گن کے کٹے جو نو مہینے — مژدہ دیا شاہ کو کسی نے
ٹپکا ثمرِ نہالِ امید — نکلا برجِ حمل سے خورشید
مہتاب کو داغ دے وہ صورت — سورج کو چراغ دے وہ صورت
بجلی کو یہ چوٹ ہو چمک سے — الٹی سیدھی گرے فلک سے
پیدا جو ہوا وہ دانہ گھر مین — آیا گویا خزانہ گھر مین
بوٹے سے نہال ہو گیا شاہ — تارے نے ہلال کو کیا ماہ
وہ نور تھا یون اس انجمن مین — ہو روحِ لطیف جیسے تن مین
حسرت رہی دیدۂ حسد کو — پردہ ہوا حسن چشمِ بد کو
لعل و زر و سیم سب منگایا — بانٹا بخشا دیا لٹایا
جلسون مین ہنسی تھی قہقہے تھے — غنچون مین ہزارون چہچہے تھے
تھا وہ نورِ نگاہِ عالم — رکھا گیا نام ماہِ عالم

ماہ عالم کا جوش شباب اور تصویر پہ عاشق ہو کر پیچ و تاب

ہان ہان ساقی شراب آئے — دل سرد ہے آفتاب آئے
بے دختر رز نہین مجھے چین — ہون صورت موج بادہ بیچین
بڑھ کر ہوا بدر جب مہ نو — پھیلی ہر سمت شان کی ضو
ٹھہرا ہنرون سے وہ یگانہ — مجموعۂ خوبی زمانہ
حصے مین تھی آبرو کی ہر شے — تھا رزم مین تیغ بزم مین مے
دانش مین خیال تھے نمایان — بینش مین نگاہ سے حجابان
اندیشے مین وسعت شب ہجر — افکار مین گرمی تپ ہجر
رنگینی مین لعل احمر — شیرین دہنی مین حوض کوثر
گلفام مین شیشۂ مے ناب — رفتار مین یا نسیم یا آب
رخسار کا فروغ دیدۂ طور — حسن اوسکا چراغ محفل نور
انوار [illegible] جبین کا ایک پرتو — شان اسکے چراغ بخت کی لو
رفعت کوٹھے کا ایک زینہ — دولت خاتم کا اک نگینہ
طاقت [illegible] مین صورت تیر — نصرت قبضے مین مثل شمشیر
عقل اتنی بڑھی کہ زلف گھٹ چلے — عمر خضر و مسیح کٹ چلے
اکدن کہ تھا جوش موسم گل — دلکش تھی بہار زلف سنبل
حالت یہ گلون کے رنگ کی تھی — سائے سے زمین تھی گلابی
امڈا تھا ہوا کو اسقدر پیار — منہ غنچون کے چومتی تھی ہر بار
نہر اپنی دکھا رہی تھی موجین — لہرون سے اوڑا رہی تھی موجین

وہ گل کہ تھا آبروئے گلشن
گلشن میں تھا مثلِ جوئے گلشن

اختر کہ وزیر کا پسر تھا
مانندِ سُہا پسِ قمر تھا

قسمت نے دکھائی سیر میں سیر
دل نے کہا مانگو اب مری خیر

سُنیئے یہ حُسنِ اتفاق اب
بڑھتا ہے شباب کا مذاق اب

تاجر کوئی مال لے کے آیا
اُسنے اک تازہ گُل کھلایا

یہ چیز دکھائی وہ دکھائی
بیچی جو شَے پسند آئی

قصّہ کو تاہ آخرِ کار
تصویریں دکھائیں اُسنے دو چار

ہر شکل سے لاجواب ہر ایک
سب میں ہمیثل تھی مگر ایک

ابرو تھے کھنچے ہوئے ہلالی
زلفیں کہ گھٹائیں کالی کالی

چھوٹے چھوٹے جو گال تھے لال
تھے پھول کے پھول گال کے گال

آنکھیں تھیں سیاہ مست دونوں
لب مے پیئے مے پرست دونوں

لب ہلتے تھے بولنے ہی پر ہے
گویا مُنھ کھولنے ہی پر ہے

آنکھوں میں نگاہ بنکے آئی
پہلو میں وہ آہ بنکے آئی

ہونٹوں پہ تھی اُف جگر پہ تھا ہاتھ
تصویر پہ دل نگاہ کے ساتھ

دیکھے لگے کہنے ہو کے قربان
تو ہی مری پُتلیوں کی ہے جان

بولا شہزادہ چشمِ بد دور
ہے یہ کسکی نگاہ کا نور

کس برج کے چاند کی یہ ضو ہے
کس گھر کے چراغ کی یہ لَو ہے

تاجر نے کہا سراب ہے یہ
نورِ بے آفتاب ہے یہ

دراصل یہ نقش ہے خیالی
صورت ہے گواہِ بے مثالی

فرمائیے تو ہوا ہے کیونکر ۔۔۔ اشک صبح کا مکر چاندنی پر
بولا وہ کہ تو ٹالتا ہے ۔۔۔ کیون چاند پہ خاک ڈالتا ہے
در پردہ ہے دلکش ایک شے یہ ۔۔۔ دل بول رہا ہے بات ہے یہ
کاکل کو رسن نہ جانے کوئی ۔۔۔ تارے کو شرر نہ مانے کوئی
سمجھا وہ کہ فاش ہوگیا راز ۔۔۔ پردے مین چھپا نہ نغمۂ ساز
بن کر نہ یہ کھیل ابھی بگڑ جائے ۔۔۔ الجھے پہ تو کوئی پیچ پڑ جائے
بولا کہ ہے ایک کشور حسن ۔۔۔ ہے جسکا سواد دفتر حسن
دیوار ہین رخ حسین سے بھی صاف ۔۔۔ صحن آئینۂ جبین سے بھی صاف
در اسکے جو دیکھ پائین معشوق ۔۔۔ آنکھین اپنی چرائین معشوق
قد سے بالا مقام ہر ایک ۔۔۔ طالع سے بلند بام ہر ایک
جس راہ پہ شہر مین نظر کی ۔۔۔ تھی مانگ کسی حسین کے سر کی
فردوس ہے تختگاہ کا نام ۔۔۔ خسرو ہے بادشاہ کا نام
یہ نور نظر نظر ہے خسرو ۔۔۔ یہ لخت جگر جگر ہے خسرو
اس بزم مین نور ہے تو یہ ہے ۔۔۔ فردوس مین حور ہے تو یہ ہے
مشتاق ہوا وہ سر سے تا پا ۔۔۔ بولا کہ بیان کر سراپا
تاجر پہ تھی ختم خوش بیانی ۔۔۔ یون کی سر بزم گلفشانی
برج شرف قمر ہے وہ سر ۔۔۔ یا نخل ہے قد ثمر ہے وہ سر
اک گنبد قصر نور کہیے ۔۔۔ قندیل چراغ طور کہیے
یا سر ہے حباب بحر اسود ۔۔۔ زلفین سیلاب بحر اسود

تن مین ہے جو بوئے بادۂ حسن — وہ سر ہے سبوئے بادۂ حسن
ہے جلوہ نما وہ مانگ سر پر — گویا شمشیر ہے سپر پر
یا اک خطِ زر سرِ محک ہے — سیدھی یا چین کی سڑک ہے
برقِ ابرِ سیاہ کہیئے — کالے پانی کی راہ کہیئے
کاکل شبِ ہجرِ خستہ حالان — یا ہے بختِ شکستہ حالان
بال اُسکے جو آنکھون سے نظر آئین — قسمت مین بلا کے پیچ پڑ جائین
ہم پلہ جو زلف خم بخم ہو — غالب ہے کہ عمرِ خضر کم ہو
کانِ انگلین سے لڑتے ہین کان — گلہائے چمن بگڑتے ہین کان
وہ سانپ ہین کاکلین کہان ہین — کان اُن سانپون کی بانبیان ہین
چہرے مین ہے جبہۂ منوّر — یا باغِ جنان مین حوضِ کوثر
کیا رنگ کہون شگفتگی کا — اک پھول کھلا ہے چاندنی کا
آئینہ ہے صاف جوشِ تنویر — روشن ہے جبین سے خطِ تقدیر
ماتھے پہ جو دو بھوین عیان ہین — بحرِ خوبی مین کشتیان ہین
دو طاق ہین خانۂ خدا کے — دونون ہین دفترِ حیا کے
دیکھے اُن کو تو سر جھکا کر — گوشے مین چھپے کمان جاکر
دل بھر مثالِ نو ہے بے چین — کہیئے تفسیرِ قاب قوسین
آنکھین ہین بیاضِ سحر خوانی — یا ساغرِ بادۂ جوانی
جادو ڈالین تو صاف چل جائے — رنگ ابلقِ دہر کا بدل جائے
پلکون سے بنا کے آشیانے — دو مرغ بٹھا دیئے خدا نے

چتون سے عیان ہی خوش کلامی | کہیے آنکھون کو شرح جامی
پلکین گد کے بھری ہے پتلی | پلکین پر ہین پری ہے پتلی
ہے دیدۂ مردمک مین یہ بات | دن چار طرف ہی بیچ مین رات
بینی اللہ کا الف ہے | یا شمع ہے یا صراحی ہے
تھے چور کے دانت لعل لب پر | یہ نقب اوس نے لگائی آکر
بینی رُخِ باصفا مین کیا ہے | پُشتہ قرآن کی جلد کا ہے
گال اُسکے جو دیکھو تو کہو پھول | دونون ہین سدا بہار دو پھول
صورت دونون کی ہے حبابی | رنگت دونون کی ہے گلابی
مضمون ہے سمجھنے کا نایاب | دونون ہین وہ آفتاب و مہتاب
لب سے کہتے ہین معجزہ ہنسی ہے | شق القمر ایک دل لگی ہے ×
ہے بت وکشاد اونکا معمول | غنچہ کبھی دیکھیے کبھی پھول
لب ایک ہے با تو دوسرا تا | دونون جو ملین تو بت ہو پیدا
بت سے نکلے وہ سنگدل نہ بولے | عیسی بھی جو بولین لب کھولے
انگلی جو لبون کے درمیان ہو | مابینِ دو لب الف عیان ہو
ظاہر یہ ہوا الف سے مطلب | لب ہین مےِ حُسن سے لبالب
کیا وصفِ دہن مین کیجیے فکر | جو چیز نہین ہے اوسکا کیا ذکر
ہان چوک ہوئی نکلتی ہے بات | سانچا ہی وہ جسمین ڈھلتی ہی بات
خسارے حباب منھ ہے چشما | مچھلی ہے زبان اوس کی گویا
کوزے مین ڈلی نبات کی ہی | یا موجِ آبِ حیات کی ہے

ہین دانت دہان صاف مین بند — یہ پارے ہین یا غلاف مین بند
ہیرا اُنپھر یہ گفتگو ہے — موتی کی ذرا سی آبرو ہے
رُخ ہے مُلک فرنگ گویا — مُنھ قلعہ ہے بہر جنگ گویا
دانتون کی صفین نظر پڑی ہین — یا قلعے مین پلٹنین کھڑی ہین
پنہان نہین کچھ ذقن کے اوصاف — پڑھیے قرآن مین سورۂ قاف
ہے غبغبِ صاف چاہِ نخشب — خالِ غبغب ہے ماہِ نخشب
عین آنکھ کو کیجیے جو تسلیم — شک اسمین نہین کہ ہے دہن میم
کہتی ہے نظر کی تحت رابی — ہے پارۂ عم رُخِ کتابی
گالون پہ جو آتے ہین نظر خال — ہے نقطۂ انتخاب ہر خال
نقطے قدرت نے خود دیے ہین — اوراق یہ منتخب کیے ہین
گر شمع سے دون مثالِ گردن — ہو شمع کو سر وبالِ گردن
اللہ اللہ بلند ہے شان — رحل اُسکو کہون کہ رُخ ہے قرآن
کیا جلدِ گلو ہے اور کیا رنگ — آئینہ ہے صاف پیک کا رنگ
پانی ہے بھری میانِ شیشہ — یا لال پری میانِ شیشہ
شانے جو ہین دونون بازوؤن پر — دو ہین مینا تو دو ہین ساغر
ہے جوشِ ضیا سے آشکارا — اکون کے کنول ہین جلوہ آرا
گورا ہے بدن تو نہر کہیے — ہر ہاتھ کو ایک لہر کہیے
دو ہاتھ ہین سینہ ہے مگر ایک — تلوارین تو دو ہین اور سپر ایک
پہونچون کو نہ پہونچے چاہیے جو ہو — گھل جائے جلن یہ شمع کو ہو

اِک دن کہین چمکی تھی کلائی — گل برق کو آج تک نہ آئی
ہے رشتۂ جان وہ نبضِ پرنور — یا تارِ نگاہِ دیدۂ حور
چمکے جو ہتھیلی بھور ہو جائے — چشمِ خورشید کور ہو جائے
پچھلا سے خیال دوربین ہے — چشمہ کفِ دستِ نازنین ہے
کیا کیجئے وصف پنجۂ نور — ہے پنجۂ آفتاب مشہور
دیکھے جو کوئی بچشمِ ادراک — مرقوم ہے پنجسورۂ پاک
آنکھوں کو کہا جو شرحِ جامی — پنجہ ہے خمسۂ نظامی
پوروں سے ہے نیشکر ہر انگشت — فوارۂ نور ہر سرانگشت
ہے سینہ صافِ دشتِ ایمن — یا آئنہ یا ہے مہر روشن
چاندی سونے کا یا طبق ہے — یا سورۂ نور کا ورق ہے
پردے کا پسند ہے قرینہ — لوحِ محفوظ ہے وہ سینہ
پستان ہین کہین بلور کے برج — یا نور کے گھر مین نور کے برج
یا میوۂ نخلِ زندگانی — یا محملِ ناقۂ جوانی
پنجو دے تھے شراب پینے والے — مستی مین اولٹ دیے پیالے
اب قابل صاد سنیے باتین — سینہ تو ہے لوح یہ دواتین
ہے اوسکا شکم کہ حسن دربند — اُس حسن مین حسن ہے نظربند
بلور کا صحن یا ہے گھر مین — یا چاندنی چوک ہے نظر مین
آئینہ نفس سے جز رومد ہے — دریا کی مثال مستند ہے
چوٹی جو پشت پر پڑی ہو — شفاف شکم سے دیکھو اسکو

دل مین نہ کبھی نہان رہے بات
ظاہر ہو شکم سے بے کہے بات

کہتا ہے یہ ناف کو نظارا
ہے ماہ شکم تو ناف تارا

یا قصر شکم ہے در ہے وہ ناف
یا بحر شکم بھنور ہے وہ ناف

یا سخت پڑی ہے چشمِ جویا
وہ ناف ہے نقشِ دیدہ گویا

موہوم ہے وہ کمر یہان تک
صانع نے دیا ہے نقطۂ شک

اک زلف کا بال ہے کمر کیا
شاعر کا خیال ہے کمر کیا

اِنشاءِ عیوب کی قسم ہے
دو ہستیون مین نہان عدم ہے

یون عقدہ کشا ہے طبعِ کشاف
ہے تارِ نگاہ دیدۂ ناف

تعریفِ سُرین مین عقل گم ہے
خاطر کو گران مثالِ خم ہے

میکش یون مستِ گفتگو ہین
میخانے مین نقرئی سبو ہین

ایوانِ حیا مین بام ہین حیلے
یا کھیئے دھرے ہین آفتابے

اب پاسِ حیا ہے کیا ہین یوان
ایسی نہین یہ گرہ کہ کھولون

کیا خاک گہر کی آبرو ہے
غنچے مین مقامِ گفتگو ہے

ساغر تو کہون صدف نہ جانون
گندم جو کہو کبھی نہ مانون

عقدہ کھلے چاک پر جو ہو غور
عاشق کا جگر ہے کچھ نہین اور

رانین ملبوس مین ہین مستور
شمعین فانوس مین ہین مستور

پنہان بادل مین بجلیان ہین
مضمون الفاظ مین نہان ہین

ساقون پہ یقین ہے شاعرون کو
مصرعے ہین یہ بیتِ حسن کے دو

پانون مین ہے لام الف کا نقشا
مرقوم ہے صاف صورتِ لا

کی فکر جو جانب معانی | سمجھے نہین کوئی ان کا ثانی
پشت کف پا ہے بسکہ پرنور | ہے روئے پری کہ چہرہ حور
امکان مین ہو جو دید ناخن | ہو قوس قزح مرید ناخن
تلوؤن پہ نثار ہین مہ و مہر | آئینہ دار ہین مہ و مہر
روشن وقت معائنہ ہے | ہر نقش قدم اک آئنہ ہے
چلنے مین دکھاتا ہے وہ قامت | ہر ایک قدم پہ اک قیامت
سنتا تھا کہ جی مین آیا جی دے | دیکھا دیکھی بھر آئے دیدے
تصویر کو دے کے زر خریدا | سودا لیا درد سر خریدا
کیا بخت ہے اور کیا مقدر | بجلی تو کہین چلے کہین گھر

شہزادے کا تلملانا اور وزیرزادے کا سمجھانا

توبہ کو مرا سلام ساقی | بھر دے پئے شد جام ساقی
مستی کی بہار جوش پر ہو | حملہ نشے کا ہوش پر ہو
وہ صاحب تاج کشور غم | وہ داغ نصیب ماہ عالم
گہوارہ تا زمین ہلا تھا | ناواقف کو جو بلا تھا
بیدل ہوتا تھا دل لگی سے | خاطر تھی کشیدہ میکشی سے
چشم پر آب تھا پیالہ | شیشہ کف دست کا تھا چھالا
تھا بسکہ گھڑی گھڑی نیا رنگ | چہرے مین تھا دھوپ چھاؤن کا ڈھنگ
یا ابر تھا اشکبار بادہ | یا برق تھی بیقرار بادہ
بھڑکی دل مین وہ آتش غم | جس آگ سے آگے جہنم

اشکون کی وہ چشم سے روانی | یا دل بھرین جسکے آگے پانی
انجان کا عشق جی پہ بیٹھا | دل رب سے اوٹھا اوسی پہ بیٹھا
دلچسپ تھی ایسی شکل اوس کی | نظرون پہ چڑھی تو دل مین اوتری
ابرو تلوار ہو یہ مانا | لیکن مہ عید اسنے جانا
کاکل ہو بلا زمانے بھر کو | سر پیچ تھی لیکن اوسکے سر کو
آنکھین خونخوار ہون بلا سے | اچھا بیمار ہون بلا سے
قد دار سہی نہال تھا وہ | سر آنکھون سے پائمال تھا وہ
اختر ابن وزیر اوس کا | ہمراز مین تھا مشیر اوس کا
سمجھانے لگا کہ ہے کہان دھیان | اس حسن کا بھی کہین ہے انسان
اصلی ہے یہ احتمال ہی کیا | فرضی ہونا محال ہی کیا
بے جان پہ جان کون وارے | کیا خوب ہین ولولے تمہارے
سوکھے کو ہرا نہ جانے کوئی | کھوٹے کو کھرا نہ مانے کوئی
موتی کا گمان حباب پر کیا | پانی کا یقین سراب پر کیا
گیسو نہین پیچ مین ہو کیون تم | یوسف نہین ہوش کیون ہو گم
قصہ نہ بڑھے برنگ کاکل | چھوٹے کہین شہر مین نہ یہ گل
ہے بادہوائی چاہ کی لہر | چھوڑین نہ شگوفے مردم شہر
جلکر نہ لگائین آگ بدخواہ | پڑھ کر نہ کنوین جھنکائے یہ چاہ
سلطان سے کوئی جڑے تو کیا ہو | اولٹی سیدھی پڑے تو کیا ہو
یہ چاہ ہے رنج کی نشانی | پڑجائے گا آبرو پہ پانی

بولا کہ نہ چھیڑ راگ مالا
دھن چھیڑ سے اور ہو دوبالا

دل آہی چکا تو صبر کیسا
دم جانے پہ ہے تو جبر کیسا

دامن نہیں آرزو کہ چھوٹے
شیشہ نہیں آسرا کہ ٹوٹے

بد رنگ نہ رنگ عشق کا ہو
کچا نہیں اُڑ سکے جو ہوا ہو

پالا ہی پڑا قضا سے اب تو
جو ہو سو ہو بلا سے اب تو

سمجھا کہ سڑی کیا خدا نے
ہیں کیا مری بات کیا کہا نے

تنکے کا شمار لہر میں کیا
بنیادِ حباب نہر میں کیا

سوجھی سر دست پردہ پوشی
قفلِ درِ لب ہوئی خموشی

سلطان کا ماہ عالم کو سمجھانا اختر نسبت کا خط لکھا جانا

مانا ساقی ہوا پہ ہے آج
رندوں کی نظر خدا پہ ہے آج

مے دے تو بھلا نہ دے تو کیا جبر
پائیں تو مزہ نہ پائیں تو صبر

دل آکے رکا نہیں کسی سے
آندھی نہیں تھمتی آدمی سے

شہزادہ کہ آپ میں نہیں تھا
گھر بیٹھے وہ اور ہی کہیں تھا

صورت ہوئی زار روتے روتے
گل سے ہوا خار ہوتے ہوتے

آنا جلنا نفس کا ہر بار
تلوار پہ چل رہی تھی تلوار

لاکھوں شکنیں پڑیں جبیں پر
موجیں تھیں سراب کی زمیں پر

گالوں سے جو اڑ گئی تھی لالی
دو شیشے تھے زردے سے خالی

دانتوں سے کبودی لب پہ آئی
چاندی کی رگڑ سیاہی لائی

منہ فق نہیں بلکہ زرد بھی تھا
دل شق نہیں بلکہ سرد بھی تھا

ماتھا۔ تل۔ کان۔ گال۔ لب زرد
جل جل کے جو کھینچین سرد آہین
جی جلنے سے بدلی صورت اُنکی
ہم چشمون کے دل تمام توڑے
بیرنگ جو دامن اوس کا اٹکا
اوڑ بھاگے عزیز رنگ کیطرح
ہمدم اسوقت سب جدا اُٹھے
پنہان ہے دل مین داغ لیتک
رفتہ رفتہ اوڑی ہوا یہ
باتون باتون سُنا پدر نے
دشمن اوسکے اوڑے خبر کی صورت
آنکھون کو تھی نورِ دیدہ کی چاہ
گرم آئے وہ جسطرح تپ آئے
دیکھا نہ وہ رنگ ہے نہ وہ روپ
رُخ صاف تھا پہلے تیرہ اب ہے
کی عرض کہ ہین حضور بیچین
اُٹھئے اُٹھیے حضور چلئیے
اوٹھنے مین تھا ضعف سے تکلف
زانو پکڑے کمر سنبھالے

وہ قد تھا بول بھول سب زرد
تھین برق سے بند دم کی راہین
سنولا گئی صاف رنگت اُنکی
ایسا بہکا کہ جام توٹے
آنکھون مین برنگ خار کھٹکا
احباب سے کٹے پتنگ کیطرح
بات آکے پڑی تو لب جدا اٹھے
دامن کے تلے چراغ لیتک
قمری کسی سرو کا ہوا یہ
دل دیکھ لیا ہے غم پسر نے
آنسو ٹپکے ثمر کی صورت
گُل کو لینے چلے ہوا خواہ
یل سینے سے آہ تا لب آئے
دامانِ غبار مین چھپی دھوپ
دن رنگ مین ہمسوادِ شب تھے
کچھ دیر کو ہو قرآنِ سعدین
چلئیے چلئیے ضرور چلئیے
بھون پر تھی شکن زبان پر اُف
بیچارہ کدھر کدھر سنبھالے

صدمہ دل پر تڑپ جگر مین — تشنگی ہونٹھون پہ درد سر مین
اوٹھ بیٹھ کے وہ غبار کی طرح — آیا دلِ بیقرار کی طرح
آغوشِ طلب پدر نے وا کی — پہلو مین جگر کی طرح جا کی
صدمہ تھا ملال تھا قلق تھا — آنکھین نیچی تھین رنگ فق تھا
ٹوٹا ہوا دل حباب آسا — پھولا ہوا منھ حباب آسا
پلکین جو نہ کرتین پردہ داری — آنکھون سے نہ چھپتی اشکباری
تھے سوزشِ غم سے خشک تر لب — مُرجھائی سی پنکھڑی تھا ہر لب
سلطان نے غبار اوسکا تاڑا — دامن کی مثال خوب جھاڑا
بینائی دل اوبھارتی تھی — غیرت مگر آنکھ مارتی تھی
دل تنگ ہوا تو عقدہ کھولا — گرمی دیکھی تو جل کے بولا
کانٹا نہین جسے نکالون — دُکھ پیڑ نہین کہ کاٹ ڈالون
[illegible] آگ نہین کہ بجھ کے رہ جائے — یخ آب نہین کہ ٹھہر کے بہ جائے
[illegible] یہ اضطراب کا رنگ — تیور کی طرح بدل گیا رنگ
دل پر تپِ غم نے داغ ڈالے — جیسے کسی پھل مین بیج کالے
وحشت سے حواسِ خمسہ ششدر — چارون ورقِ عناصر ابتر
ہمدم تھے تمام دم کے ساتھی — ہمدرد تھے درد و غم کے ساتھی
جی جان سے جان نثار تیار — کام ایک کا ہو تو چار تیار
سوزش کی مگر دوا کہان تھی — ٹھنڈا کرے وہ ہوا کہان تھی
دلسوزون کو سوزِ دل سُنایا — بولا کہ یہ گل سے داغ پایا

جو دیدہ تھا اور جو شنیدہ — روشن کیا حالِ نورِ دیدہ
حیرت سے تھے اہلِ ہوش ششدر — تیجا نہ تھا بادشاہ کا گھر
چُپ سُن سکتے میں تھے خردمند — مُنھ مثلِ درِ بخیل تھے بند
ہونٹھوں پہ تھے دانت سر پہ تھے ہاتھ — سر سے جو ہٹے جگر پہ تھے ہاتھ
مجمع میں تھا ایک پیر دانا — دیکھے ہوئے آنکھوں سے زمانا
کوچے میں جو رہبری کے آئے — ہون خضر تو راستا بتلائے
صورت میں کمان فکر میں تیر — بہرِ شبِ غم سحر تھا وہ پیر
منھ صورتِ عقدہ اُسنے کھولا — سلطان کو دعائیں دیکے بولا
میکش کو ہوس ایاغ کی ہے — پروانے کو لَو چراغ کی ہے
دل بیٹھ نہ جائے رنج اٹھا کر — ڈوبے نہ یہ چاند داغ کھا کر
ایسا نہو نورِ چشم کھو جائے — ٹھنڈا گھر کا چراغ ہو جائے
یون خاک تھمے ہوا جنون کی — ہان وصل ہے اک دوا جنون کی
بھوکے کو غذا نہ دیجئے کیون — زخمی کی دوا نہ کیجئے کیون
عشق اور نصیحت زبانی — جیسے جلتے توے پہ پانی
سودے پہ چلے زبان کا بس کیا — شعلے کی لپٹ سے کر گئے خس کیا
خسرو کو پیام دیجئے آپ — اس لعل کا عقد کیجئے آپ
پیوندِ شجر شجر سے ہو جائے — ہمرشتہ گہر گہر سے ہو جائے
رشتے سے ہے خوب تاجر آگاہ — نامہ اُسے دیجئے کہ لے راہ
ڈھونڈھے وہی دلکو جسنے کھویا — کاٹے وہی دُکھ کو جسنے بویا

بیمار کیا دوا بھی لائے	بھڑکائی ہے آگ تو بجھائے

شہزادی کا گھبرانا لوگوں کا سمجھانا آخر پیام عقد سے تسکین پانا

ساقی کہون کیا جنون جی کا	دیوانہ ہے شیشے کی پری کا
ہے شوق وصالِ دخترِ رز	دکھلا دے جمالِ دخترِ رز
وہ تازہ نہالِ گلشنِ غم	وہ داغِ نصیبِ ماہِ عالم
گلچین بہارِ آرزو تھا	آوارہ مزاج مثلِ بو تھا
دل مائلِ دردِ آشنا گم	کشتی طوفان مین ناخدا گم
کہنے کو تو گم سخن نہین تھا	چپ تھا گویا دہن نہین تھا
صد چاک تھا اس لیئے دلِ زار	تھا زلف جیتون کو شانہ درکار
بیگانہ تھی پتلیون کی حیرت	کیا نام کی کچھ نہ ہوتی غیرت
بے شانہ برا سوادِ خط تھا	حرفِ موجا بجا غلط تھا
سمجھانے لگے اوسے خردور	بھولو نہ خدا کو بندہ پرور
کیون یاس کی شکل دلنشین ہے	کیا رات کے بعد دن نہین ہے
بھڑکی ہے جو آگ سرد ہوگی	آندھی جو اوٹھی ہے گرد ہوگی
بجلی نہین جان کیون ہے بیتاب	بدلی نہین دیدے کیون ہین پر آب
رخ برگ نہین ہے زرد کیون ہے	دل برف نہین ہے سرد کیون ہے
چہرے پہ غبار چھا گیا کیون	آئینے پہ زنگ آگیا کیون
تصویر کی حیف دل مین جا ہو	بُت ساکنِ خانہ خدا ہو

صورت نہ بگاڑو بنکے رنجور | بن جائے نہ جی پہ جان سے دور
پھل نخل جنون کے مل رہے ہین | گلیون مین شگوفے فطل رہے ہین
بہکو نہ کہ آئے حرف ادب پر | کیون ہوکے سبک گران ہو سب پر
امید نہین تمھاری خو سے | ہو جاہ عزیز آبرو سے
ہمنے مانا کہ دے چکے دل | اب تم مانو کہ ہو نہ بیدل
بے فکر نہ مدعا بر آئے | بے ذکر یہ بات لب پر آئے
بے شمع نہ بزم ہو منور | بے غوطہ نہ ہاتھ آئے گوہر
برسے گا اگر گھرا ہے بادل | پھولا ہے شجر تو لائیگا پھل
غنچہ ہے تو ہوگا پھول گر گل | سلجھے گی اولجھ گئی جو کاکل
سمجھا کے بجھا کے لیکے خامہ | لکھ پڑھ کے سنایا اوسکو نامہ
نسخہ جو لکھا برائے بیمار | امید ہوئی دوائے بیمار
دیکھا جو وہ بخت کا سیاہا | زخمی سمجھا دوا کا پھاہا
خط توڑ کے پھر کیا اشارہ | ہے غم سے شکستہ دل ہمارا
ظاہر کیا پند کر کے یہ رنگ | ہے قید بلا مین یہ دل تنگ

تاجر کا نامہ ہو کر فردوس مین آنا ہنسی خوشی سے جواب پاتا

تیرے سر کی قسم ہے ساقی | تیرا ہی بس ایکدم ہے ساقی
مے دے رہے تیرے نام کی خیر | خم کی شیشے کی جام کی خیر
سلطان قلم و غم و پیچ | زیچ تھا مانند شاہ شطرنج

سوچا کہ دوا سے کھوئیے درد — بھڑکی ہے جو آگ کیجیے سرد
صیقل ہو تو آئنہ ہو شفاف — کھل جائے گرہ تو رشتہ ہو صاف
شہزادے پہ آنچ آنہ جائے — یہ گل کہین داغ کھا نہ جائے
سم ہو غمِ عشق بڑھتے بڑھتے — دم لے تب ہجر چڑھتے چڑھتے
پہلے تاجر کا دل ٹٹولا — آمادہ سفر پہ کر کے بولا
نامہ۔ تصویر۔ گنج۔ رہوار — اشتر۔ ہاتھی۔ فنس۔ ہوادار
خیمے خرگاہ۔ فرش بستر — خدام۔ مصاحب اور لشکر
پنّا۔ الماس۔ دُرِّ خوش آب — نیلم۔ پکھراج۔ لعلِ نایاب
لسیٹے اڑھائی سوت والے — انمول یہ موتیون کے ملے
نافے مشکِ ختن کے صدہا — عنبر جس کی صفت ہے سارا
آرام کی بے شمار چیزین — تحفے کے لیے ہزار چیزین
یہ سب سامان لے کے جا اب — فردوس کی سمت ہو ہوا اب
خسرو کو شبیہ و نامہ دینا — کہتا سنتا جواب لینا
ہو سخت تو بولتا یہ نرمی — ٹھنڈا کرنا کرے جو گرمی
کچھ راگ جو لائے ساز رکھنا — پرواز کرے تو باز رکھنا
خط پاتے ہی چل کھڑا ہوا وہ — حسرت سا نکل کھڑا ہوا وہ
دن رات تھا گرم رو ہوا خواہ — دن کو تو تھا مہر رات کو ماہ
رستے مین نہ دم لیا کسی شکل — فردوس مین آیا روح کی شکل
آیا جو نظر وہ بابِ امید — لی برج کی راہ مثلِ خورشید

پردہ تھا کشادہ اور در وا — گھونگھٹ مین تھی چشمِ فتنہ گر وا
تھا پردۂ گوش پردۂ در — نغمے کی طرح سمایا اندر
گھر مین جو سپیدی چار سو تھی — صبحِ امید روبرو تھی
انوار سے صحنِ خانہ لبریز — جیسے دلِ عابدِ سحر خیز
بام اوج مین بادشہ کا اقبال — محراب ابروئے کج کی تمثال
تھی پیشِ نظر یہ صورتِ طاق — وا شوق مین جیسے چشمِ مشتاق
وہ سقف مین قمقمے پُر انوار — پھولے پھولے حسین رخسار
دیکھا کہ وہ بادشاہ دوران — ہے تخت پہ صورتِ سلیمان
جھک کر یہ ادب مثالِ خامہ — دی وہ تصویر اور وہ نامہ
نامے سے کھلا طلسمِ تقدیر — پُتلی ہوئی آنکھ کی وہ تصویر
صورت کا بناؤ چشمِ بد دور — سائے مین تھا آفتاب کا نور
زاہد کیسا ہی بُت شکن ہو — اس بُت کو جو دیکھے برہمن ہو
دولھا کی پسند تھی دلھن پر — تھا حصر جواب یاسمن پر
گلشن دخترِ وزیر اوس کی — کھیلی ہوئی اوسکے ساتھ کی تھی
رہتی تھین وہ ساتھ ساتھ اسطرح — پہلو مین دل و جگر ہین جس طرح
خسرو نے شبیہ دی اسی کو — تا نورِ نگاہ یاسمن ہو
خلوت مین وہ پہونچی لیکے تصویر — بولی کہ یہ دیکھو نقشِ تقدیر
دیکھی جو شبیہ ماہِ عالم — گردن ہوئی مثلِ ماہِ نو خم
برچھی پڑی نوک سے پلک سے — دل مین لگی آگ سی چمک سے

تصویر چڑھی ہوئی نظر پر — ہاتھ ایک جگر پر ایک سر پر
الفت کا چبھا جگر میں کانٹا — آنکھوں کو لہو رگوں نے بانٹا
گلشن فقط اوس گھڑی تھی ہمراز — تھی مثل نفس وہ اوس کی دمساز
اوس سے کہا دیکھا اسے ذرا تو — رنگت کے عوض کھرا ہے جادو
بوٹا سا یہ قد کہ دل میں جم جائے — سبزہ سا یہ خط کہ جان سم کھائے
زلفوں میں پڑا ہی پیچ پر پیچ — حلقہ چشم حسین کا ہر پیچ
کرتی ہیں یہ پتلیاں اشارا — پانی مانگے نہ اپنا مارا
منہ کیا کسی پھول کی کلی ہے — کہتی ہی ہنسی کہ کھل چلی ہے
ہیں مے کے حباب گال دونوں — عکس مے سے ہیں لال دونوں
ہم سے اتنا غرور اچھا — سمجھے ہیں حضور اچھا
ہم منہ سے زبان دیں تو بولو — تصویر کو جان دیں تو بولو
وہ دخت وزیر ہنس کے بولی — دل کھول کے کیا زبان کھولی
غیرت کو کہاں ہوا بتا دی — چڑیا صدقے کی تھی اوڑا دی
قمری نہ ہو سرو اے گل اندام — پروانے کا شمع سے نہو کام
اندھیر ہے کیک پر مرے چاند — سایہ کرے آفتاب کو ماند
بولی وہ کہ جان جائے دل جائے — اس جسم کی جان کاش مل جائے
بولی یہ کہ پی کے مے بہکنا — گل ہاتھ میں آئے تب چہکنا
بولی اچھا پتا بتا دے — ٹھنڈی ہی ہو نگی ذرا ہوا دے
بولی یہ کہ کھل ہی جائے گا راز — کچھ ساز چھڑے تو نکلے آواز

تم مجھ سے جو پوچھو اپنے جی کی
وہ چیز ہے یہ کہ لے ہی لے دل
یہ سُن کے اودھر وہ مسکرائی
غنچے سے جو نکلی پھوٹ کر بو
سب ہمسنن چھیڑتی تھین ہر بار
ہان رال ٹپک پڑی تمھاری
منھ چومتے واہ ہمنے دیکھا
آخر نہ چھپا بلاؤن کا راز
تصویر کی کون ایسی ہستی
آنکھین تو اوٹھاؤ کچھ تو بولو
ایسی آئی ہین یہ کہین سے
انکو سب کچھ ہمین یہ گالی
منھ خوب چڑھا رہی ہو کیا خوب
ہے کوئی ذرا اِدھر تو آنا
لینے لگے چٹکیان اشارے
آنکھون کی طرح لڑی کسی سے
تیزا سے ہوئی نظر کی صورت
جھلاتے کسی پہ پیک تھوکی
آخر نہ چھپی نظر کی صورت

کیا شکل حسین ہے کسی کی
جو دیکھے اسے وہ دے ہی دے دل
گلشن ہنسنے دھوم اِدھر مچائی
پھیلی گھر مین ادھر اودھر بو
کیون جی تمھین آیا تھا بہت پیار
صورت ہی تھی ایسی پیاری پیاری
واللہ باللہ ہے تمنے دیکھا
چٹ چٹ کی کچھ آرہی تھی آواز
اللہ تم اور بُت پرستی
آنچل تو ہٹاؤ مُنھ تو کھولو
نخرے کرنا اجی انھین سے
اولٹی گنگا بہانے والی
انکے لیے رکھو یہ ادا خوب
منھ دیکھینگی آئینہ تو لانا
بس لوٹ گئی ہنسی کے مارے
کاکل سی اوجھ پڑی کسی سے
ٹیکا اوسے پا کے سرکی صورت
منھ ہنسکے چھپا لیا جو چوکی
پردے مین چھپی جگر کی صورت

گلشن لائی اوٹھا کے تصویر
خسرو کو دکھایا نقشِ تقدیر

بولی کہ ہے جو حسب دلخواہ
زہرہ ہے دلہن تو چاند نوشاہ

دیکھی وہی شمع جس کی لو تھی
چمکا وہی چاند جس کی ضو تھی

نامہ تھا کلیدِ بابِ امید
ٹھہرایا قران ماہ و خورشید

انعام سا دیکے نامہ بر کو
پتلی نے طلب کیا نظر کو

طالب سے ملا مزاجِ مطلوب
قاصد نے لیا جوابِ مکتوب

تاجر کی واپسی و شہزادی کا سفر طلسمات کی راہ اور پری کی نظر شہزادی کا راہ پر نہ آنا پری کے حکم سے قید خانے جانا

اب تاب نہین بیقرار ساقی
دل پر نہین اختیار ساقی

للہ بدل تہین کو ہان سے
دے پھول کہ ہون ہوا یہان سے

کاغذ جو ملا ہوا تھا قاصد
تیز آہ سے کچھ سوا تھا قاصد

دم چلنے مین منفعل ہوا اوس سے
عمرِ گذران خجل ہوا اوس سے

جنگل جو پڑا ہوا تھا راہی
دریا جو ملا بنا وہ ماہی

گو گرم روی بہت جتائے
سورج کی کرن نہ اوسکو پائے

پہونچا جا کر قیاس کی طرح
ٹھہرا اپنے حواس کی طرح

سلطان کو دیا جوابِ مکتوب
طالب کو سنایا حالِ مطلوب

بھڑکی ہوئی آگ کو ہوا دی
بارود مین آگ سی لگا دی

مشتاق کا شوق کچھ بڑھا اور
دیوانہ تو تھا ہی جن چڑھا اور

یون آکے جما جنون سر مین ‏ جیسے کوئی بیٹھے اپنے گھر مین
وحشت کی ہوا تھی بس بلا کی ‏ دامن کی کلی کلی جدا کی
قائم نہ تھا رنگ اوسکے رخ پر ‏ جو رنگ آیا تھا وہ دم بھر
چھت دیکھ کے کاٹتا وہ راتین ‏ کرتا کڑیون سے پھرون باتین
کچھ اتنا پڑا تھا درد سے کام ‏ تھا آہ کا کام سانس کا نام
پڑ جائے جو چشم تر سے پالا ‏ پھوڑے یا دل کا منھ ہو کالا
پھٹتا تھا جو بار بار دامن ‏ ٹکڑون سے بنے ہزار دامن
صورت دیکھو تو شوق ظاہر ‏ پر تول رہا ہو جیسے طائر
سودا چڑھ کر جو سر پہ بیٹھا ‏ دل گھر سے اوٹھا سفر پہ بیٹھا
حیرت مین تھا شاہِ مصلحت سنج ‏ شادی کی خوشی تھی ہجر کا رنج
سوزش بھی تھی دلمین او خوشی بھی ‏ تھی دھوپ بھی اور چاندنی بھی
آندھی تھمتی محال تھا یہ ‏ پانی رکتا خیال تھا یہ
نزدیک آئی سفر کی دوری ‏ سامانِ سفر ہوا ضروری
اسباب خزانہ فیل رہوار ‏ جو کچھ بہرِ سفر تھا درکار
سب دیکے اوسے کیا روانا ‏ آگے سمجھا یا پیش آنا
ہاتھی پہ وہ مہر جلوہ گر تھا ‏ یا جلوۂ برق طور پر تھا
ہودج کا وہ اوج چشم بد دور ‏ نکلا پئے دید مہرِ پُرنور
اس حد کو اوٹھا کے سر نظر کی ‏ پچھم کو گری کلاہ سر کی
خود قلب مین چار سمت لشکر ‏ تھا بیچ مین چاند گردِ اختر

ساتھ اپنے وزیر بھی سدھارا
پہلو مین قمر کے تھا ستارا

پوچھا تاجر نے مخبر سے
راہین دو ہین چلین کدھر سے

نزدیک کی ایک دور کی ایک
نزدیک کی بد ہے دور کی نیک

لا علم کہ دام ہے تہ کاہ
بولا کہ چلو قریب کی راہ

آندھی کو پکڑ سکے نہ کوئی
سیلاب سے لڑ سکے نہ کوئی

کس شے سے ہو میرا راستا بند
شعلہ نہ ہو خار و خس کا پابند

تھا رہرو کو جو سر بلا وہ
تلوار کی دھار پر چلا وہ

سورج جب ڈوبنے پر آیا
دنیا نے لباسِ زرد پایا

پہونچا اک مرغزار مین وہ
تھا صورتِ گل بہار مین وہ

رنگِ گل کا وہان یہ تھا جوش
سبزے سے زمین ہوئی تھی گلپوش

یہ تھی سرِ شاخ شکلِ لالہ
جیسے کفِ رند پر پیالہ

پتی پتی پہ ہو تبسم جی دین
کانٹے پلکون سے نوک کی لین

بوٹون سے چلے نہ چال قد کی
امید ہو پائمال قد کی

پھولون کو جو دیکھین گال تپائین
سنبل اوجھے تو بال تپائین

ہم چشم جو نرگس چمن ہو
نشہ سب آنکھ کا ہرن ہو

غنچہ منھ سے کہے کہ تو کیا
مجھ سے اور تجھ سے گفتگو کیا

دلکش راہین ادھر ادھر کی
سیدھی جن سے ہو مانگ سر کی

سمٹی تھین جابجا وہ بیلین
دل جتنے ہون کاکلون مین لے لین

چشمہ تھا کہین تو دلنشین تھا
پانی عرقِ رخِ حسین تھا

ندّی وہان ایک دیکھی جاری — ہو خلد کی جس سے آبیاری
لہرائی طبیعت اوس قمر کی — شب چاندنی مین وہین بسر کی
جب کٹ گئی زلفِ شب سحرگاہ — روشن ہوئی مانگ کی روش راہ
تھک تھک کے جو سوئے تھے وہ جاگے — ہمت کی طرح بڑھے سب آگے
افسون کی روش تھی سحر کا رنگ — لائی وہ بہار کچھ نیا رنگ
دن صورتِ مہر چلتے گذرا — چلتے نہین بلکہ چلتے گذرا
چل پھر کے تھا مرغزار مسکن — تھا مرکزِ دائرہ وہ گلشن
راہی ہوتا جہان سے ہر بار — آتا وہین پھر کے مثلِ پرکار
رستے سے کھلا نصیب کا پھیر — روشن یہ ہوا کہ ہوگا اندھیر
گلشن سے نکل سکا نہ اس طرح — گونگے کے دہن سے بات جس طرح
اک شب کہ تھی کاکلِ غم — ہمرنگِ لباسِ اہلِ ماتم
یا بختِ سیاہِ اہلِ زنّار — یا فردِ حسابِ عمرِ کفّار
شہزادہ کہ ماندہ ہو گیا تھا — مانندِ نصیب سو گیا تھا
پھرنے والا کچھ ایسا کھویا — مُردون سے وہ شرط بد کے سویا
لائی چکر مین گردشِ بخت — گذرے پریون کے اوس طرف تخت
اک اون مین سے حور چہرہ گلفام — خورشید جمال مشتری نام
بولی کہ ہے رنگ کچھ نیا آج — بدلی نظر آتی ہے ہوا آج
اس غنچے مین یہ شگوفہ کیا ہے — جنگل مین عجیب گل کھلا ہے
منظورِ نظر ہوا نظارا — ٹوٹے جیسے فلک سے تارا

سایے کی روش قریب آئی — اوس چاند پہ مثلِ ابر چھائی
یوسف جو ہوا عزیز جی سے — دل چاہ مین گر پڑا خوشی سے
جنگل مین ملا جو یہ خزانا — چوری کا خیال جی مین ٹھانا
یون بند آنکھین تھین سب کی یکسر — جیسے ہون بند رات کو در
نشے مے خواب کا تھا سر جوش — سر کی نہ خبر نہ پانون کا ہوش
قابو پایا پری نے اوس پر — قبضہ کیا مشتری نے اوس پر
آغوش مین شکل اوس حسین کی — تمثال تھی حرفِ دلنشین کی
یہ تھی حلقے مین شانِ معشوق — جیسے منہ مین زبانِ معشوق
جنگل سے ہوا ہوئی ہوائی — گل لیکے نہال گھر مین آئی
پلکون سے کھلی نقابِ غفلت — چونکا وہ مستِ خوابِ غفلت
آنکھین جو کھلین نصیب سویا — کانپا سہما غریب رویا
بدلا نظر آیا کارخانہ — اولجھا زلفون مین جیسے شانہ
چکر مین سرِ ضعیف کی طرح — سر خم کمرِ نحیف کی طرح
تھی خوف سے سانس دم چرائے — کیا جان جو منہ سے باہر آئے
دل جسم مین یون ہوا فسردہ — ہو بزم مین جیسے شمع مردہ
رگ رگ مین چھپی تھی جان ڈر سے — دانتون مین دبی زبان ڈر سے
آنسو ٹپ ٹپ ٹپک رہے تھے — دو چشمے زمین پر بہے تھے
دونون چشمون کا کھیل دیکھا — گنگا جمنا کا میل دیکھا
تا حلق کے ڈر سے تھرتھرایا — تھا سر کو بلا پری کا سایا

منحوس اوسکے لئیے پری تھی — گویا کہ زحل وہ مشتری تھی
آنکھون سے قضا چڑھی نظر پر — چتون سے چھری چلی جگر پر
پوچھا کہ یہان مین آیا کس طرح — بولی کہ قرار دل مین جس طرح
پوچھا یہ ستم کیا ہے کس نے — بولی تمھین دل دیا ہے جس نے
پوچھا شکر کہا کہ ہان تھا — پوچھا کہ ملے گا بھی کہا نا
بولا یہ غضب تو بولی خاموش — بولا کہ پھر اب تو کھولی آغوش
بولا کہ نہین تو بولی بیکار — بولا کہ رہائی بولی دشوار
بندہ مجبور چارہ کیا تھا — جو حق کی رضا اجارہ کیا تھا
آنکھون کو یہ بیخودی نے کھویا — دم ہی نہ تھا پتلیون مین گویا
تن جلنے لگا دھوان بنے بال — تھے بھاڑ کے دانے جسم کے خال
آواز کو خوف تھا نکلتے — دم ہی نہ تھا ہونٹھ کسکے چلتے
سر مثل نظر جھکا ہوا تھا — دم صورت دل رکا ہوا تھا
ہو دل کا غبار صاف کیا خاک — کھٹکا تھا کہ چھینکتے کٹے ناک
دانائی تھی ختم اوس پری پر — اوڑتی چڑیا کے گنتی تھی پر
سوچی ابھی جال مین پھنسا ہے — بھڑکے سبب مجھسے تو دور کیا ہے
یہ ہے جو دماغ مین وطن کی — ناساز ہوا ہے اس چمن کی
دیوانہ نہ ہو کڑی اوٹھا کر — انگارے نہ اوگلے تاؤ کھا کر
ہو رام وہ سلسلہ نکالو — دم دہاگے کا جال اسپہ ڈالو
روٹھے ہوے کو منانے بیٹھی — بگڑے ہوے کو بنانے بیٹھی

چھیڑا اوسے جسمین ساز ہو جائے | چھینٹے دیے تا غبار دھو جائے
بہلانے لگی کہ غم کو ٹالو | منھ کھول کے غصہ تھوک ڈالو
ٹیڑھے نہ ہو رخ ادھر نہ پھیرو | دیکھو دیکھو نظر نہ پھیرو
اتنی نہ کرو ڈھٹائی دیکھو | ہونٹوں پہ ہنسی وہ آئی دیکھو
وان شوق عدوے پردہ پوشی | یان ہمنفس زبان خموشی
وہ مثل زبان بے ادب تیز | یہ اشک الم سے ظرف لبریز
جوش اسکو جو تھا شباب کیطرح | دن بھر جلی آفتاب کی طرح
بدمست وہ تھی شعور کیسا | ظلمت چھائی تھی نور کیسا
جسدم ہوئی بند چشم خورشید | روشن ہوئی شمع بزم امید
پردہ کیا فاش راگ لائی | کاکل سی بڑھی لپٹنے آئی
باہر ہوئی جامے سے ہوس مین | لین اوسکی بلائین دستِ قسمت
یان دل کو ہوا جو اور کی تھی | کانٹا سی پڑی کھٹک رہی تھی
پھیلی وہ تو یہ سمٹ کے بیٹھا | آگے جو بڑھی تو ہٹ کے بیٹھا
لین اوسنے بلائین تو یہ جھٹکا | ہاتھ اوسنے بڑھایا اوسنے جھٹکا
معشوق کھنچا جو صورت ساز | دل بیٹھ گیا بہ شکل آواز
بدلی حیرت کی منھ پہ چھائی | چھوٹی مہتاب پر ہوائی
امید شکست کھا کے ٹوٹی | بستی رحمت کی ڈھنے لوٹی
دل غم سے بجھا ایاغ کی طرح | شب بھر وہ جلی چراغ کی طرح

وصل پر مشتری کا اصرار۔ ماہ و عالم کا انکار

مشتری کا جھلانا۔ شہزادے کا قید خانے جانا

ہون صورتِ غنچہ تنگ ساقی
لا بادۂ لالہ رنگ ساقی

غم کی کوئی حد [illegible] نہ دے اب
دم آیا لبون پہ دم نہ دے اب

معشوق کھنچا جو مثلِ شمشیر
ڈک پا گئی مشتری کی تقدیر

گالون پہ روان تھے اشک پیہم
گل تر تھے کہ گر رہی تھی شبنم

دم جوشِ جنون کا بھر رہی تھی
دیوارون سے باتین کر رہی تھی

پھاڑ اوسنے ہزار بدلے
کیونکر دلِ بیقرار بدلے

کوٹا سینے کو شب بھر اوسنے
کی صبح گجر بجا کر اوسنے

کھلائے ہوئے داغ مثلِ لالہ
جل بھنکے اوٹھی وہ گرم نالہ

شہزادے پہ گرم تھی وہ شب سے
رخ لال تھا آتشِ غضب سے

آندھی سی اوٹھی ہوا سی آئی
سر پر اوسکے بلا سی آئی

سوتا مانندِ بخت پایا
صدمے کی طرح اوسے اوٹھایا

چونکا تو نظر پڑی ڈراوہ
تھی سر پہ اجل کھڑی ڈراؤ

دل سرد تھا کھینچی آہ جل کر
کروٹ بدلی نظر بدل کر

قسمت کیطرح وہ اوسکا پھرنا
نظرون سے تھا مثلِ اشک گرنا

ہاتھ اوسنے ملے کہ بس نہین ہلے
ان ہاتھون کو دسترس نہین ہلے

پھر ساز جو چاہا پایا ناساز
نکلی بھی تو بس نہین کی آواز

منھ کی کھائی تو غصہ آیا
منھ دیکھ کے بگڑی منھ بنایا

قہر آیا کہ جن چڑھا پری پر
لپکی جھلا کے آدمی پر

بولی کہ یہ بیوفائی کیون جی — تمسے اتنی رکھائی کیون جی

دیکھی ترچھی نگاہ کیا خوب — سبحان اللہ واہ کیا خوب

سمجھے نہ بشر کو تو پری کیا — جو دُر کو نہ پرکھے جوہری کیا

رخ پھیرے ہو رنگ ہے نرالا — ہے دال مین کچھ ضرور کالا

در پردہ ہے کون پردہ کھولو — آنکھین نہ دکھاؤ منھ سے بولو

بت بنگئے کس پہ جان دے کر — چپ ہو کسے زبان دے کر

کس شمع سے لو لگائے ہو تم — کس چاند کا داغ کھائے ہو تم

کیون زرد ہو جیسے زرد ہو برگ — کیون ملتے ہو ہاتھ جیسے دو برگ

الجھن مین ہو کیون یہ کیا بلا ہے — کس زلف کا پیچ پڑ گیا ہے

کیون جی نہین دیکھتے ادھر کیون — کعبہ نہین مین جھکا ہے سر کیون

ٹیڑھے نہ ہو سیدھی بات یہ ہے — مین جس سے دبون وہ گھات یہ ہے

مجکو رو رو جو رو رو پیارے — آنکھون سے نہ ہاتھ دھو و پیارے

بیدل ہو تو آؤ مجھ سے دل لو — روٹھے ہو گلے لگاؤن رل مل لو

سمجھا نہ کہ داغ کھائیگی یہ — جل کر مجکو جلائیگی یہ

غافل کہ کرے گی چوٹ کد سے — جاؤن گا کہان مین بچ کے زد سے

سودا گھر بیٹھے مول لینا — قیمت مین وہ نقد ہوش دینا

وہ عشق شیرین دکھلائے جس نے — وہ چاہ کنوئین جھنکائے جس نے

سب کہہ کے کہا کہ لاگ یہ ہے — جو دل مین لگی وہ آگ یہ ہے

مایوس بھی وہ ہوئی خجل بھی — امید بھی ٹوٹی اور دل بھی

وہ پیار گیا وہ چاہ بدلی | دیکھا دیکھی نگاہ بدلی
آمادہ ہوئی جفا پہ جی سے | مریخ بنی وہ مشتری سے
غصہ تھا کہ قہر تھا خدا کا | چتون تھی کہ تیر تھا جفا کا
گیسو تھے کہ دام تھے بلا کے | ابرو تھے کہ تیغے قتل کے
پلکیں اسکی تھیں یا سنانیں | یا سانپ تھے بال یہ زبانیں
پتلی تھی بھری تو پلکیں گڑ کے | تل تھے شرر آتش حسد کے
دیدے آنکھیں بدل رہے تھے | خنجر سے وہ ہونٹھ چل رہے تھے
نظروں سے گرا دیا نظر نے | گیسو لگے مار مار کرنے
پلکوں نے چبھوئے خار پر خار | قد سرو کے پیڑ سے بنا دار
باتیں کرتی تو زہر اگلتی | چلتی جو زبان برچھی چلتی
گردن سے لپٹ کے مثل گیسو | کہنے لگی سن تو او جفا جو
کیوں مجکو کیا پکا کے پھوڑا | کیوں شیشۂ دل کو تو نے توڑا
پانی کو نہ پیاس میں کہوں میں | بس چاہ میں باؤلی رہوں میں
دھن اور تھی اور راگ نکلا | پانی تھے سبھی آگ نکلا
جو میں کہوں تو کرے نہ وہ بات | میں دن جو کہوں تو تو کہے رات
تو مجھ سے لڑے یہ جان تیری | اے خالق پاک شان تیری
تو کیا تجھے جسکی دھن وہ ہے کیا | میں برق وہ نے. ثبات نے کیا
تو مجھ سے نہ اڑ کہ میں پری ہوں | روشن ہے کہ آگ سے بنی ہوں
چاہوں تو اسے ہلاک کر دوں | پھر کیوں تو جلا کے خاک کر دوں

کیا خاک کا خاک مین ملانا
نقش کف پا کا کیا مٹانا

آنکھین نہ بدل بگڑ کے مجھ سے
پچھتائیگا دیکھ لڑکے مجھ سے

ہونٹون کو تو کھول ہے کہان تو
کیا منہ مین بھرے ہو گھنگنیان تو

غصّے سے وہ لال غم سے یہ زرد
گرم اوسکا مزاج اسکا دل سرد

سر صورتِ بادِ غم اُٹھایا
جو دل مین تھا جوش منہ پہ لایا

بولا تو آگ ہو کے کیا پائے
مٹی ہو نمین آگ جس سے دب جائے

دل اسکو دیا تو رہ گئی جان
یہ بھی ترے ہاتھون سے قربان

امید قسم نہین کہ ٹوٹے
خواہش دھبّا نہین کہ چھوٹے

چھوٹے گی نہ جستجوئے فردوس
دم نکلے تو جائے سوئے فردوس

یان پائے بشر ہٹا ادب سے
وان آگ ہوئی پری غضب سے

جینا کیا اسنے مشکل اسکا
مہندی کی طرح ملا دل اس کا

مہر ... وہ آئی شامت آئی
آفت آئی قیامت آئی

دشمن ہوئی جان کی وہ جی سے
آنکھین دکھلائین دانت پیسے

اک دیو تھا سنگدل بلا کا
جامہ پہنے ہوئے قضا کا

صورت وہ کہ بدنمائی سب ختم
رنگت جس پر سوادِ شب ختم

دانت اوسکے کہ زرد زرد تھے
دو دو انگل دہن سے باہر

ہر دم شکنون سے چہرہ بد
لیتا ہوا لہرین بحر اسود

پلکین اُٹھنے جدا کیجائے
نیزے ہین یہ زہر کے بجھائے

آنکھین وہ بلا بھرے بلا گرد
فتنے ان پتلیون کے شاگرد

لب ہل سکے دکھاتے ہین کرامات
قینچی ہین کہ کاٹ دیتے ہین بات

بولی اوس سے کہ یہ ستمگر
ہے میری رگِ جگر کو نشتر

ہٹ مجھ سے کرے غضب خدا کا
پتلا ہے یہ آدمی بلا کا

تو قید سے اسکی آبرو لے
جسمین یہ عزیز چاہ بھولے

زنجیر کے سلسلے مین یون ڈال
چوٹی مین کسا ہو جسطرح بال

تن گھٹکے جو بال ہو تو جانون
یہ ماہ ہلال ہو تو جانون

وہ دیو چلا تفنگ کی طرح
دوڑا شیشے پہ زنگ کی طرح

دامن اسکا تھا ہاتھ اوسکے
سایہ سا چلا یہ ساتھ اوسکے

اک دشت نظر پڑا جنون خیز
مثلِ دلِ قیس وحشت انگیز

بالو وہ کہ بھاڑ سرد ہو جائے
ٹیلے سے پہاڑ گرد ہو جائے

دھوپ ایسی کڑی نہ دہیرتن ہو
اوس سے تپ لازمی زمین کو

سرد اوس سے ہو گرمی جوانی
تلوار کی آنچ ٹھہرے پانی

وسعت سے خیال کو ندامت
چھوٹا کہین دامنِ قیامت

وان موجِ ہوا تھی تیغ آہن
وان نقشِ قدم تھا چشمِ دشمن

وان شاخِ شجر تھی مارِ خونخوار
وان برگ تھا شاخ مین کمرِ مار

اوس دشت مین ایک قیدخانہ
تھا مرغِ جنون کا آشیانہ

وحشت کے لیے بنا تھا وہ گھر
چشمِ آہو تھا حلقۂ در

ظلمت سے شبِ فراق ڈر جائے
عاشق کی نظر سے زلف اوتر جائے

تنگی سے دلِ بخیل ہو تنگ
فق ہو گرمی سے دھوپ کا رنگ

گنتا وہان کون آدمی کو — نسلے سے جنون ہو پری کو
بیکس نے وہ قیدخانہ پایا — برج عقرب مین چاند آیا
تاریک مکان مین وہ خوش اسلوب — یوسف تھا میان چشم یعقوب
یون چپ تھا کہ چور تھا وہ گویا — زندہ در گور تھا وہ گویا
کھانے کو جو پوچھیئے تو غم تھا — آنے جانے کو پاس دم تھا
بند آنکھ جو ڈرنے کی نہ کھولی — زنجیر بھی ہو کے چپ نہ بولی
وہ مجلس گرم اور وہ بیتاب — آتشکدے مین تھی جلے سیماب

ماہ عالم کے کھو جانے سے ساتھیون کا گھبرانا اور ایک درویش کے سبب سے پھر ہاتھ آنا

آمادۂ جور ہے زمانا — ساقی کوئی جام بادہ لانا
دل کشمکش بلا سے چھوٹے — قفل در تو یہ آج ٹوٹے
شہزادہ اسیر دام صیاد — لشکر دشت جنون مین برباد
بیچینی سے سب وہین پہ لوٹے — آنچل کی طرح زمین پہ لوٹے
چھوٹا تھا جو نور چشم کا ساتھ — پلکون کی مثال ملتے تھے ہاتھ
بولے بچھڑا حبیب افسوس — افسوس ہے اے نصیب افسوس
ہاتھون مین نہین زبان ابتو — اعضا مین نہین ہے جان ابتو
خود ہمکو وہ چھوڑتا بھلا کب — بو باغ سے نکلے بے ہوا کب
دریا سے گہر نہ آپ نکلے — پتھر سے شرر نہ آپ نکلے
اے حضرت بخت کیا یہ شر ہے — بایان قدم آپ کا کدھر ہے

سیدھا رہا ہم سے شام تک تو
ٹیڑھا ہوا شب کو اے فلک تو

ایسی آنکھوں پہ نیند چھائی
پہرے والے کو موت آئی

غفلت مین یہ داغ دے گیا چور
کاجل آنکھوں سے لے گیا چور

تھا گشت مین شب کو اوس قمر تو
اندھیر ہوا رہا کدھر تو

آنکھین کھولے ہوے تھے تارے
دیکھا تو کیے نہ کیون اشارے

یہ سچ ہے ہوا نہین تھی شبکو
تھی چاندنی یا نہین تھی شبکو

اندھی ہوئی ہاے شمع روشن
سوجھا اسے آنکھ سے نہ دشمن

ماتا پردے گھرے پڑے تھے
خیمے کے ستون تو کھڑے تھے

پردہ نہ کھلا کہ ہے یہ کیا بھید
کس ابر مین ہے نہان وہ خورشید

اختر کہ فراق سے تھا غمناک
آنسو کی طرح گرا سرِ خاک

غفلت ہوئی پردۂ رخ ہوش
قسمت ہوئی اوج سے ہم آغوش

طالع سے تھی ایک شکل باہم
امید کی صورتِ مجسم

سوتے مین نصیب اوسکے جاگے
دیکھا کہ خضر کھڑے ہین آگے

چونکا تو نگاہ مین تھی صورت
پیش آئی تلاش کی ضرورت

نالہ سا چلا اثر کا جویا
پتلی سا پھرا نظر کا جویا

اوس دشت مین ایک باغ پایا
مانندِ نسیم اندر آیا

اشجار ادھر ادھر کھڑے تھے
زہّاد نماز پر کھڑے تھے

بلبل کی صدا کا پاک انداز
تکبیر کی آ رہی تھی آواز

خوشے مین نہ تھے چمن کے انگور
سبحہ نکلا تھا ان کے انگور

دیکھا درویش اک کہن سال — انسان صورت فرشتہ تمثال
باتین بحرِ کرم کی لہرین — آنکھین آبِ وفا کی نہرین
پیشانیِ صاف روحِ مومن — روئے شفاف عید کا دن
یون لوثِ جہان سے قلب تھا صاف — جسطرح ہو خانۂ خدا پاک
چہرے پہ جو ضعف سے شکن تھی — اک نور کی نہر موجزن تھی
قدمون پہ گرا برنگِ سایہ — بولا یا شاہِ عرش پایہ
اُفتادہ سے آپڑی ہے سختی — روشن ہے ہماری تیرہ بختی
کس مُنھ سے کہے غلام حضرت — تسبیح ہے بے امام حضرت
لشکر بربادشاہ گم ہے — گردش مین نجوم ماہ گم ہے
ہم کیا سوئے نصیب سویا — پلکون نے جھپک کے دیدہ کھویا
بے شبہ ہی بیخودی کی شے نیند — یہ سچ ہی کہ نصف موت ہے نیند
ہم سوئے تو شب کو چور آکے — شہزادے کو لے گیا اُڑا کے
سرمایۂ عیش تھا کبھی سر — اب دوش پہ بار ہے یہی سر
قسمت نے اجل سے گھاٹ اوتارا — بحرِ غم کا نہین کنارا
بولا وہ خدا خدا کرو جی — اپنے مولا پہ من دھرو جی
پردہ کبتک حجاب کبتک — ڈوبا رہے آفتاب کبتک
کی پڑھ کے اِدھر اودھر جو چھوچھا — دیوون کی طلب تھی آ[illegible] پوچھا
شہزادے کو کون لے گیا ہے — اس دشت مین یہ ستم نیا ہے
اتنی نہین جان آدمی کی — ہے راہزنی کسی پری کی

بولے وہ کہ بے خبر ہین ہم سب
بولا یہ کہ جستجو ہے مطلب

وہ نور بنا ہے کس نظر کا
اب ہے وہ چراغ کسکے گھر کا

یہ سنکے اوڑے وہ رنگ کیطرح
تیزی سے چلے تفنگ کیطرح

زناٹے سے جا رہے تھے رہگیر
جسطرح کڑی کمان سے تیر

اوڑتے پھرے صورتِ خبر وہ
آندھی سے گئے ادھر اودھر وہ

دیکھا کبھی شہر اور کبھی دشت
کرتے رہے صورتِ ہوا گشت

رستے رستے کو دیکھا بھالا
کوچے کوچے کو چھان ڈالا

باغون مین لگائی تاک جاکر
غنچون مین گئے ہوا بچا کر

ہر گوشے کو جھانکتے تھے جویا
خود تھے ہمہ تن نگاہ گویا

کانون مین پڑی بشر کی آواز
سُن ہو گئے وہ کہ ہے یہ کیا راز

یان نقش زمین کے نقشِ افسون
یان دشت کے خار تشنۂ خون

نالے دل کے شجر یہان کے
چھالے دل کے ثمر یہان کے

دم لے کے سُنا کہ کوئی مضطر
سرگرم ہے آہِ آتشین پر

بجلی سی گری برابر اوسکے
جلتے جلتے بچے پر اوسکے

آواز پہ جاتے جاتے پہونچے
شعلون سے ہوا بچاتے پہونچے

آیا نظر ایک قید خانہ
یا طائرِ غم کا آشیانہ

تنگی وہ کہ چشمِ مور کہیے
ظلمت ایسی کہ گور کہیے

رستا نہ ملے ہوا کو اوس مین
ہو خوفِ بلا بلا کو اوس مین

گھر گھر کبھی رات ہی کبھی دن
وان رات سے دن نہو کسی دن

دیکھی وہان ایک شکلِ زیبا ۔۔۔ حیرت زدہ مثلِ نقشِ دیبا
تھا وہ یوسف میانِ زندان ۔۔۔ یا تھا ظلمت مین آبِ حیوان
دیکھا کہ ہے دیو حاجبِ نور ۔۔۔ فلفل ہے نگاہبانِ کافور
کچھ اوسکی نہ روک ٹوک مانی ۔۔۔ من سانپ سے چھین لینے ٹھانی
سیدھے مثلِ قیاس پہونچے ۔۔۔ سیارے قمر کے پاس پہونچے
دیکھا حالت نہین ہے تن مین ۔۔۔ گویا نہین کچھ بھی پیرہن مین
گیسو صفتِ خزان کا سنبل ۔۔۔ چہرہ جیسے چراغ کا گل
پوچھا کہ اوٹھائی یہ کڑی کیون ۔۔۔ افتاد تمھارے سر پڑی کیون
شمعِ ویرانہ کیون بنے تم ۔۔۔ جنگل کا خزانہ کیون بنے تم
جھجکا۔ ٹھہرایا۔ ڈر کے رویا ۔۔۔ گھبرا گیا۔ آہ بھر کے رویا
بولے وہ کہ خیر خواہ ہین ہم ۔۔۔ رہزن نہین خضرِ راہ ہین ہم
مرہم ہین نمک نہ ہمکو جانو ۔۔۔ پوچھین تو کہو کہین تو مانو
بولا اے قیدیِ ستم ہون ۔۔۔ لیکن شہزادہ عجم ہون
گُل ہون گو رنگ و بو نہین ہے ۔۔۔ دُر ہون گو آبرو نہین ہے
الفت مین ہوا تھا خانہ برباد ۔۔۔ غفلت مین ہوا ہین صید صیاد
سایہ ڈالا پری نے مجھ پر ۔۔۔ قبضہ کیا مشتری نے مجھ پر
لشکر سے اوٹھا کے لائی وہ دور ۔۔۔ آنکھون سے نکال لائی وہ نور
مجبور ہون جبر مشتری سے ۔۔۔ انسان ہون دب گیا پری سے
خواہش پہ ہوئی جو کر کے ضد گرم ۔۔۔ رنگ پلکے خجل ہوئی وہ بے شرم

مانوں نہ وہ لاکھ ہو کشیدہ — بندہ نہیں اُسکا زر خریدہ

خار اوسکو ہوا جو سبھی باغی — کی باؤلی ہو کے بد دماغی

آنکھیں جو نکالیں تاؤ کھا کے — غول آئے مری نظر کے آگے

کھٹکا جو میں چشمِ مشتری میں — ڈالا کاجل کی کوٹھری میں

ظلمت سے ہے ادھر بھی اور اودھر بھی — میں بھی قیدی مری نظر بھی

ہنسنے لگے کھلکھلا کے جو یاں — غنچوں سے ہوئے وہ پھول گویا

کچھ وہم اوسے اس ہنسی پہ آیا — پوچھا پاچھا سُنا سُنایا

بولے وہ اُٹھو اوٹھا وہ مضطر — بولے وہ چلو کہا کہ کیونکر

دیکھا تو ہے قیدیِ سلاسل — زلفوں میں پھنسا ہو جسطرح دل

کی پاؤں سے اوسکے دور زنجیر — توڑا وہ طلسمِ پیچ تقدیر

آرام سے جی کے ساتھ لائے — قرآں سا ہاتھوں ہاتھ لائے

درویش نے گود میں بٹھایا — نقطہ تھا وہ دائرے میں آیا

پوچھا کہ ہے کس چمن کا بوٹا — کون ایسی ہے دشمن کہ دیس چھوٹا

کی عرض کہ چھٹ گئے نہ یہ راگ — دیپک ہے جو گاؤں تو لگے آگ

سنگت والے الگ ہوئے ہیں — اب صورت نے فغاں ہوں اور میں

کم بخت ہوں بے نصیب ہوں میں — بیکس ہوں حزیں غریب ہوں میں

ہندی آخر پری کی چوری — دل کھول کے طوطی سینہ زوری

میوے دیئے کھانے کو کہا کھاؤ — چپکے کہا جانے کو کہا جاؤ

چلنے کو اُٹھا تو پہلے رُک کر — تسلیم اوسے کی ادب سے جھک کر

پھر جانب خیمہ گاہ لی راہ
گردون کیطرف روان ہوا ماہ

اختر نے کہا کہو کہان تھے
بولا وہ پری کے میہمان تھے

یہ سنکے ہنسا وہ کہہ کے رویا
برق و باران تھے ساتھ گویا

پوچھا کہ یہ کیون کہا کہ واللہ
فریاد تھی ہر نفس کے ہمراہ

زندان مین کہ زندہ گور مین تھا
تنگی تھا کہ چشم مور مین تھا

سقف اور زمین سے تھا بلا مین
دانہ سا دبا تھا آسیا مین

زنجیر کی وہ کڑی اوٹھائی
کاکل بھولا نہ یاد آئی

ہر دم ظلمت کا سامنا تھا
اپنی قسمت کا سامنا تھا

تاریک مکان اور در بند
آنکھون مین نگاہ تھی نظر بند

حسرت تھی کہ پھر جہان دیکھون
یا کم سے کم آسمان دیکھون

وہ عشق وہ گفتگو پری کی
وہ جوشش وہ آرزو پری کی

وہ وصل پر اوس پری کا اصرار
اصرار پری پر اپنا انکار

انکار سے قید مین وہ جانا
دیوون کا وہ قید سے چھڑانا

صدمہ کہا اوس سے جسقدر تھا
تب دل پہ تھا اب زبان پر تھا

تھے چشم براہ اہلِ لشکر
ہر آنکھ کھلی تھی صورتِ در

آئے جو نظر یہ اختر و ماہ
پھولے نہ سمائے سب ہوا خواہ

ہمدرد تھے بے حواس شب کے
آتے ہی حواس آئے سب کے

غنچے مین برنگِ گل کھلا وہ
ہر ایک سے مثلِ دل ملا وہ

یون چوم رہے تھے سب قدم کو
جسطرح سے برہمن صنم کو

آرام طلب تھا وہ تھکن سے | خلوت کو سدھارا انجمن سے
تنہائی ملی تو پڑ کے سویا | تھا بخت وہ مشتری کا گویا

رہائی کی خبر پاکے مشتری کا گھبرانا۔ ماں کا جانا اور مشتری کو گھر لے آنا

جمنے پہ جنون کا رنگ ہے آج | ساقی مری عقل دنگ ہے آج
وحشت جو کہین زیادہ ہو جائے | زنجیر پہ موجِ بادہ ہو جائے
جو دیو تھا پاسبانِ زندان | گھبرا کے اٹھا وہ مثلِ طوفان
بگڑا ہوا اپنی خو کی صورت | پرّان ہوا رنگِ رو کی صورت
دیوانہ پری کے پاس آیا | تن صورتِ بید تھرتھرایا
پھولا ہوا تھا کچھ اسقدر دم | تھا پیٹ پہ دھونکنی کا عالم
بولی وہ کہ خیر ہے کہا شر | بولی کہ یہ کیون کہا مقدّر
زندان مین جوان اب نہین ہے | قالب تو ہے جان اب نہین ہے
دیوون کا وہ جستجو مین آنا | قیدی کا وہ قید سے چھوڑانا
چکر اسے دکھایا بخت کا پھیر | روشن کیا جو ہوا تھا اندھیر
لائی وہ خیالِ نامرادی | اور آتشِ عشق کو ہوا دی
تلوار تھی مانگ سر کی سر کو | کانٹا تھی نگاہ چشمِ تر کو
دیدے جو ہوے تھے قہر سے لال | مردم کا تھا آگ مین برا حال
مُنھ فق تھا ڈرا ہوا غضب سے | لب ڈر کے لپٹ گیا تھا لب سے
غصّہ کیا ہو گا اس سے بڑھکر | اپنے جامے سے تھی وہ باہر

چھایا ہوا صحنِ باغ مین غم
جس پیڑ کو دیکھو نخلِ ماتم

بلبل کی صدا تھی صورتِ تیر
چلتی تھی ہوا برنگِ شمشیر

جاری تھا عرق بتر آبِ جو تھا
اک آبلہ ہر حباب جو تھا

غنچے دلتنگ گُل پریشان
نرگس کو جو دیکھیے تو حیران

جو نخل تھا چُپ کھڑا تھا ڈر سے
سایہ غش مین پڑا تھا ڈر سے

کہتی تھی نگاہ سبزہ گیلا ہے
کانٹے کوئی بچھا گیا ہے

چکر مین تھی اِس طرح وہ بیکس
پڑ جاے بھنور مین جس طرح خس

کہتی تھی کہ کیا کرون مین مجبور
سہے سخت زمین آسمان دور

مین آئی کہن مین۔ چاند چھوٹا
اُن دیوون پر آسمان نہ ٹوٹا

ناچ اونکو نچاؤن تو پری ہون
دینے سے اوڑاؤن تو پری ہون

آئے جو نظر جنون کے انداز
سمجھانے لگین وہ تھین جو ہمراز

بچپن کو بڑھا نہ مثلِ کاکل
پڑ جاے نہ کوئی پیچ او گل

اُمید پری بشر سے ہے خام
پانی نہ کرے شراب کا کام

چاہے نہ ہما کس کی صحبت
آتش سے بنے نہ خس کی صحبت

خورشید کو ذرہ کیا ضیا دے
مہتاب کو شمع نور کیا دے

بدنام جہان مین جو تو ہو
مانندِ نگین سیاہ رو ہو

اپنون پہ گران ہو بار ہو جاے
کھٹکے آنکھون مین خار ہو کے جاے

رشتے والے الگ ہون کٹ کے
جو پاس ہین بیٹھین دور ہٹ کے

جو چلتا ہے نبے وہ دم کا ساتھی
لیکن نہین کوئی غم کا ساتھی

بھولے ظلمت میں آنکھ کا نور / پتے ہوں خزاں میں جیسے دو
مانندِ چراغ اب نہ جل تو / جوبن سے نہ مثلِ شمع ڈھل تو
تو بگڑے تو جلے قدر جانی / نشہ نہ رہے تو مر رہے پانی
دھبا جو لگے تو ناک کٹ جائے / داغی جو ہو پھل تو لطف گھٹ جائے
بولی مجھے چاہو یا نہ چاہو / اب داغ نہ دو چلو ہوا ہو
سودا سے دیا تمھیں کیا / مال اپنا تھا دل دیا تمھیں کیا
میں بن چکی بس بگاڑ ناحق / ناساز سے چھیڑ چھاڑ ناحق
کیوں کہتی ہو کچھ سنو گی کیا اور / میں چاہ میں باؤلی ہوں یا تم
پیتا سی زبان اور کڑے بول / چھوٹا سا تو منھ بڑے بڑے بول
بالا رہی بات اب ٹلو بس / گھر کو بیخ اوٹھا چلو چلو بس
میں جان سے جاتی ہوں پیاتا / تم کوئی نہ میرے ساتھ جاتا
دیوانی تھی سہتی کیا کڑی وہ / بالوں کی طرح او مجھ پڑی وہ
لیٹی تو گری خمار لے کر / چونکی تو اوٹھی غبار لیکر
تڑپی تو چھپ گئی کسی سمت / نکلی تو بہک گئی کسی سمت
غصے سے ہوئے جو لال دونوں / انگارے سے دہکے گال دونوں
سمجھانے جو آئیں سمجھیں مطلب / سن ہو گئیں سنسنا گئیں سب
تنگ آیا جو پایا اسکو بے ننگ / گھبرا کے اڑیں وہ صورت رنگ
مانند ہوا چلیں وہاں سے / جا کر ملیں مشتری کی ماں سے
پھرے اترے ہوئے تھے سب کے / جیسے بیمار جان بلب کے

بولی وہ کہ ہوش میں خلل کیوں — اس عیش میں رنج بے محل کیوں
بولیں یہ کہ عیش اب کہاں ہے — آرام نصیب دشمناں ہے
دم ناک میں ہے کہیں نکل جائے — عزت گئی ناک کٹ گئی ہائے
انسان کی جا وہ ہے پری کو — یوسف ہے عزیز مشتری کو
شب کے لانے کی گھات کہہ دی — کھلکر پردے کی بات کہہ دی
یہ سنکے چلی وہ جانب باغ — ملتے تھے یہ شکن کلیجے میں داغ
تلووں سے لگی تھی جلتی آئی — انگارے وہاں اگلتی آئی
دیکھا تو کچھ اور رنگ پایا — پہلے تو پری تھی اب ہے سایہ
وہ پیچ نہ زلف میں نہ وہ خم — وہ جان نہ جسم میں نہ وہ دم
ملے تپ غم کے لب ہوے خشک — تر تھے عنّاب اب ہوے خشک
گالوں پہ جو چھائی ہے اداسی — دو پھول تو ہیں مگر ہیں باسی
حیرت زدہ سے نظر ملا کر — کہنے لگی آئنہ دکھا کر
تو اور ہے یا وہی پری ہے — کس منھ سے کہوں کہ مشتری ہے
چپ ہے گویا ہے بید ہیں تو — دی جان خدا نے بت نہ بن تو
کیوں عشق بشر میں کھاتی ہے داغ — گل شمع کا کب ہے قابل باغ
تو مہر وہ ذرّہ لاگ کیسی — تو مہ کو بڑھی یہ آگ کیسی
ہیں یہ ترے کھیل کود کے دن — آتے نہیں ہاتھ پھر گئے دن
مٹی نہ کر آبرو کو جانی — اندھا ہے کنواں جو ہو نہ پانی
کیوں چاہ میں گر کے رو رہی ہے — کیوں جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

گھر بار بھی بھولی مشتری تو | کیا باغ کے ہاتھ بک گئی تو
بے فصل اس باغ مین ہے کیا کام | شاخین نکلین گی ہو گی بدنام
شرمائی وہ سُنکے پندِ مادر | ڈالی اشکون سے منھ پہ چادر
کہنے لگی بات کیا ہے دم لُو | مین کچھ نہین جانتی قسم لُو
آنکھون سے نہین کسی کو دیکھا | دیکھا بھی تو آرسی کو دیکھا
اس باغ مین کوئی گل جو کِھلتا | پتی کو پتا ضرور ملتا
نرگس کچھ دیکھتی تو کہتی | سوسن کی زبان چپ نہ رہتی
بو پائی ہو کچھ تو کیتکی بول | گلبرگ اپنی زبان تو کھول
آنکھون سے عیان ہے سُرخی قہر | بو پا کسی پِس کی گانٹھ نے زہر
سمجھون تو کہہ سے یہ کیا شگوفہ | کیا کوئی کھلا نیا شگوفہ
بولی گھر چل کہا کہ کیا عُذر | سایہ تھی کہ ساتھ تھی بلا عذر
رنگت کی روش اڑی ہوائی | دولت کی مثال گھر مین آئی
پوشیدہ خیالِ یار منظور | ہو رشتۂ شمع جیسے مستور
سرخی رنگت کی تپ سے کی گرد | گیندے کی طرح وہ ہو گئی زرد
سوچی کہ سکوت اب کہان تک | حرف آئے نہ بے کہے زبان تک
پیاسا چل پھر کے چاہ ڈھونڈھے | بھٹکا جنگل مین راہ ڈھونڈھے
سب حسن مرا شباب تک ہے | یہ دھوپ اسی آفتاب تک ہے
جاتی رہی یہ بہار تو کیا | بے فصل ملا نگار تو کیا
تھی بدلے ہوا کے آگ گھر مین | بھیجا لگا پکنے ظرف سر مین

آخر پنہان نظر کی صورت
گھر سے وہ اوڑی خبر کی صورت

کب صرفِ دل و جگر سے تھے کمزور
اِتنے سے کچھ بڑھکے پر تھے کمزور

ہاتھون مین ذرا سکت نہین تھی
پانؤن مین چلت پھرت نہین تھی

قد بڑھکے یہ بول اوٹھا کہ جھکیے
بل کھا کے کہا کمر نے رکیے

مان نے جو سُنا تو مثلِ صرصر
دوڑی پئے جستجوئے دختر

دیکھا کہ وہ انتشار مین ہے
سورج میرا غبار مین ہے

گرمی اوسے غصے کی جتائی
رستے کا چراغ گھر مین لائی

وحشت زدہ کو پنہائی بیڑی
منت پوری ہوئی جنون کی

پریان گھیرے ہوئے نگہبان
گرد آنکھ کے جیسے موئے مژگان

پھر طلسم مین شہزادے کا گردن تک پتھر ہو جانا کچھ دنون بعد اس بلا سے رہائی پانا

ڈوبا دل پھر غم مین ساقی
بن جائیگی جی پہ دم مین ساقی

اب تو چلے پار کشتیِ مے
بیڑا کرے پار کشتیِ مے

وہ ریگِ روانِ وادیِ غم
وہ رہروِ شوق ماہِ عالم

چھوٹا جو گہن سے صورتِ ماہ
شب ہو گئی پردۂ رخِ راہ

آتا نہ تھا شب کو یون اوسے چین
دل الف مین جسطرح ہو بیچین

بستر پہ وہ اضطراب کی شکل
تھی آب پہ موجِ آب کی شکل

ڈرتا کہ کوئی بلا نہ آجائے
یہ [illegible] نہ کھا جائے

تقدیر سے لڑ جھگڑ کے سویا | تھا بخت اپنا کہ پڑ کے سویا
اتنے مین نسیم صبح آئی | چھوٹی رخ ماہ پر ہوائی
جب مہر سپہر نکلا | گردون سے وہ مثل مہر نکلا
چلنے کو تھا مثل موج بیتاب | آگے کو بڑھا برنگ سیلاب
دن بھر رہا گرم رو زمین پر | جسطرح فلک پہ شاہ خاور
دن گھٹ کے قریب آئی جب شام | اک بحر روان سے پڑ گیا کام
پانی کہتا تھا اب ڈبویا | تھا قول حباب دم مین کھویا
وہ جوش شباب جس سے شرمائے | دامان سحر سے پاٹ بڑھ چلے
ظاہر کرے بھنور کی گردش | قسمت کی فلک کی سر کی گردش
پھیرے ہر موج کی روانی | تلوار کی آبرو پہ پانی
سورج جو ہوا نظر سے مستور | ظلمت ہوئی زلف چہرۂ نور
ساحل پہ رکا وہ خانہ برباد | جیسے حیرت سے لب پہ فریاد
جاری رہے اشک نہر کیطرح | بے چین رہا وہ لہر کیطرح
جب غرق ہوا سفینۂ ماہ | طوفان کیطرح اوٹھا وہ ذیجاہ
کشتی نہ ملی نہ گھاٹ پایا | چکر مین بھنور کی طرح آیا
تھا وہ بحر طلسم و نیرنگ | ہو سنگ سے آب آب سے سنگ
کف دیکھے گے بحر کے لبون پر | دل کو ہوا جوشش قہر کا ڈر
دریا ہوا جاری روتے روتے | دیدے ہوے بحر غم کے سوتے
مجبور پڑا بلا سے پالا | گھوڑا دریا مین اوسنے ڈالا

پانی نے کیا گران قدم کو ۔ موجین ہوئین بیڑیان قدم کو
کف صید پہ جال لے کے آیا ۔ گرداب نے طوق لا کے پہنایا
چشمون نے نہ کی نظر کہ ہے کیا ۔ سوتون نے نہ لی خبر کہ ہے کیا
قسمت نے بشر سے بت بنایا ۔ اللہ اوس وقت یاد آیا
غوطے مین وہ آگیا کہ کیا ہے ۔ پانی پتھر پہ کیا بلا ہے
تن غرق بصورتِ گہر تھا ۔ ظاہر مثلِ حباب سر تھا
مجبور نصیب نے کیا حیف ۔ پتھر چھاتی پہ دھر دیا حیف
کس مین دم تھا نکالتا کون ۔ پانی کا پہاڑ ٹالتا کون
حیرت زدہ بسکہ سوتین تھین ۔ گویا پتھر کی مورتین تھین
سختی سے جو کاٹنا پڑا تھا ۔ جو دن تھا پہاڑ سے بڑا تھا
اک صبح کہ جلوۂ خدا تھی ۔ یا جبہۂ صافِ پارسا تھی
یا نورِ رخِ حبیب سے کہئے ۔ یا خندۂ خوش نصیب کہئے
شہزادے کو پاکے سخت دلتنگ ۔ پانی پانی ہوا دلِ سنگ
پتھر سے ہوا جو موم پانی ۔ مجبور مین آگئی روانی
طے منزلِ آب کر کے نکلا ۔ آخر اوس پار اتر کے نکلا
سوچا کہ مقیم کیون یہان ہو ۔ پانی کی روش چلو روان ہو
ہمت نہ گھٹا کے بحر بڑھ کر ۔ آجلے نہ فوجِ موج چڑھ کر
اہلِ لشکر تھے بے خور و خواب ۔ گر رک گئے مثلِ تیغِ بے آب
دم لینے کو تھم گئے وہین پر ۔ سبزے کی روش جمے زمین پر

گھیرے ہوئے تھی تھکن جو سبکو	سستائے برنگ مہر شبکو

ہرنونکے پیچھے ماہِ عالم کا جانا۔ ایک باغ کی ہوا کھانا
پری کی لگاوٹ شہزادیکی رخصت پر ہٹ۔ جادو سے
طوطا بنا کر شہزادے کو قفس مین ڈال دینا۔ دوسری
پری کا قید سے نکالدینا۔ قید کرنیوالی کی بھیجنی اور جستجو
غضب کے ساتھ پاس کی گفتگو

پھر جھوم کے ساقیا اوٹھا ابر	پھر ٹوٹ گیا ہے شیشۂ صبر
پھر کھول درِ شراب جانانہ	پھر کشتیٔ بادہ کر روانہ
جب لیلیٔ شب نے منھ چھپایا	سر کھول کے قیسِ مہر آیا
سوئے ہوئے رات بھر کے جاگے	ہمت بولی کہ بڑھیئے آگے
دل بڑھنے کی دُھن مین کم نہین تھا	دل سے گھٹ کر قدم نہین تھا
ان سے بڑھ کر نگاہ مغرور	سب سے آگے تھی چشم بددور
القصہ بڑھا وہ غیرتِ ماہ	ساتھی مثلِ نجوم ہمراہ
آئی گلِ مہر پر جو زردی	اک دشت نے راہ کھوٹی کردی
اوس دشت بلا مین موج صرصر	تھی طائرِ ہوش کے لیے پر
گرد اوسکی غبارِ طبع ناشاد	بیلون سے زمین پہ دامِ صیاد
سبزہ تو بہت مگر وہ سب خار	جو پاے نظر مین چبھ کے ہوا پار
دوزخ کا شرر وہان کا ہر گل	دوزخ کا دھوان وہان کا سنبل

کنکر جو کوئی سرزمین تھا | وہ دل کی گرہ سے کم نہین تھا
آئے کانٹے کو دیکھکر یاد | موئے مژگانِ چشمِ جلّاد
تھا گرمِ سفر وہ صورتِ بو | دیکھے اسنے مین چند آہو
مائل تھے وہ سوئے سبزۂ دشت | جسطرح نگاہ وقتِ گلگشت
یہ اونپہ چلا خدنگ کی طرح | وحشت سے اوڑے وہ رنگ کیطرح
کچھ خاک نہ جز غبار پایا | صدمہ عوضِ شکار پایا
لشکر چھوٹا انیس چھوٹے | ہمدم چھوٹے جلیس چھوٹے
بس ہمنفس ایک اوسکا دم تھا | سایہ کم و بیش ہمقدم تھا
جنگل مین مثالِ ریگِ ماہی | وہ خاک بسر ہوا جو راہی
تقدیر نے تازہ گل کھلایا | اک باغ مین جاتے جاتے آیا
وہ باغ کہ جنّت اوسکی کیاری | آبِ جاری کہ فیضِ جاری
سنبل اوجھے تو زلف کنیلے | سیدھی پٹری سے مانگ ہو جائے
برگِ گل تر جو لب ہلاوے | بیجان ہزار کو جلاوے
خوش قد بوٹون پہ قد کو وارین | نرگس سے لٹین تو آنکھین ہارین
سبزے سے خضر کا رنگ ہو زرد | انگارے ہون گل کے سامنے سرد
نرگس کھولے اگر زبان کو | معشوق زبان دراز چپ ہو
بوئے یوسف شمیمِ گلشن | زاہد کا نفس نسیمِ گلشن
چشمہ پرتو کسی جبین کا | بنگلا گھونگھٹ کسی حسین کا
شاخین جو ہوا سے ہل رہی ہین | مستانہ ادا سے ہل رہی ہین

اوس ہلنے سے تھی طلب ہویدا | تھے اُنگلیون کے اشارے پیدا
سوسن بولی کہ آئے آئے | گل مارے خوشی کے کھلکھلائے
پھر سر سے جھکے برائے تسلیم | کی اُٹھ کے حباب جو نے تعظیم
شمشاد تھا سرو قد ادب سے | گرداب تھا رقص مین طرب سے
کلیون نے بلائین لین چٹک کر | فوارون نے دُر کیے نچھاور
گلگشت مین اِک پری وہان تھی | گلشن مین برنگِ جو روان تھی
آنکھون مین کُبھی تھی باغ کی دوب | چرتے تھے ہرن ہری ہری دوب
چکرائی کہ یہ شگوفہ کیا ہے | نیرنگ نیا فسون نیا ہے
یان دار ہے ہر شجر بشر کو | یان بار ہے ہر ثمر جگر کو
پتّا پتّا ہے داغِ سینہ | کانٹا کانٹا نگاہِ کینہ
مشکل ہے خیال کی رسائی | قسمت اسے کس روش سے لائی
پوچھا جو مزاج کو کہا خیر | پوچھا سبب آنے کا کہا سیر
بو فتنے کی آئی اس چمن سے | ہوش اُڑ گئے مثلِ مرغ سن سے
کانپا سہما ہٹا ڈرا وہ | پھرنے کے لیے مُڑا ذرا وہ
بولی وہ کہ رام کر کے رم کیون | تھم رُک گئے صورتِ قدم کیون
آنکھین جو پری کی لڑ گئی تھین | پیچھے وہ بلائین پڑ گئی تھین
زلفین جو بڑھین کہ مشکین کس لین | جھجکا وہ کہ ناگنین نہ ڈس لین
برگشتہ جو مثلِ بخت پایا | قدمون پہ گری وہ جیسے سایا
بولا یہ جھجک کے آین یہ کیا ہے | بولی وہ کہ دل مرا لیا ہے

بولا کس نے یہ کی ہے چوری — بولی چوری کہ سینہ زوری
تم نے ہان ہان تمھین نے واللہ — دیکھا دیکھی مکرتے ہو واہ
زلفین دیکھون ادھر تو آؤ — دل پاس نہین قسم تو کھاؤ
ٹیڑھا یہ ہوا جو مثل ابرو — لپٹی وہ کمر سے شکل گیسو
روٹھا تو لگاوٹون پہ لائی — بگڑا تو بناوٹون پہ آئی
سمٹا تو وہ پھیلی جس طرح بیل — اوکھڑا تو جمائی جڑ کہ ہو میل
پھنسکر جو ہوئی رہائی مشکل — ٹوٹا امید کی طرح دل
دن سے ہوئی شب تو سو گیا وہ — سیارہ تھا قطب ہو گیا وہ
پھولا گل آفتاب جسدم — نیند اوسکی اوڑی برنگ شبنم
سودا فردوس کا تھا سر مین — دوزخ مین تھا یا پری کے گھر مین
رخصت کا ہوا جو اوس سے طالب — بولی تو جان مین ہون قالب
مین جان سے جاؤن تو اگر جائے — سر چلے تو ہان یہ درد سر جائے
دل رخ نہین سر نہین پھرے کیون — کچھ تیری نظر نہین پھرے کیون
تو خاک الفت کا حال سمجھا — تجھے دھاگے کا جال سمجھا
سُن کھول کے کان میرا کہنا — کہتی ہون کہ مان میرا کہنا
دونون مین کٹھن معاملہ تھا — ضد سے ضد کا مقابلہ تھا
ہٹ اسکی بڑھی تو بڑھ گئی لاگ — جی اوسکا جلا تو ہو گئی آگ
بحر افسون مین دے کے غوطا — انسان کو کیا پری نے طوطا
تھا پہلے حسین آدمی زاد — طوطا جو بنا بنا پری زاد

منقار سے لعل خون کھاتا — فیروزہ پرون سے داغ پاتا
رنگین سخنی سے پھول جھڑتے — غنچہ دہنون کے منہ بگڑتے
آنکھون سے لہو کا رنگ روشن — سرمایہ جنون کا طوق گردن
کچھ بازوؤن پر جو لال پر تھے — داغ سوز دل و جگر تھے
لائی قسمت فسون کے بس مین — فیروزہ تھا خاتم قفس مین
تھا اتنا جنون زدہ بدن سب — ٹکڑے ٹکڑے تھا پیرہن سب
تن طائر روح کو قفس تھا — کانٹا تھا کہ جسم مین نفس تھا
منقار کو کھول کر دکھاتا — انگارے کے ٹوٹنے کا نقشا
اپنی بیتی جو سوچتا وہ — اپنے پر آپ نوچتا وہ
اوس مصر مین اور اک پری تھی — یوسف کی رہائی چاہتی تھی
ہر چند پری تھی نرم تھا دل — تھا آگ کا جسم موم کا دل
موقع کی جو ایک رات پائی — اوس نے مطلب کی گھات پائی
توڑا وہ قفس تو بند ٹوٹا — آزاد ہوا اسیر چھوٹا
بوٹے سے بنا جو سرو آزاد — لشکر کو چلا وہ خانہ برباد
چھوٹے ہوے قافلے مین آیا — پھوٹی آنکھون نے نور پایا
گردن سے بلائے شب جو ٹالی — چونکی طوطا پڑھانے والی
طوطا نہ ملا تو ہو گئی بھور — سمجھی وہ کہ لے اوڑا کوئی چور
طوطا بھی گیا قفس بھی ٹوٹا — دل بھی دست ہوس بھی ٹوٹا
کالی آنکھین لہو نے کین لال — انگارے ہوے وہ پھول سے گال

چہرہ کندن سا تمتمایا ۔ الماس سے لعل کو دبایا

طائر کی مثال اوڑ گیا رنگ ۔ جھنجھلا کے کہا کہ ہین یہ کیا رنگ

او سروِ چمن ادھر تو آ تو ۔ طوطا مرا کیا ہوا بتا تو

او سوسن باغ تو بیان کر ۔ او چاندنی راز تو عیان کر

بتلا تو شمیم تو کہان تھی ۔ سچ کہدے نسیم تو کہان تھی

برگِ گلِ لالہ تو ہی لب کھول ۔ کیا تو گونگی ہے او کلی بول

دیکھا نہ کہ کیا پڑی تباہی ۔ اندھے ہوئے آئینے الٰہی

روزن تو نے نہ دیدہ کھولا ۔ چھوٹے منھ سے یہ ذرہ بولا

کس ڈر سے کھلے نہ بام کے لب ۔ کس خوف سے ڈر گئے ستون سب

توڑے گلدستے داغ کھا کر ۔ باندھا پردون کو کلپا کر

شاخون پہ اوٹھائی بھونکی تلوار ۔ نرگس کو دکھائی چشمِ خونخوار

سنبل کو کیا اسیرِ زنجیر ۔ لو کو کیا چار سمت تشہیر

پھینکا کانٹون کو اک کنارے ۔ منہدی کو ملا جلن کے ملدے

نیچے پڑی اسقدر پھلون کے ۔ پک پک گئے بس جگر پھلون کے

بادِ سحری نے دم بھرا سرد ۔ چہرہ ہوا پھول پھول کا زرد

روتی پھرتی تھی جوئے گلشن ۔ جاتی ہے اب آبروئے گلشن

منھدی ٹٹی کی آڑ مین تھی ۔ رنگت پتی کی آڑ مین تھی

رقت سے تھی چشمِ حوض پرنم ۔ غیرت سے تھی آب آب شبنم

چپ مرغ تھے خوف سے غضب کے ۔ طوطے سے اوڑے ہوئے تھے سب کے

حیرت تھی عیان شجر شجر سے | تھرائی تھی شاخ شاخ ڈر سے
بوٹے بوٹے نے داغ کھایا | پتے پتے کو لرزہ آیا
رگ رگ سوکھی تھی دم کہان تھا | جو پیڑ تھا پوست استخوان تھا
برہم مثل مزاج ہو کے | بکنے لگی باؤلی سی رو کے
طوطا صیاد نے اوڑایا | چڑیان رہین چپ اوڑین خدایا
پہرے پہ تو یہ شجر کھڑے تھے | کانٹے رستے ہی مین پڑے تھے
سوسن کی زبان کیا تھی بے حس | کیا پھوٹ گئی تھی چشم نرگس
کیا باغ مین سو رہا تھا سویا | کلیان نادان ہی تھین گویا
شاخون نے نہ برچھیان لگائین | پتون نے نہ تالیان بجائین
پھیلائے ہوئے تھین جال بیلین | چلنے دیتین نہ چال بیلین
غنچون کو حجاب کی پڑی تھی | اس سبزے کو خواب کی پڑی تھی
کام آیا نہ خاک دام سنبل | مٹھلے بلا سے نام سنبل
پکڑا کسی خار نے نہ دامان | زنجیر بنا نہ عشق پیچان
سنتی ہون ہوا تو گشت مین تھی | شاید اسوقت دشت مین تھی
تاکا نہ عدو کو تو نے او تاک | آنکھون مین پڑی نہ اوڑ کے او خاک
تو نے نہ دیا نسیم جھٹکا | کانٹا بھی تو پانون مین نہ کھٹکا
کس سوچ مین تھے یہ سر جھکائے | کیا کوئی ان پھلون کو کھائے
انگور تو مے پرست ٹھہرے | کیا ان سے کہون یہ مست ٹھہرے
لب کھول کے حوض کیون نہ بولا | فوارے نے کیون دہن نہ کھولا

موجین دوڑین نہ ہو کے بیتاب
طوق گردن ہوا نہ گرداب

غافل رہے سب جہان جو کے
کیا تھے نہ شریک آبرو کے

سایہ ہی نہ کاش پڑ کے سوتا
سنبل ہی سے گلے کا ہار ہوتا

قمری کا ہو گو سے ٹوک دیتی
انگور کی ٹٹی روک لیتی

مہندی ہی جکڑتی ہاتھ یا پاؤن
رنگت ہی پکڑتی ہاتھ یا پاؤن

آگاہ مجھے یہ مور کرتے
سر پر چلاتے شور کرتے

آنے والی نسیم ہے بس
جلنے والی شمیم ہے بس

ہے لوث سے پاک انکا دامن
پکڑے کوئی خاک انکا دامن

غنچوں کو جو کچھ کہوں تو چٹکین
کانٹو نکا جو نام لوں تو کھٹکین

پھولوں کو جو ٹوکوں منہ پھلائین
چڑیوں سے جو بولوں غل مچائین

پھر کون ہے جسپہ کچھ گمان ہو
مہندی ہی کا چور ہو تو ہان ہو

کیا سمجھی تھی مین یہ گل کھلے گا
گلشن سے یہ پھل مجھے ملے گا

نارنج لگا کے سچ جھیلا
تقدیر سے کچھ پھلا نہ کیلا

آئے نہ شریفے میرے کچھ کام
ہے ان کا شریفہ نام ہی نام

آگاہ جو بیر سے مین ہوتی
کیون بیر لگا کے کانٹے بوتی

اسنے بھی نہ خاک ادا کیا حق
پالا پالک کو مینے ناحق

سمجھے سمجھائی مین پڑی مین
پی جاؤنگی اسکا خون ابھی مین

بوٹے ہیں یہ دیکھنے کو جھوٹے
جلتے جھڑتے ہیں اونے کھوٹے

لالہ گمراہ ہے مین سمجھی
دل اسکا سیاہ ہے مین سمجھی

امید بھی ہی سے ہے خام — رکھیئے آسیب سیب کا نام
گلشن پہ پڑے الٰہی پالا — لالے کا چمن مین منھ ہو کالا
ہنستے ہین یہ گل تباہ ہو جائین — یہ فالسے روسیاہ ہو جائین
ہو سرو کا پاؤن شل الٰہی — دنیا مین نہ پائے پھل الٰہی
جڑ پیڑ سے اوجڑے او چمن تو — ہو جائے سفید یاسمن تو
پھل پائین نہ پھل جہان بھر مین — لٹکے رہین چور سے شجر مین
سبزے پہ الٰہی اوس پڑ جلے — پامال ہون خار بیل اوجڑ جلے
مٹ جلے حباب بے نشان ہو — یہ نہر چمن رواں دواں ہو
پیڑون کے سرون پہ برسین پتھر — جھاڑو پھر جائے اس روش پر
پھولین پھلین حشر تک نہ پھلیان — دلتنگ رہین ہمیشہ کلیان
ٹھنڈھی ہون حوض تو جو گر جائے — پانی تری آبرو پہ پھر جلے
چوسون گی انار کا لہو آج — گیندے کو کرونگی زرد رو آج
کاٹون گی یہ پیڑ جسطرح ساگ — مہتابیون مین لگاؤنگی آگ
اوتخم بگاڑ دون گی تجکو — بس کھود کے گاڑ دون گی تجکو
انگور کی کھینچ لونگی کھال آج — سنبل ترے نوچ لونگی بال آج
شفتالو تری ناک کاٹ لونگی — لیمو تجھے آج چاٹ لونگی
جامن دنیا مین خوار تو ہو — اللہ کرے سیاہ رو ہو
کچا چبا ہون کو کھاؤن گی ہیت — دنیا سے اوٹھین اوڑاونگی مین
ناچین گتنا ہی بن کے طاؤس — ہاں نا سبز قدم چمن سے طاؤس

ناچ او نچاؤن جتنی گد ہے — دون داغ یہ داغ تو سند ہے
کیا کیا نہ ستم کرون گی واللہ — منہدی کو قلم کرون گی واللہ
دور او شبنم کہین فنا ہو — کیون آئی نسیم چل ہوا ہو
چھاتی پھٹ جائے تیری او گل — اللہ کی مار تجھ پہ سنبل
قمری کے گلے مین طوق ڈالو — کانٹے یہ کھٹکتے ہین نکالو
تلوارون سے لوٹ لو خزانے — موجون کے لگاؤ تازیانے
پیسون منہدی کو مین جو بس ہو — تلوون سے ملون جو دسترس ہو
لوکا لگے جھاڑ مین تو خوش ہون — پتے جلین پہاڑ مین تو خوش ہون
شمشاد کی سب اکڑ نکالون — مین باغ سے اس کی جڑ نکالون
اچھا پازیب کیون نہ بولی — کیون آنکھ نہ آرسی نے کھولی
کیا منہ مین بھرے ہوے تھے گھنگھرو — چپ تھے کہ مرے ہوے تھے گھنگھرو
مانا کہ کڑے ہین دل کے — چھڑکے نہ چھڑے جگہ سے ہل کے
آویزے ہلے نہ کس کے ڈر سے — کیون نکلے نہ یہ نگینے گھر سے
چھلون کا چلا نہ جوڑ افسوس — توڑے نے کیا نہ توڑ افسوس
بھولا تو داؤ او علی بند — اب سوچ بچاؤ او علی بند
ساتھی نہ ہوئی یہ میرے جی کی — چھاتی پہ ہی چوٹ دھکدھکی کی
طائر چھپکے سے یون نکل جائے — پھولون سے سر چڑھلے کھل پائے
یہ بھی نہ ہون دستگیر افسوس — دل کیون نہ ہو کنگنون سے مایوس
ایسے مین نہ آئین کام گوبچین — منہ موڑ گئین تمام گوبچین

نالا میرا جو یار رہوتا — دشمن کے گلے کا ہار رہوتا
بجلی ہی چمک کے پھونک دیتی — چوڑی ہی لپک کے ہاتھ لیتی
سونے والے ہین یا تو بالے — یا ہین بالا بتانے والے
نادانی سے یہ بھی کر گئے بیر — موتی ہین یتیم کیا کہون خیر
بس ہوے وفا نہین کسی مین — کانٹا سی چھبی ہے کیل جی مین
مسّی کا جمے نہ رنگ الہی — ہو اسکو نصیب روسیاہی
اشجار سے کھینچ کے تن گئی وہ — جالا مکڑی کا بن گئی وہ
بگڑی بوٹون سے داغ کھاکر — روٹھی پھولون سے منھ پھلاکر
ایسی کنگھی سے اوجھی وہ گل — اوجھے شانے سے جیسے کاکل
ڈھونڈھ آئی ادھر بھی اور ادھر بھی — طوطے کا نہ پایا ایک پر بھی
روئی چلائی غل مچایا — سرپر سارا چمن اوٹھایا
سنّاٹے مین تھے سب اہلِ گلشن — چپ تھی گونگے کی طرح سوسن
کچھ اتنا ہوا مین سہم بھرا تھا — پرآبلہ جسم تاک کا تھا
اُڑ ترا صدمے سے چہرۂ گل — چھلکے ماتم مین موئے سنبل
نرگس ہوئی خوف کھاکے بیمار — کانٹے ہوئے سوکھ سوکھ کر خار
پتّا تھا تو زرد ہو گیا تھا — پانی تھا تو سرد ہو گیا تھا
شبنم قسمت کو رو رہی تھی — گل کا دامن بھگو رہی تھی
موجین لب جو پٹکتی تھین سر — گرداب کی عقل کو تھا چکر
غصہ تھا کہ قہر ڈھا گیا کون — آخر طوطے کو کھا گیا کون

چکرائی اِدھر اُدھر پھری وہ
مایوس ہوئی تو یون گری وہ

آنسو جس طرح چشم تر سے
یا جیسے کوئی گرے نظر سے

رستہ چلتے جنگل مین کالی آندھی کا آنا۔ اختر کا بھٹک کے ایک باغ مین جانا۔ گوہر سے ملکر شبکو آسایش اور صبح کو پھر لشکر پانا

برہم ہے مرا مزاج ساقی
مے آگ ہے مجکو آج ساقی

شیشہ نہین آبلے سے کچھ کم
ساغر نہین ہے یہ چشم پرنم

قسمت نے یمن سے جب چھوڑایا
سیارون مین ماہِ عالم آیا

آنکھون مین پھر آیا نور جاکر
روح آئی تنون مین دور جاکر

گردش جو رہی تھی صورتِ چاک
منہ تک نہین کچھ گیا تھا جز خاک

دانے پانی کو اہلِ لشکر
بوٹون کی روش سے جمے زمین پر

شبنم کیطرح بشر بشر کو
جو شب کو گرا اوٹھا سحر کو

ہوتے ہی سحر نجوم سیار
تھے صورتِ مہر گرم رفتار

وہ دشت تمام لوحِ افسون
سطر جادہ مین شر کا مضمون

رخ خاک کا پرغبار اوسمین
ہر ذرے کو انتشار اوسمین

کھلتے تھے وہان بگولے چکر
مرغانِ ہوا کے جلتے تھے پر

کانٹے کھٹکے سے خشک رہتے
چشمے ناسور ہوکے بہتے

بالو وہ کہ بھاڑ جا ہے گرم
سایہ بھی دھوپ سے سوا گرم

تھی عشق کی راہ سے کڑی راہ
ظالم کی نگاہ سے کڑی راہ

تقدیر وہان یہ رنگ لائی | کالی آندھی بلا سی آئی
ظلمت مین گھرے تھے یون وہ ناکام | جیسے کافر کے دل مین اوہام
گم صورت ہوش ہو گئی راہ | خود گم ہوے سب تو کھو گئی راہ
شہزادہ کہین کہین تھے ساتھی | اوس وقت کی اور ہی ہوا تھی
چکر لے وہ سب جو راہ بھولے | گویا جنگل مین تھے بگولے
آخر بختِ سیاہ چمکا | جب گرد چھنٹی وہ ماہ چمکا
بے شمع تھے منتشر پتنگے | ٹوٹے سرِ شمع پھر پتنگے
چھوٹا سیارون سے اک اختر | آوارہ ہوا وہ مثل صرصر
سارے جنگل کی خاک اڑائی | شہزادے کی گرد تک نہ پائی
تلوون مین نہ خشک کانٹون کا حال | ہون جیسے برش مین سیکڑون بال
یا سایہ تھا ساتھ اوسکے یا دم | یا ٹھوکرین کھانے کو تھین یا غم
ہر چند پھرا وہ صورتِ سر | لیکن اوسکو ملا نہ لشکر
دیکھا وہان پھرتے پھرتے اک باغ | جو دے دلِ داغدار کو داغ
در صورتِ دیدہ وا جو پایا | مانندِ نگاہ اندر آیا
گل تھے عذرا کے گال سے خوب | سنبل لیلی کے بال سے خوب
شیرین تھا ثمر وہان کا | فرہاد شجر وہان کا
اوس باغ مین یہ بہار دیکھی | کوٹھی اک زرنگار دیکھی
کوٹھی تھی کہ قدرتِ الٰہی | رضوان دربان ملک سپاہی
بند اوسکے درون سے چشم محبوب | پردون سے حجابِ ناز محجوب

دیکھیں وہ ستون تو ایسے ثمر آئین دل کے دل ہی مین نالے رہجائین
جھک کر اسی رخ کلاہ کیطرح کوٹھی کو چلا نگاہ کیطرح
اک شخص تھا زیب مسند زر اوس شمع سے بزم تھی منور
مہمان کو لینے اوٹھ کے آیا آئینے کو انجمن مین لایا
رخ گرد سے ابر مین قمر تھا فانوس کا پردہ شمع پر تھا
روشن چہرے سے بیحواسی چھائی ہوئی پھول پر اداسی
پر گرد جو زلف پر شکن تھی کیچل ناگن کا پیرہن تھی
سمجھا کہ پڑی ہے کوئی افتاد ہے مثل غبار خانہ برباد
پوچھا کیا نام ہے کہا غیر پوچھا کیا کام ہے کہا سیر
پوچھا کہ وطن کہا بہت دور پوچھا کہ طلب کہا کہ مجبور
پھر صورت ابر کر کے نالا آندھی کا غبار سب نکالا
بولا کہ ہے ہجر غم کا بانی بے برگ ہے نخل زندگانی
جگ چھوٹ کے رہ گیا ہون فرد تنہا پھرتا ہون صورت گرد
بولا وہ کہ بے حواس کیون ہو بیدل کیون ہو اداس کیون ہو
دنیا مین ہین نوش و نیش توام ہے آج اگر خوشی تو کل غم
ہو کم بھی خوشی تو کم نہ جانو راحت ہو جو غم کو غم نہ جانو
سختی جو نصیب ہو تو ڈر کیا دانتون مین زبان کو ضرر کیا
آہون کو بس اب ہوا بتاؤ ہنس بول کے کاٹین وقت آؤ
کیون ایسے فراق سے ہو بیچین ممکن نہین کیا قران سعدین

اس مہر کا شکر کر کے وہ ماہ — بولا تم خضر ہو مین گمراہ
جو اس مہمان کا میزبان تھا — وہ اوس جنگل کا حکمران تھا
پریون سے بھرا ہوا تھا جنگل — جنگل مین تھا اوسکے دم سے منگل
لوگون نے جو دیکھے اوسکے جوہر — کہنے لگے آبرو سے گوہر
نیت کہ صفائی مین سحر تھی — آب زمزم سے پاک تر تھی
گل بوئے وفا پہ ناز کرتے — آگے دامن دراز کرتے
بولا وہ چمن نشاط کے رنگ — پریان حاضر ہوئین خوش آہنگ
وہ حسن کہ حور اونپہ صدقے — وہ نور کہ نور اونپہ صدقے
ناز ایسے کہ ناز آپ حیران — غمزے ایسے کہ غمزہ قربان
پتلی کمرین لچک بھی اوس مین — گورے چہرے چمک بھی گوئین
چھا جائے گھٹا جو بال کھولین — کلیان چٹکین جو منھ سے بولین
کاکل سے بلا چلین سے شمشیر — ابرو سے کمان نگاہ سے تیر
اٹھلاتی ہوئی وہ آگے آئین — موقع پاکر غزل یہ گائین

غزل

سر پھرنے کا چرخ کو گلہ ہے — دل کو نالون کا حوصلہ ہے
ڈنکا ہے یہ شہرت جنون کا — جو سینے پر اپنے آبلہ ہے
چارون جانب کی خاک اوڑاتا — یہ آٹھ پہر کا مشغلہ ہے
کب دشت جنون مین ہون اکیلا — ہمراہ اشکون کا قافلہ ہے
ہاتھ آگئی زلف ایک دن شوق — باقی جو نفس کا سلسلہ ہے

تانین ہوئین برچھیون سے بڑھکر
پتھر پڑے کنکری سے دل پر

توڑے دل تل رہے تھے گویا
سُم زہر اوگل رہے تھے گویا

بھرتا زخم جگر نہ دیکھا
مرہم تھا خراب اثر نہ دیکھا

کاٹی مشکل سے رات غم کی
قسمت سورج کے ساتھ چمکی

رخصت ہوئی میہمان کی لازم
گوہر ہوا رہبری کو عازم

اختر یون ساتھ ساتھ آیا
جس طرح سے ہمقدم ہو سایا

گوہر سا خضر ہوا جو رہبر
سیارون مین آملا وہ اختر

شہزادے کی چار سو نظر تھی
چشم امید مثل در تھی

دیکھا مہِ عید روبرو ہے
شکل امید روبرو ہے

اختر کی طرف وہ ماہ لپکا
پیاسا تھا کہ سوئے چاہ لپکا

طالع سے ہوئی مراد حاصل
یون ملگئے جسطرح ملین دل

گوہر سے تھا پلہ ہمسری کا
جوڑا رشتہ برادری کا

اوٹھ بیٹھ کے ہوگیا وہ رخصت
کہنے لگے یہ سوئے مثل قسمت

جنگل سے نکلکر ایک پہاڑ پر شہزادے کا جانا درویش سے ملکر تعویذ کا پانا۔ آگے چلکر بیچ دریا مین مکان کا نظر آنا اوس مکان سے نسترن کو جسنے دیو نے جادو کے زور سے قید کیا تھا اپنا تعویذ دیکر چھوڑانا

ہاتھون مین سیئے ہوے پیالے
پھر آئے شراب پینے والے

بھر دے ساقی پیالے بھر دے
وہ شمع فسرو قصہ آرام
مقراض شعاع مہر نے جب
معشوقۂ صبح صاف ہنسکر
انکھوں نے طلسم خواب توڑا
اوہام طلسم لاکھ آئے
دیدے پیادو کو سمجھے ناچیز
بڑھتے پہ تھے دونوں اسقدر لوٹ
یون ایک طرف چلا وہ بیتاب
جنگل ایسا گھنا تھا آگے
تھی بیل زمین پہ جال کھولے
دھوپ آتی کہین کہین جو چھنکر
ظلمت سے تھا ہر شجر کا یہ حال
پائے نہ دہن کا راستا
سب کہتے تھے جان کھو گئے
ان جھاڑیون مین ہو رہے گم
جلتے تھے اٹک اٹک کے اسطرح
جنگل جو کٹا تو مثل صرصر
بے حد او نچا بہت بڑا تھا

اور کسی انکھوں والے بھر دے
بند آنکھین کیے تھا مثل بادام
چہرے سے کی قطع کاکل شب
گردون کے محل سے نکلی باہر
پلکین کھولین حجاب توڑا
ہمت کے قدم نہ ڈگمگائے
پاؤن نے کہا بلا ہے کیا چیز
دل اور قدم مین چلتی تھی چوٹ
پستی پہ رواں ہو جیسے سیلاب
شب آئے سے جیسے ڈر کے بھاگے
کالی دیبی تھی بال کھولے
پڑتی وہ زمین پہ داغ بنکر
تھے پر تنگی کے جیسے ہو خال
گم عقل سے ہو دماغ کی راہ
زلفون در کو ہو نے آئے
زلفین تو ہین ماتھے مگر گم
اوجھے بالون مین شانہ جسطرح
اک کوہ دکھائی سب نے
رستا رو کے ہوئے کھڑا تھا

باتین کرتا تھا آسمان سے ۔ علیسے نظر آتے تھے وہان سے
جی ہار گیا تھا ماہِ عالم ۔ دم پھول کے کہتا تھا کہ لو دم
لیکن دم لیتے خاک راہی ۔ کانٹون سے زمین تھی کہ ساہی
آگے مثلِ قدم بڑھا وہ ۔ موسیٰ تھا کہ طور پر چڑھا وہ
دیکھا چوٹی پر اک مکان ہے ۔ جنتِ بالائے آسمان ہے
تا بامِ نگاہِ شوق قاصر ۔ ہموار یہ صورتِ عناصر
چشمِ غلمان کا در پہ شک تھا ۔ دربان مانندِ مردمک تھا
اندر جانے کا اذن پایا ۔ دیدے مین وہ شکل سا سمایا
اوس برج مین آفتاب تھا ایک ۔ درویشِ فلک جناب تھا ایک
چہرہ قرآن چشم بد دور ۔ داڑھی تفسیرِ سورۂ نور
آنکھون سے عیان تھا حسن ایجاد ۔ خالق نے کئے تھے منہ پہ خود صاد
گویا ہوا یون وہ شاہِ بے تخت ۔ آتا ہی کدھر سے او جوان بخت
بولا یہ کہ اک غریب ہون مین ۔ اب کیا کہون بے نصیب ہون مین
بیتاب ہون تاب کی ہوس ہے ۔ ماہی ہون آب کی ہوس ہے
روشن کیا رنگِ تیرہ بختی ۔ نرمی سے بیان کی وہ سختی
اصرار کیا کہ آج تھم کر ۔ مجھ پیر پہ او جوان کرم کر
سننے پہ جو تھی بگڑ کے تقدیر ۔ پہلو مین کمان کے تُرک گیا اتر
کھانے کھائے مزے مزے کے ۔ میوے پائے مزے مزے کے
تھا شام سے طالب سحر بخت ۔ چمکا ادھر آفتاب ادھر بخت

آمادہ ہوا سفر پہ راہی | اوٹھ بیٹھ کے رخصت اوسنے چاہی
چلتی آندھی کا روکنا کیا | بہتے پانی کا روکنا کیا
دریائے کرم کو لہر آئی | کی اوس کشتی کی ناخدائی
اک نقش رقم کیا کہا لے | چل یہان سے ہوا ہو راستا لے
دامن رہے لوث سحر سے پاک | دریائے طلسم مین اوڑے خاک
آندھی ہو تو گرد ہوکے رہجائے | آتش ہو تو آب ہوکے بہ جائے
بیدل نہو خوف کیا خطر کیا | دریا کا شناورون کو ڈر کیا
تقدیر کی نارسائی کبتک | پہونچے گی ضرور ساتھ لب تک
تعویذ لیکے گلے مین ڈالا | خوش ہوکے بڑھا وہ سروبالا
کچھ دور ہوا جو گرم رفتار | حائل ہوا ایک بحر زخار
تھا جوش مین صورت جوانی | اور آب مین عمر کی روانی
موجین وہ کہ چھپ جائے ابرو | تلوار اپنی چھپائے ابرو
چلی سر چاک چرخ اخضر | سیکھین یہ سب بھنور سے چکر
اک قصر بلند تھا سر آب | در وا تھا بشکل چشم بیخواب
آنکھین پھٹ گئین کہ ہے نئی سیر | موج آئی کہ دیکھیے بخیر
دریا مین سما کے مثل ماہی | اوس گھر کی طرف ہوا وہ راہی
شکل آغوش در جو وا تھا | پردہ کیا تھا حجاب کیا تھا
دیکھا تو ہے رنگ باغ کا اور | پودا اور یہان کی ہے ہوا اور
چھوٹے چھوٹے قد و پہ بوٹے | وہ ننھے ننھے جیسے جی ہی چھوٹے

آتے تھے ہرے ہرے نظر برگ — چھایا زنگار کا تھا ہر برگ
کچھ تھا جو شجر تو بخت بد تھا — سیدھا کسی پر جفا کا قد تھا
ہر پھول کے رنگ کا یہ تھا حال — چہرہ غصّے سے جیسے ہو لال
نکلا لب جو حباب کی شکل — دزدیدہ بے حجاب کی شکل
نکلے مین تھی ایک حور پیکر — جیسے پتلی کا آنکھ مین گھر
تھی مائل خواب شکل مخمل — فانوس تھا شمع رخ کو آنچل
آہٹ سے قدم کی وا ہوئی آنکھ — نادیدہ سے آشنا ہوئی آنکھ
آنچل رخ سے جو ہٹ گیا تھا — پردہ غیرت کا چھٹ گیا تھا
مانند حباب سر اوٹھا کر — بولی کہ کہان پھنسے تم آکر
بھاگو کہ شجر شجر ہے یان دار — بھاگو کہ ثمر ثمر ہے یان بار
بھاگو کہ ہے خار خار نشتر — بھاگو کہ ہے شاخ شاخ خنجر
چھو کر کوئی دیکھے ہین کب انگور — انگور ہین زخم کے سب انگور
بولا یہ کہو تو خیر ہے خیر — بولی وہ کہ ہو نہ سیر مین سیر
بولا یہ کیون وہ بولی ای جان — یہ دیو کا گھر ہے تم ہو انسان
شعلے کی لپک سے خس بچے کیا — نکلے سے بھلا مگس بچے کیا
بولا وہ کہ دیو کیا بلا ہے — تم اپنی کہو کہ بات کیا ہے
کیون زرد ہو زعفران نہین تم — برگ فصل خزان نہین تم
بولی مین پری ہون نسترن نام — آفت زدہ غم نصیب ناکام
صدمے اس گھر کے سہنے والی — آغوش اجل کی رہنے والی

سونے کو تو سوئی تھی وطن مین | چونکی تو پڑی تھی اس چمن مین
اک دیوِ سیاہ تھا سرہانے | دیکھا دکھلایا جو خدا نے
صورت سے بلا کو ڈر بلا کا | ہر حلقۂ چشم گھر بلا کا
قد سے سانکھو کا پیڑ اک خار | دم سے بادِ سموم اف الٰہی
آنکھ ہے وہ شب کہ مثلِ ظلمت | جاتا ہے سحر کو شب کی صورت
جادو سے مجالِ رم نہین ہے | لون سانس اتنا بھی دم نہین ہے
بولا یہ کہ اوٹھ قدم بڑھا چل | بولی کہ یہان سے ہو ہوا چل
وہ سمجھی بدی یہ میل سمجھا | وہ سمجھی اہم یہ کھیل سمجھا
بولا یہ کہ اے پری نہ ڈر تو | بولی دیوانہ ہے بشر تو
بولا تجھے کیا پڑی ہے میری | بولی نہین اتنی جان تیری
سیلاب سے زور کیا چلے گا | ٹالے سے پہاڑ کیا ٹلے گا
کچھ حوصلہ ہان بڑھے تو جانون | یہ بیل منڈھے چڑھے تو جانون
تعویذ دیا کہ لے ہوا ہو | بولی وہ جو دیو لپکے کیا ہو
بولا کہ طلسم کو یہ توڑے | پتھر ہو تو موم کر کے چھوڑے
آہو کی طرح وہ کر گئی رم | نکلا یہ جنان سے جیسے آدم
لشکر مین خبر سے آگے آیا | آپ اپنی نظر سے آگے آیا
موقع اوسنے بدل دیا وہ | چلتا جادو تھا چلدیا وہ
دیو آیا تو وہ چمن تھا خالی | کھوئی جو زبان دہن تھا خالی
چلایا کہ آئی کیا تباہی | جادو کدھر اوڑ گیا الٰہی

گھر مین وہ پری نہین عجب ہی ۔ پتلی نہین آنکھ مین غضب ہی

آنے والا کسے کہون مین ۔ یا دھوپ ہی یا ہوا ہی دو مین

لون پر تو گمان ہی نہین ہے ۔ لون دونون مین جان ہی نہین ہی

ہاتھون سے کبھی تو سر کو تھاما ۔ اف کرکے کبھی جگر کو تھاما

تڑپا تو گرا سرِ زمین وہ ۔ جان اسکی کہین تھی اور کہین وہ

پوشیدہ ہوا جو مہر روشن ۔ پھیلا ظلماتِ شب کا دامن

جنگل کا سفر تھا شب کو مشکل ۔ کی صورتِ مہر ختم منزل

رستے پہ گرا وہ ماہِ عالم ۔ گل کے دامن پہ جیسے شبنم

ماہِ عالم کا دیارِ محبوب مین آنا خبر پاکے خسرو کا استقبال کے واسطے جانا۔ راہ مین ملکے اپنے گھر لانا

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین ۔ کالی کالی گھٹائین چھائین

شوقِ مے لالہ فام ہے آج ۔ تو یہ قربانِ جام ہے آج

جب دن شب کی بغل سے نکلا ۔ سورج اپنے محل سے نکلا

کی دور کثافتِ تنِ شب ۔ زائل کیا زنگِ دامنِ شب

کرنون نے دکھائی کیمیائی ۔ سونے کی زمین سب بنائی

رستے پہ چلا وہ ماہ اسطرح ۔ نقش مسطر پہ خامہ جسطرح

دے ساتھ ہوا تو گرد ہو جاے ۔ دل آبِ روان کا سرد ہو جاے

دیکھا شاداب ایک جنگل ۔ سبزے کی بچھی تھی جسمین مخمل

روحی قوت بہم ہوا سے
آئے مردے مین دم ہوا سے

گل جیسے دلھن کا پیرہن لال
پتون مین رگون سے زلف کا جال

اشجار بہت بڑے بڑے تھے
معشوق دراز قد کھڑے تھے

چوٹی پہ شجر کی جو رسا ہو
اللہ سے اوس کا سامنا ہو

دعوی کرے حسن کا تو ہر شاخ
ابرو مین نکالے شاخ پر شاخ

انسان جو ہوا وہان کی کھائے
نخلِ امید مین پھل آئے

آجائے نظر جو دشت کی نہر
تر ہون لبِ خشکِ صائم الدہر

یون آنکھ مین ہو نگاہ شاداب
جیسے لبِ جو گیاہ شاداب

بیلین پھیلی ہوئی زمین پہ
زلفین چھٹکی ہوئی جبین پہ

کچھ کہنے کو منھ جو اوسنے کھولا
تاجر واقف تھا بڑھکے بولا

یہ سب فردوس کی زمین ہے
جس پھول کی بو ہے وہ یہین ہے

چمکا چہرہ جو غم سے تھا ماند
بدلی جو چھٹی نکل پڑا چاند

بیساختہ لب کھلے ہنسی سے
پھول اسکا دہن ہوا کلی سے

سرمستِ شرابِ شوق تھا دل
جلتی منزل گھٹی بڑھا دل

برجِ قصرِ حبیب چمکا
قسمت چمکی نصیب چمکا

کیا اوج مکان کو تھا مکین سے
سورج تھا قریب تر زمین سے

یون شوق سے اوڑ چلا وہ ضو پہ
ٹوٹے پروانہ جیسے لو پر

تاجر کہ تھا کاروان کا دمساز
نکلا جیسے جرس سے آواز

فردوس مین سب سے آگے آیا
غنچون مین یہ تازہ گل کھلایا

ہے آپ کو جس عزیز کی چاہ | اِس مصر مین لایا اوسکو اللہ
دو نکلے ادھر سے چار اودھر سے | دوڑے کہ پائین لین نظر سے
تھے راہ مین جمع شہر والے | یا مانگ بھری تھی موتیون سے
دیکھا دیکھی بہار آئی | صبحِ شبِ انتظار آئی
جس نے چہرے پہ آنکھ واکی | مہمان نے آنکھ ہی مین جا کی
ڈنکا جو بجا کہ آئے آئے | خسرو بھی چلا کہ بڑھکے لائے
پہونچا یہ اِدھر سے وہ اُدھر سے | دل دل سے ملا نظر نظر سے
ملنے لگی گر کے فوج پر فوج | لوٹی جاتی تھی موج پر موج
شہزادہ و شاہ سے ملکے باہم | یون تھے جیسے ثمر ہون توام
ایسا ملنا جو دیکھ پائے | گردون جوزا کو بھول جائے
دل خوش تھا کہ نورِ چشم آیا | گھر تک اوسے پتلیون پہ لایا
آنکھین روشن ہوئین وہ گھر گیا | منھ تکتی تھین پتلیان بشر کیا
جی دیتے تھے ساکنانِ فردوس | اوس ماہ کا دم تھا جانِ فردوس
جو تھا وہی دل دیئے ہوئے تھا | اپنا پہلو لئے ہوئے تھا
وان فکرِ قرانِ ماہ و خورشید | یان بزمِ خیال و شمعِ امید
وان دخترِ رز کو فکرِ بیغش | یان صورتِ بادہ شوق کو جوش

یاسمن کی بیچینی اور گلشن کا سمجھانا۔ آخر ماہِ عالم اور یاسمن دونون کا باغ مین ملجانا

گلشن مین کھلا چلی ہوا پھول | دے بادہ کشون کو ساقیا پھول

چل نکلی ہوا بہار کی اب — طاقت نہین انتظار کی اب
ملنے کی جو یاسمن کو بھی لاگ — بھڑکاتا تھا عشق شوق کی آگ
پیارا اپنا جو گھر مین آیا — آرام بنا جگر مین آیا
ملنے کا جو مل گیا سہارا — کیا کیا اوسے شوق نے ابھارا
بیشک کسی بات کے تھے جویا — لب ملنے سے تھے مضطرب تھے گویا
لب کہتے تھے کان سنتے تھے ذکر — آنکھون کو بھی دیکھنے کی اب فکر
کہتی تھین نگاہ تر سے تا چند — کب تک رکھیئے اسے نظر بند
حسرت بولی نکلیے سے چلیے — پاؤن آگے بڑھے کہ چلیئے چلیئے
دل سے کہنے لگا چلو گی کیونکر — چھاتی پہ تو ہین حیا کے پتھر
گلشن کہ تھی دم کی شکل ہمدم — تھی محرم راز جیسے محرم
حیرانی کا حال اوسے جتایا — تنہائی مین آئنہ دکھایا
گلشن نے کہا کہ او سمن بر — جامے سے نہ مثل بو ہو باہر
بے سلسلہ خاک مین پڑے کام — بے زینہ بشر نہ پہونچے تا بام
بے عقد نہ اٹکے بند سے بند — بے رشتہ لگائیے کون پیوند
کیا کھلکے نکالوگے قدم تم — لاکھ آنکھون کی پتلیان ہین ہم تم
ہو پردے کی بات اگر فسانا — مشکل ہو جائے منھ دکھانا
جی چھوڑ کے یون نہ کھیلو جی پر — دو وقت ملین گے وقت ہی پر
بولی وہ کہ آئنہ ہے اندھیر — سر پر ہے عشق علاج مین پر
بھوکے پہ ہو چلا ہے بھوک غالب — روکو جو وہ ہو نہ اوس کا طالب

دریا کے کنارے ترسے پیاسا | پانی پینے نہ دو ذرا سا
دل میں نہ سرور آنے پائے | ہاں تلخ ضرور آنے پائے
آثار جو دیکھو کچھ ہنسی کے | رکو مرے دونوں ہونٹھ سی کے
گلشن بولی کہ ہوش میں ہے | کیوں مثل شباب جوش میں ہے
رسوا کہیں چشم تر نہ کر دے | رنگ اوڑ کے کہیں خبر نہ کر دے
بولی پھر کیا کہا کہ صبر | بولی کیونکر کہا کہ جبر
نازک تھی وہ جبر کا اوٹھاتی | گھڑیال کی طرح پیٹی چھاتی
گلشن نے غرض اسے سنبھالا | رستا ملنے کا یوں نکالا
تھی اک زن پیر کہنہ شاطر | نور سحر مراد خاطر
دم دے جسے دام میں وہ آئے | دو باتوں میں چار کو لگائے
دل اسکا لیا کہ تو بولوں | پردہ رکھے تو راز کھولوں
پوچھا تو کہا سنا تو ماتا | ٹھہرا خط لے کے جانا آنا
گلشن نے اٹھا کے خامۂ شوق | تحریر کیا یہ نامۂ شوق
اے مہر جمال و ماہ عالم | وے روشنی نگاہ عالم
اے ساحر سحر نقش تصویر | وے ناموری سے اسم تسخیر
اے عاشق و نیز شکل محبوب | وے طالب و ہم برنگ مطلوب
اے مطلب نامۂ رسائی | وے معنی لفظ آشنائی
اے زنگ زدائے شیشۂ دل | وے سہل نمائے کار مشکل
اے مردم چشم میزبانی | وے چشمۂ آب مہربانی

لیے حاصلِ مدعاے سازش — وے سالکِ جادۂ نوازش
تم لکھتی ہون مین بگڑ نہ جانا — منظور ہے لطف کا جتانا
پوچھے کوئی جو میرے جی کی — کیا بات ہے بے تکلفی کی
تم کیا مہمان ہوکے آئے — فردوس کی جان ہوکے آئے
یون آئے سرور جیسے دل مین — ایمان کا نور جیسے دل مین
لیکن جھوٹون خبر نہ لی واہ — لی چاہ کی آبرو۔ اجی واہ
ظاہر کرون رنگِ یاسمن کیا — سوکھا ہوا نخل گل ہے تن کیا
اشکون نے بہارِ حسن کھوئی — رخسارون کی آبرو ڈبوئی
یون غم سے ہی اسکا منتشر حال — جسطرح ہوا سے زلف کے بال
زور دن پہ ہے بسکہ ناتوانی — زیبا ہے کہے جو لن ترانی
اوڑھنا جو پڑے کمر بگڑ لے — کاکل جو ہے تو سر پکڑ لے
ایسا سکتے نے اسکو کھویا — شبہہ ہوکے بے دہن ہے گویا
بیمار کو جان کھوتے کیا دیر — نیند آہی گئی تو سوتے کیا ڈر
گل شمعِ حیات ہو نہ جائے — یہ دن کہین رات ہو نہ جائے
کب اہلِ نظر کرین یہ منظور — ہو نور کے ہوتے آنکھ بے نور
بھوکھا جا تم کے جلتے بیتاب — پیاسا پانی کے ہوتے بے آب
کچی بھی جو ہجر کی گھڑی ہے — واللہ بلا سے بڑی ہے
تم جیا ہو تو داغ ہجر کھو جائے — یہ نخل خزان نہان ہو جائے
گلزار کو آئے دن سرِ شام — گلگشت کو جاتی ہے یہ گلفام

آیا پوشیدہ یون وہان تک — جیسے دل سے سخن زبان تک
غیرون کو نہ آشنا بنانا — بالا بالا ہوا بتانا
لکھ پڑھ کے کیا حوالے نامہ — چلدی زن پیر مثل خامہ
مطلوب کے پاس دم مین آئی — مکتوب دیا طلب سنائی
وہ نامہ کہ اشتیاق کا تھا — نسخہ دردِ فراق کا تھا
جو ما رخِ دلربا کی صورت — کھولا بندِ قبا کی صورت
نقطے جو تھے صفحے پر نمایان — پیشانیِ حور پر تھی افشان
جو لفظ تھا صرفِ مدعا تھا — جو حرف تھا حرفِ مدعا تھا
حرفون کی کشش مین زورِ تسخیر — جذبِ الفت کی اوس مین تاثیر
نقاش سے یون نہ کھنچے تمثال — صیاد سے یون نہ کھنچ سکے جال
یوسف نکلے تھے جس کشش سے — کھینچی تھی رسن اسی روش سے
بندش جو وہ دیکھ پائین معشوق — چوٹی کو نہ سر چڑھائین معشوق
پیراہن چست اوس سے شرمائے — عقدہ بندِ قبا کا کھل جائے
الفاظ جو شوخیان دکھائین — دیدی گھونگھٹ مین منھ چھپائین
حسنِ خطِ چہرہ عارضی ہے — شان اور سوادِ نامہ کی ہے
دیوانہ نہین کہ زلف جانون — ہان وصل کی شب کہو تو مانون
مطلب جو ا خط سے حاصل اوسکا — آسان ہوا کارِ مشکل اوسکا
بھرنا تھا اوسے بھی نقش تسخیر — یون اوسنے کیا جواب تحریر
اے تا بہ عیش خستہ حالان — اے بال و پر شکستہ حالان

اے عقدہ کشائے خواہشِ دل | وے راہبرِ شوق تا بہ منزل
اچھی روشِ کشش نکالی | خط کیا بھیجا کمند ڈالی
کیون جی مجھے چاہ کچھ نہین ہے | کہدو واللہ مجھے نہین ہے
ہان بات کی پیچ پر آہی جانا | جھوٹی قسم آج کھاہی جانا
دل اپنا مین کس طرح دکھاؤن | پارا انھین بھیج دون جو پاؤن
کیا ملنے کے شوق کا جتانا | گیسو سے بڑا ہے یہ فسانا
گلزار کی راہ جو بتائی | کی صورتِ خضر رہنمائی
اس مہر کا شکر ہو کہان تک | ہو شام تو پہونچون مین وہان تک
رخصت کی تھی منتظر زنِ پیر | خط پاکے کمان سے بنی تیر
مانند نسیم سن سے آئی | نامہ گلشن کے پاس لائی
اس شمع نے ہٹ کے انجمن سے | خط پڑھ کے چھپایا یاسمن سے
وہ جل گئی دوڑی تاؤ کھا کر | یہ ہنس پڑی بھاگی منہ چڑھا کر
بگڑی تو بنایا دل لگی سے | روٹھی تو منا لیا ہنسی سے
سب پردہ درون سے آڑ کر کے | نامہ دیا چھیڑ چھاڑ کر کے
جو آنکھین خیالِ یار مین تھین | اب شام کے انتظار مین تھین
صورت کا بناؤ جی پہ رکھا | منہ پیار سے آرسی پہ رکھا
پانون سے ہوے لب اسقدر لال | ہو زرد انھین دیکھ لے اگر لال
شانہ شوخی سے سر چڑھا تھا | گویا چوٹی کا آشنا تھا
دکھلا کے وہ شکل پیاری پیاری | آئینے کی آبرو اوتاری

لٹ لگی چوٹی کے بعد بہنا
بھاری جوڑا جڑاؤ گہنا

چوٹی پہ شجر کی دام رکھا
چھپکا کہنے کو نام رکھا

دکھلاتا تھا سیس پھول سر پہ
جگنو شبِ تار مین شجر پہ

ٹیکا زینت کا زیبِ سر تھا
افشان کا ستارہ اوج پر تھا

گھنگھرو چھُن چھُن بجائے اُسنے
سوتے فتنے جگائے اوسنے

تھا گرمیِ حسن کا عجب رنگ
ملئے سے بدن کے موم ہو سنگ

گُشتہ ہو سب آئنے کا پارا
فی الستّا رہو جو کرے نظارا

وہ تارِ نظر کا رُخ پہ ہو حال
ہو نبضِ مریضِ تب کا جو حال

لین گال چراغ سے چراغی
سورج کو کرین جلاکے داغی

دیکھا وقتِ زوالِ غم ہے
دن صورتِ عمرِ پیر کم ہے

گھر سے گلشن مین آئین اس طرح
آئے بادِ بہار جس طرح

شہزادہ بھی مستِ شوق آیا
دیکھا جو وہ باغ کھلکھلایا

پتے گالون کو زرد کر دین
خورشید کو گرد برد کر دین

بیلین جو دکھائین چال اپنے
معشوق چھپائین بال اپنے

ہون پھول ہزار چاک دامن
یوسف کی مثال پاک دامن

موسی کا عصا شجر سے جھک جائے
عیسیٰ کا نفس ہوا سے رُک جائے

خاکِ چمن ایسی پُر تکلف
جس خاک سے تھا خمیر یوسف

کوثر سے ہے قول حوض تو کیا
تیرے پانی کی آبرو گیا

انسان سے جو تہ درخت ہو جائے
سرسبز نہالِ بخت ہو جائے

چشمِ دلبر ہر آشیانہ
پُتلی کہے مرغ کو زمانہ

گردون تھا کہ داربست انگور
دانون مین نجوم کی طرح نور

چتون کی ادا نظر سے گذری
برچھی کی اَنی جگر سے گذری

یان پردۂ چشم ہو گئی شرم
پہلو وہان شوق نے کیا گرم

یان جھک کے نظر زمین پہ پہونچی
وان چشمِ ہوس جبین پہ پہونچی

یان شرم سے پھول شبنم آلود
وان کوشش عاشقانہ مقصود

یان موئے مژہ نظر پہ چلمن
وان دستِ ہوس کو شوق دامن

دل پہلے ہی دل سے مل چکا تھا
کام آنکھون کے ملنے پر رکا تھا

ملتے ہی کھلین ہوس کی راہین
للچائی ہوئی پڑین نگاہین

حسرت مانے نکل کے آخر
ظرفِ دل بھر کے چھلکے آخر

شہزادہ تھا ولولون سے پُرجوش
جیسے مے کی ہوس مین مینوش

مُنھ سے جادو نکالتا تھا
ڈورے باتون سے ڈالتا تھا

قَسمون سے بناوٹون کی باتین
نظرون سے لگاوٹون کی گھاتین

ہاتھ اُسکے بڑھے تو ہٹ گئی یہ
آنچل کی طرح سمٹ گئی یہ

کھٹکی جھجکی ۔ زبان کھولی
بل ڈال کے تیوریون پہ بولی

دیکھے کوئی انکے شوق کا حال
ٹپکے پڑتے ہین جسطرح رال

دن اور اندھیر اِس بلا کا
تم ڈالتے آئے مجھ پہ ڈاکا

مین ایسی نظر جو جان پاتی
گھر کے اسپند لے کے آتی

سِسکی نکلے نہ اب دہن سے
چڑیان مری اُڑ چلین چمن سے

اُف اپنی زبان پہ لائے کیون تم
تھا درد کہین تو آپ کیون تم

کچھ خیر ہے گفتگو یہ کیسی
بندی نہین بے تکلّف ایسی

توبہ ایسا گناہ توبہ
تم سے کتنے ہو بدنگاہ توبہ

ایسے کچھ پاک دل نہین تم
آنچل مرا چھو نہ لو کہین تم

کیونکر ہان پھر تو ہاتھ جوڑو
قدمون کی نہین بدی ہی چھوڑو

مُنھ دھو آؤ۔ وہ نہر ہے جاؤ
گھر بھول گئے۔ وہ شہر ہی جاؤ

اشکون سے مین خوش کہ یہ دوانی
دے گی میرے چمن کو پانی

آپے کو تجے ہوے ہو کیون تم
کچھ پی تو نہین کہ ہوش ہین گم

آمادہ ہو شر پہ۔ خیر ہے کچھ
میری عزت سے بیر ہے کچھ

مریم کی قسم ہون پاکدامن
چھونے نہین پاتی خاک دامن

مجھ پر ابھی حق نہین تمھارا
کیا غیر پہ غیر کا اجارا

کھٹکا تھا کہ بھید کھل نہ جائے
ایسا نہو پھول کھلکھلائے

نرگس دیکھے تو کیا عجب ہی
سوسن نہ کہے یہ کیا غضب ہے

بیدار نہ سبزہ باغ کا ہو
شمشاد نہ تاک مین کھڑا ہو

کانٹا نہ کہین خلش نکالے
سنبل نہ کہین بلا مین ڈالے

پتّے نہ کہین پتا بتا دین
چڑیان نہ کہین خبر اڑا دین

بدلے نہ یہ موج ادھر کی کروٹ
چونکے نہ حباب پا کے آہٹ

غنچے نہ چٹک کے گل کھلائین
چھپ کے نہ لے اڑین ہوائین

لب نہر کے کچھ سیئے نہین ہین
چشمے کمبخت دوربین ہین

دیوانون پہ کیا کڑی پڑی تھی ... کچھ اس عیش کی گھڑی کڑی تھی
نکلے گلشن سے صورتِ بو ... دو سمت بڑھے برنگِ گیسو
آئے تو تھے دونون صبر کی طرح ... روتے گئے لیکن ابر کی طرح
جرأت ملنے کی شب کو کب تھی ... سرخاب کی رات اونکی شب تھی

ماہِ عالم کا رستے رستے جانا۔ ایک امیر کی بیٹی کا دل آنا یاسمین کا خبر پانا۔ باغ مین ملکے ماہِ عالم کو جلی کٹی سنانا

رندون کو کہان قرار بے مے ... ہونٹھون پہ ہے جانِ زار بے مے
ساقی لانا مئے جنون خیز ... ہے جوشِ بہار وحشت انگیز
اک صبح تھی چاکِ جیبِ شامت ... یا جلوۂ عارضِ قیامت
وہ مہرِ فلک کہ چشمِ حاسد ... وہ رنگِ شفق کہ خونِ فاسد
دنیا کی ہوا تھی یا دمِ سرد ... بلبل کی صدا کہ نالۂ درد
شہزادے کو آئی سیر کی لہر ... آیا گلشن مین صورتِ نہر
کانٹون مین جو اوڑکے دامن اٹکا ... دل اوسکا شگون بد سے کھٹکا
سمجھا کوئی بیکلی بدی ہے ... بیرنگ ہوا کچھ آج کی ہے
پھولون پہ نظر پڑی تو رویا ... انگارے دہک رہے تھے گویا
نرگس کی نظر تھی اوس سے ٹیڑھی ... ہر شاخِ شجر تھی اوس سے ٹیڑھی
شمشاد کو کچھ کشیدہ پایا ... اور حوض کو آبدیدہ پایا
طائر لگے بولنے کڑے بول ... ننھی سی زبان پر بڑے بول

پہلا پھر کے نفس کی طرح کچھ دم
رستے مین تھا اک امیر کا گھر
کوٹھے پہ بہار رنگ کے دن
کھلے ہوئے تھی بال ظالم
چتون تھی چڑھی ہوئی ادا سے
علسلے جو ملائین عمر کے دن
آنکھین جن مین نگاہ چکرائے
آنچل اوڑ کر اگر ہوا دے
آنکھون سے جو وہ کرے نظارہ
جس دم شکنین جبین پہ آئین
ہو جاوے فرق کی اسقدر چاہ
بل کھائے کمر پہ ہاتھ رکھے
اُفتاد کی بات پڑ گئی آنکھ
برچھی پڑی دلپہ وان ادا کی
وان شیشہ صبر گر کے ٹوٹا
بیدل اوسے کر کے اسنے لی راہ
کیا تجھل ہوس نے پھل دیا حیف
کیون وار کیا نظر کا خالی
کیون میرے کرشمے نے نہ ٹوکا

کوچ اوسنے کیا برنگ شبنم
کوٹھے پہ کھڑی تھی اوسکی دختر
اُبھرے ہوئے گال اُمنگ کے دن
پھیلائے ہوئے تھی جال ظالم
کاکل تھی بڑھی ہوئی بلا سے
پاؤن سے بڑھین کہان یہ ممکن
پھر نکلے نہ دل جو اون مین پڑ جائے
کلیان پاجامے کی کھلا دے
پتلی کو جلائے ہر اشارہ
تابین تلوار کی دکھائین
یوسف کہین مین گرونگا واللہ
جو دیکھے جگر پہ ہاتھ رکھے
تقدیر کا کھیل لڑ گئی آنکھ
بجلی گری سر پہ یان بلا کی
یان دامن ہوش اوڑ کے چھوٹا
یون کہنے لگی وہ کھینچ کر آہ
مین یون ہی رہی وہ چل دیا حیف
کاکل نے کمند کیون نہ ڈالی
رستا غمزے نے کیون نہ روکا

کیون راہ نہ مانگ نے بتائی — کیون لٹ نہ بڑھ کے پیچ لائی

کیا پیچ تھا جو رہے کنارے — گیسو نہ بڑھے خدا سنوارے

پہونچی جو نہ پہونچی بس نہین تھا — مانا اسے دسترس نہین تھا

آنچل تیری ہوا نہ پہونچی — چھاگل تیری صدا نہ پہونچی

چالون کی ادائین دلمین بھر لین — پایلون کی بلائین اپنے سر لین

رخ پر زردی لبون پہ نالے — دیدے تھے کہ خون کے پیالے

تنہائی مین داغ لے کے بیٹھی — کونے مین چراغ لے کے بیٹھی

سمجھانے لگین خواصین اوسکو — برباد نہ اس ہوا مین تو ہو

بلبل ہے یہ شاہ کے چمن کا — جوڑا ابھی گل ہے یاسمن کا

ایسی تو نہین تھی باؤلی تو — کیون شرم کو دھو کے پی گئی تو

یہ رنگ نہ کوئی رنگ لائے — اس کھیل سے چوٹ تو نہ کھائے

روٹے گی یہ چال اگر چلے گی — جی ہار کے ہاتھ تو ملے گی

کیا عقل سی چیز تو نے کھوئی — کیا چاہ مین آبرو ڈبوئی

جو چیز ہے دور دسترس سے — ہاتھ اوسپہ بڑھا نہ تو ہوس سے

قد پست ہے اور شجر ہے اونچا — ہاتھ آئے گا کیا ثمر ہے اونچا

کچھ کھیل نہین ہے عشق کی لاگ — پانی نہ سمجھ یہ آگ ہے آگ

چار اپنے پرائے کیا کہین گے — تھوکین گے برا بھلا کہین گے

پر آئے گی کیا فتن ہے — وہ چاہ کے کھیلی ہے جلن سے

دین ساتھ نہ وقت پر احباب — در و آنکھ مین ہو تو آئے خواب

تو بھول نہ ہمکو پاسکے ساتھی — ستے ہین فقط ہوا کے ساتھی

اونکو پہلو بدلتے کیا دیر — چل نکلی ہوا تو چلتے کیا دیر

سنتی بھی ہے یا نہیں ادھر دیکھ — اپنی صورت کو اک نظر دیکھ

رنگت مین ہی فرق رات دن کا — قد پیڑ سے ہو گیا ہے تنکا

یہ نیل اور یہ بدن کی زردی — مینا سونے پہ لاجوردی

ہی حسن کے دیس مین یہ معیوب — پاپوش سے ہو جہان مین خوب

منھ تیرے یہ آرسی لگی ہے — سچ بولیگی صاف اسکا جی ہے

اچھا سیر دست اسی سے تو پوچھ — یہ کچھ نہین اپنے جی سے تو پوچھ

وہ حسن کا روپ اب نہین ہی — کھول آنکھ کہ دھوپ اب نہین ہی

بیماری چشم ہے بہانا — منظور نہین نظر اوٹھانا

پھر کہہ تو رہ سخن نہین ہے — ہان کھا تو قسم دہن نہین ہے

اوٹھنے نہین پاتی بار غم سے — یہ بے کمری کا عذر ہم سے

منھ کھول نہ تنگ جی سے تو ہو — ہنس بول تو کیون یہ گفتگو ہو

کام آئے نہ غم ہنر نہین ہے — پھل دے نہ جنون شجر نہین ہی

بولی وہ کہ بس بڑھو نہ دیکھو — کیون بکتی ہو سر چڑھو نہ دیکھو

جلتی ہو نہین تو جلنے دو جاو — ٹھنڈی رہو تم چلو ہوا کھاو

جی سے لے کہ یہ چاہ آبرو سے — صورت کیا خواب ہے کہ بھولے

آئے آنکھون کے شامت آئی — قد کے چلتے قیامت آئی

اب کیا کہون دام زلف کیا ہی — اس سر کی قسم بڑی بلا ہے

بیدل سے مجھے جانو جاؤ جاؤ — دل زلف سے مانگ لاؤ جاؤ
رخ پھیروں خیال سے یہ مشکل — رنج ہون کسی چال سے یہ مشکل
تقدیر مین رنج جھیلنا ہے — جو کھیل بدا ہے کھیلنا ہے
پتا ئین وہ دیکھکر برا رنگ — جھنکین غنچے سے ہو کے دلتنگ
سر اپنے بائین کٹ کے بیٹھین — سنگت چھوڑی سمٹ کے بیٹھین
چرچا گھر مین ہوا جو دن رات — مان باپ کے کانون مین پڑی بات
سوچے کہ یہ بات پھیلے ہر سو — ہے عشق کا جوش مشک کی بو
سمجھایا کہ کیا یہ کرتی ہے تو — جینا ہے برا کہ مرتی ہے تو
کرچاہ نہ حوصلے سے بڑھکر — مفلس کا سر اور تاج گوہر
وہ دن تو نہ لا کہ شامت آجائے — سارے گھر پر قیامت آجائے
کھولے رہے گو زبان دونون — بھرے گئے اس نے کان دونون
سوسن کے نہ ایک اون کی مانی — خود رائے تھی خودسری کی ٹھانی
بیٹھے بیٹھے اوٹھا کے خامہ — کاغذ لے کر لکھا یہ نامہ
اے رہزن دو برقِ خرمن ہوش — وے زلف سیہ سے دم برد ہوش
اے گردشِ چشم سے فسون ساز — وے تیر نظر سے ناوک انداز
کس منھ سے کہون ضرورت اپنی — دیکھو تم آپ صورت اپنی
سنتی ہون کہ دل پھنسائے ہو تم — زلفون کی کشش سے آئے ہو تم
ہمدرد ہو درد مان لو گے — ہے درد کہان یہ جان لو گے
مین کیا کہون سرگذشت غم کی — مہمان ہے جان ایک دم کی

چلنے نہین پاتی ناتوان ہون ‏ نبضِ بیمار ہیجان ہون
جلتا ہے یہ خاک لائے تاب آج ‏ دل سیخِ نفس پہ ہے کباب آج
رکھے کوئی جو آگ پر بال ‏ دیکھے مرے پیچ و تاب کا حال
دل یون بے چین جیسے پارا ‏ دم یون چلتا ہے جیسے آرا
حالت نہین کچھ مرے بدن مین ‏ مین ہون کہ نہین ہون پیرہن مین
طعنون کی زبانین چل رہی ہین ‏ یا مجھ پہ سنانین چل رہی ہین
پاس آئی جو کوئی بھولی چوکی ‏ شاکی ہوئی مجھ سے میری خو کی
یہ قہر سے منھ کو کھولتی ہے ‏ وہ زہر کے بول بولتی ہے
کیا وقت ہے کیا گھڑی ہے کیا دن ‏ دشمن بھی نہ دیکھے یہ برا دن
جب دیکھیئے انکو ہین یہ پرغم ‏ آنکھون سے ہے ناک مین مرا دم
ہاتھون کا جتون جائے کیونکر ‏ نازل ہے عذاب ان سے سر پہ
دانت اور بھی کھائے ڈالتے ہین ‏ ہونٹھون کو چبائے ڈالتے ہین
آرام سے ملے جو دل ملا جاؤ ‏ آجائے قرار تم جو آجاؤ
لکھ پڑھ کے خواص سے کہا جا ‏ خط دیکے جواب لیکے آجا
وہ چلکے ہوا کی طرح پہونچی ‏ فکرِ شعرا کی طرح پہونچی
نامہ دیکر کہا وہ بیمار ‏ ہے ریشۂ خامہ سے سوا زار
قربان گئی مین کہنے والی ‏ تو کہدے شکن شکستہ حالی
نقطون سے دکھا رہی ہون مین یہ ‏ داغ اوسکے دل و جگر کے ہین یہ
رنگت کہین نام کو نہین ہے ‏ سادہ کاغذ ہے یا جبین ہے

کھانے کو کہین تو منھ نہ کھولے | ہم لاکھ بلین وہ کچھ نہ بولے
کوٹھے پہ یہ کھڑی ہے تو کھڑی ہے | کونے مین پڑی ہے تو پڑی ہے
چوٹی جو کھلی کھلے بلا سے | بال اُڑتے ہین تو اُڑین ہوا سے
تارے گِن گِن کے رات کاٹی | کوئی بولا تو بات کاٹی
دل اوسکا بھر آیا پڑھ کے نامہ | جاری ہوئے اشک مثلِ خامہ
بولا وہ کہ چُپ یہ کیا ستم ہے | کھلکر یون سانس کب یہ دم ہے
جانے آنے سے جان مجبور | مین آپ مین آؤن یہ بھی ہے دور
پہلو مین جگر کہ مین ہون گھر مین | پُتلی مین نظر کہ مین ہون گھر مین
نکلون کہین یہ ہوس کہان ہے | پہونچون یہ دسترس کہان ہے
یہ ساز نہ لائے راگ کوئی | بھڑکائے نہ جل کے آگ کوئی
گل پھولے نیا تو بار ہو جاؤن | آنکھون مین کھٹک کے خار ہو جاؤن
سب گرد ہو جتنی خاک چھانی | مٹی مین ملے یہ جانفشانی
مایوس خواص واپس آئی | قسمت کا لکھا جواب لائی
رو رو کے کہا وہ حال سارا | برچھی ماری کہ تیر مارا
سینے کو بنا تھا داغ غم کا | تارا بختِ جنون کا چمکا
ٹکڑے کیئے گل سے پیرہن کے | کانٹے ہوئے رونگٹے بدن کے
بگڑی تو بخت سے ہٹ گیا جی | چولی پھاڑی کہ پھٹ گیا جی
چھوڑی محرم کی پاسداری | نوچی گرتی کی بیل ساری
پھینکا چنپکلی کو گل سے اوسنے | تکیے کو جلایا جل کے اوسنے

کانٹا ہوا گو کھر و نظر مین — چھٹکائے ستارے سلکے گھر مین
آئی جو بلائے شامِ فرقت — لائی شبِ تیرہ رنگِ قسمت
توڑی اوسنے حیا کی زنجیر — سوچی کہ چلون مین تن بہ تقدیر
افسوس آنکھون کا دیکھنا ہے — کاکل کو مین سنتی ہون رسا ہے
کرتی تھی جو زور ناتوانی — آنسو سکھلاتے تھے روانی
پہونچی اپنے حبیب کے پاس — بیمار گئی طبیب کے پاس
سوکھے ہوئے ہونٹھ رنگِ رُخ زرد — بیٹھی سرِ فرش صورتِ گرد
ماتھا پکڑے تھی سر جھکائے — ڈر کے مارے نظر جھکائے
آفت اِسکو عذاب اوسکو — غیرت اِسکو حجاب اوسکو
پوچھا تجھے کون اوبھار لایا — بولی دلِ بے قرار لایا
چونکی تو بدل گئی کہ چوکی — توبہ کیا مینے گفتگو کی
دل آپکے پاس مجھ سے کیا کام — بیدل کیا رکھے دل پہ الزام
بولا وہ کہ چھوڑ یہ بُری دُھن — ستم ہو نہ یہ چھیڑ چھاڑ اری سُن
کیون تو دِرِ فتنہ کرتی ہے بات — سُن لے نہ صدا کوئی دراناز
مین ساز کرون محال ہے یہ — بیجا تیرا خیال ہے یہ
ایسا ہی جو راگ لائیگی تو — یہ دیس اِک دن چھوڑ ڈالگی تو
گر مین تری بندگی بجاؤن — ٹپّے گا تا پلٹ کے جاؤن
جل کر بولی کہ اُف ری گرمی — کاش اس دلِ سخت مین ہو نرمی
کیا کھائی ہے یہ قسم کسی سے — جھوٹھون نہ ملین گے ہم کسی سے

وہ جلکے ملال دین تو کیا ہو ۔ گھر سے جو نکال دین تو کیا ہو
ہان مین سمجھی بہت حسین ہین ۔ ڈبلی نہین کہیئے نازنین ہین
کیسی ہے خطا معاف رنگت ۔ دھویا کپڑا کہ صاف رنگت
گل رخ پہ کہ قاب نرگس ہے ۔ اس سے یہ کھلا کہ اون رس ہے
ہان ہان مری بات سنیئے کیون آپ ۔ گل چھوڑ کے خار چنئیے کیون آپ
بولا وہ کہ بس سلام میرا ۔ جلئیے گھر جا کے نام میرا
پانی کی جگہہ سراب پایا ۔ سوکھا سا تھا جواب پایا
ملنے پہ بھی مل سکی نہ محبوب ۔ نزدیک پہونچ کے رہگئی دور
کچھ زلف نے کی نہ سرپرستی ۔ قد کی نہ چلی دراز دستی
آنکھون مین فسون کا زور کم تھا ۔ بس نام کو تیلیون مین دم تھا
کچھ بس نہ چلا تو چپ ہوئے لب ۔ منھ نے کہا بات کھوئے کون اب
سوچی وہ کہ ان تلون نہین تیل ۔ سمجھی کہ منڈھے چڑھے نہ یہ بیل
آئی اتنے مین اک زن پیر ۔ لائی تھی وہ یاسمن کی تحریر
آنے کو تو آئی دم کی صورت ۔ کھٹکے سے رکی قدم کی صورت
گھنگھرو کی صدا سنی چھن چھن ۔ بد ظن ہو کر بڑھی وہ چپ سن
صورت دیکھی تو ہٹ گیا دل ۔ آنکھین ملتے ہی پھٹ گیا دل
بولی وہ کہ لائے یہ نیا راگ ۔ بگڑے کہ آپ کھیلتے پھاگ
آتی ہی پھری نفس تھی گویا ۔ چلاتی گئی جرس [illegible] گویا
خوب آگ لگائی جل کے افسنے ۔ بس بو دیا زہر اژدر [illegible]

بولی کہ وہان ہے مہ جبین اور / خاتم ہے وہی مگر نگین اور
گھر مین ہم اور جدا تھے اس طرح / سینے مین دل و جگر ہین جس طرح
ہوش اوڑ گئے یاسمن کے سن سے / جسطرح ہوا ہو بو چمن سے
ہونٹھ ایسے چبائے اوسنے پیہم / یاقوت سے بنگئے وہ نیلم
رنگت ہوئی ناؤ کھا کے کالی / ظلمت سے گئی شفق کی لالی
بیچین ہوئی جو چوٹ کھا کر / بجلی سی گری وہ تلملا کر
زلفون سے ہوا جنون اوسکو / منھدی نے رولایا خون اوسکو
دیتا تھا جو داغ چاند تارا / سر کاٹی تھی تا کرے کنارا
چھاتی پہ جو تیشب کی تھی تختی / پتھر سے گران تھی اوسکی سختی
موتی جو تھے زلف مشکسا مین / بیچارے یتیم سے تھے بلا مین
جگنی چمکی تو جل بجھا جی / بولی کہ جلا نہ بس مرا جی
مین کسکو دکھاؤن گی سنگار اب / جھومر نہ ہو میرے سر کا بار اب
اک بوجھ ہے یہ بلاق کیا ہے / دم ناک مین اس سے آگیا ہے
گردن مری چھوڑ پچھاڑی تو / کیون ہوکے بلا گلے پڑی تو
منھ اسکا نہ دیکھون چاہے جی جائے / میرے ٹھنگے مین آرسی جائے
ہاتھون کو ہین جو یہ دستیان خار / بجتے کانون کو ہوگئے بار
کہدے کوئی منھ لٹے نہ کھولین / بس چپ رہین اب چھڑے نہ بولین
زنجیر ہے سلسلہ جنون کا / بجلی نے بدن تمام پھونکا
کیون ہے مرے ساتھ او علی بند / ہٹ چھوڑ دے ہاتھ او علی بند

یہ بالیان جا کے اپنا جی کھائین ۔ کس کام کے چپتے بھاڑ مین جائین
ہاتھ آج جو کنگنون سے چھوٹین ۔ پھر مین پہنون تو ہاتھ ٹوٹین
اُون کو لگاؤن آگ جلجائین ۔ گھنگھرو سب آبلون سے پھل جائین
صدقے کرون پچلڑی کو کھاجاؤن ۔ دانے دانے کو مین چباجاؤن
بانکین کیا ہین کٹاریان ہین ۔ لُندرے کہ سُبک تھے اب گران ہین
مین بیچ مین اسکے اب ہون کیون ۔ کڑیان زنجیر کی سہون کیون
پڑتی ہے جگر پہ چوٹ اسنے ۔ کنکر پتھر ہین لعل ہیرے
آخر ماتھے سے میرے چھوٹا ۔ ٹیکے کا نصیب اب تو چھوٹا
اس نے مِرا جی جلایا ہے آج ۔ بجلی یہ الٰہی گر پڑے گاج
پازیب کی زیب کچھ نہ جانون ۔ اب پانون پڑے تو مین نہ مانون
یہ پھول بدن کو ہوگئے خار ۔ جلتی ہون تو پھر نہ پہنونگی ہار
چھالون سے دل آج بھر گیا ہی ۔ لنگن جی سے اُتر گیا ہے
سُرمہ اب گر گیا نظر سے ۔ بھاگون دیکھون جو میل بھر سے
ایسی وحشت سے خاک اڑائی ۔ نیچے کی زمین اوپر آئی
کاکل کہتی تھی کیا بلا ہے ۔ منھ تکتی تھی آرسی کہ کیا ہے
اُلجھن جو ہوئی برنگِ سنبل ۔ گھبرا کے گئی چمن کو وہ گل
جی رشک کی آگ سے جلائے ۔ مانندِ چراغ لَو لگائے
ٹہلی بے چین اِدھر اودھر وہ ۔ کچھ دیر پھری بشکل سرو
شہزادہ جو بے حواس آیا ۔ آئینہ سا مُنھ لے کے پاس آیا

آگے کو بڑھا تو ہٹ گئی وہ — رستے پہ نہ آئی کٹ گئی وہ
دھمکانے لگی کہ او نظر پھر — ہان ہان پتلی نہ دیکھ اودھر پھر
بولے جو زبان ابھی نکالون — کاکل جو بڑھے تو مار ڈالون
گھونگھٹ نہ ہٹے حیا خبردار — آنچل نہ اوڑے ہوا خبردار
آ میرے حجاب بڑھ دے مرا ساتھ — چہرے سے نہ ہٹنے پائین یہ ہاتھ
اونچا ہو جو سر پٹک کے پھوڑون — نیچا اسکو دکھا کے چھوڑون
یہ شکل نہ بن پڑے تو کیا ہو — اوسوقت کا رنگ دوسرا ہو
طاقت تو جی سنبھالے رہنا — چتون برچھی سنبھالے رہنا
لب شہد کے بدلے ہون سم اوسوقت — تلوار کا دم بنے دم اوسوقت
خواونسے بگڑ کے پھر نہ بننا — وہ لاکھ منائین تو نہ منا
بولا وہ کہ تم تو ہو خفا سی — کچھ کہتی ہے چہرے کی اوداسی
چپ سن بھی ہو منھ بنائے بھی ہو — تھامے بھی ہو سر جھکائے بھی ہو
پھولون کو نہ دیکھنا کبھی تم — ایسا نہ ہو سیکھ لو ہنسی تم
چڑیان چہکا کرین تمھین کیا — تم قصد نہ بولنے کا کرنا
معشوقون کے ناز اور وہ سب جور — شاید ہون وہ تمھارے ہی طور
آنچل ہان یون ہی ڈالتے ہین — گھونگھٹ یون ہی نکالتے ہین
ہان سمٹتے ہین سمٹ کے یون ہی — غمزے کرتے ہین ہٹ کے یون ہی
ہان الجھتے ہین لیکے دل وہ بیدل — الجھے تو سلجھتے ہین بہ مشکل
ہان ہوتے ہین اونکی خو مین دو رنگ — دل مین ترس اور زبان پر جنگ

جی جل گیا اُس جلی کٹی پر — کان اوس کے کھڑے ہوئے یہ سنکر
بولی بھئین کیا غرض ہماری — چھوڑ آئے کہان تم اپنی پیاری
ترچھی سی نظر ملی کہو ہان — پتلی سی کمر ملی کہو ہان
پھولے پھولے ہین گال کیون جی — لمبے لمبے ہین بال کیون جی
اونچے قد کی ہین یا ہین چھوٹی — دُبلی پتلی ہین یا ہین موٹی
چہرہ کیسا ہے آفتابی — رنگت ہے سفید یا گلابی
بنتی ہونگی سنورتی ہونگی — باتین ہنس ہنس کے کرتی ہونگی
یہ سچ ہے کہ جھوٹھ سچ بتانا — ظالم جھوٹی قسم نہ کھانا
دل لائے تھے کیون اونھین کو دینے — تم آئے تھے کیون اونھین کو لینے
بھیجا چھوڑو کہین ٹلو جاؤ — سستی چھوٹی مین اب چلو جاؤ
جلنے لگے مجھ سے آکے گھاتین — اون سے چکناؤ جاکے باتین
اونکے سے ہنر کہین ہین مجھ مین — کچھ لال لگے نہین ہین مجھ مین
تم ہو دو رخے سمجھ گئی مین — پہلو مین دل ایک ہے کہ دو مین
مین پھنس چکی اب چلو نہ یہ چال — ہے گر رکھو یہ جس کا جال
الفت کی ہوا پلٹ گئی جلد — گرمی کی تھی رات کٹ گئی جلد
دیکھو تو بدل گئین وہ آنکھین — آنکھون کی قسم نہین وہ آنکھین
مین دیکھتی ہون نظر ادھر ہے — سمجھی ہان اونکا گھر ادھر ہے
بولا سب جھوٹھ بولی سب جھوٹھ — ہم تم سمجھے ہین دونون اب جھوٹھ
اس جھوٹھ کا ہے کہین ٹھکانا — تمنے کہا اور مینے مانا

ہے یہ تو وہی مثل مری جان ۔ تو مان نہ مان مین ہون مہمان
پاپوش سے پاؤن پھر جو سر ہے ۔ دل کو تو ٹٹولو وہ کدھر ہے
چلنے سے زبان بس رکے اب ۔ چھل مجھ سے تمھارے چل چکے اب
تقدیر جہان لڑی وہین جاؤ ۔ جو موچا تو وہی جبین جاؤ
منہ دیکھنے کی چاہ مین نہ مانون ۔ واللہ باللہ مین نہ مانون
منھدی سے تمھارے ملتے ہین طور ۔ منھ پر کچھ اور دل مین کچھ اور
چل دونگی نہین تو ہٹ کے بیٹھو ۔ جاؤ اون سے لپٹ کے بیٹھو
اب دست درازیان یہ چھوڑین ۔ پہونچا پکڑے تو ہاتھ توڑین
آنسو آنکھون مین کیون بھرے ہین ۔ گرداوڑ کے پڑی سمجھ گئی ہین
مینے دنیا مین کیا نہ دیکھا ۔ تمسا کوئی چالیا نہ دیکھا
بگڑا جو چلن بستا و کبتک ۔ چلتی کاغذ کی ناؤ کبتک
دل خاک ملا تھا دل لگی تھی ۔ بس چار گھڑی کی چاندنی تھی
جاتا رہا داغ عشق کا جلد ۔ مفلس کا چراغ تھا بجھا جلد
تم آئے کہ دن پھرے ہین میرے ۔ کسکا دیکھا تھا منھ سویرے
سمجھا کہ بدل گئی وہ صورت ۔ چھینٹون سے نہ جائے یہ کدورت
بننے کا کوئی بہانہ ڈھونڈھو ۔ بگڑی کا کل تو شانہ ڈھونڈھو
ہو صاف جو اسکے دل سے شک جائے ۔ کانٹا نکلے تو یہ کھٹک جائے
اصرار زیادہ کیجیے کیون ۔ بارود کو آگ دیجیے کیون
یکجائی کا وقت دم کی دم تھا ۔ وقفہ مثل شباب کم تھا

گلشن سے روان ہوے وہ اسطرح | چشمِ عاشق سے اشک جسطرح

ماہِ عالم کا بیچین رہنا۔ اختر سے ماجرا کہنا۔ خط لکھکر یاسمن کو بلبھانا۔ آخر باغ مین ملکر صاف ہو جانا

بے لطف یہ زندگی ہوے مَے | ساقی للہ آج دے مے
بے نشۂ مَے دماغ ہے خشک | روغن جو نہین چراغ ہے خشک
وہ شب شبِ اولِ لحد تھی | وہ شب دشمن کا بختِ بد تھی
شہزادے کو ہاتھ ملتے گذری | مانندِ چراغ جلتے گذری
تھا پیچ مین جیسے زلف کی لٹ | کروٹ پہ بدل رہا تھا کروٹ
یون ہوش اوڑے تھے اس بلا سے | جسطرح ورق اوڑین ہوا سے
خاموش رہا اوٹھاے گو رنج | راز اوسنے چھپایا صورتِ گنج
مہندی کا رنگ تھا غمِ دل | یا آتشِ سنگ تھا غمِ دل
ملتا نہ تھا دلِ لگی آگ سے چین | ہوتا تھا دھوین کی طرح بیچین
اختر سمجھا کہ بات ہے کچھ | بھاری اسپر یہ رات ہے کچھ
پوچھا نہین سوتے ہو کہان درد | شب کٹتی ہے روتے دل ہے کیون سرد
ہے کسکی خلش کا جی مین کھٹکا | کیا باغ سے کھاکے آئے جھٹکا
ظاہر کیا حالِ بد لسانی | القصہ سُنائی سب کہانی
بولا وہ کہ جی نہ ہار جاؤ | ترچ ہوکے نہ رنج کو بڑھاؤ
سب دل کا غبار جاے آخر | گندلا پانی تھرآے آخر

کیا نخلِ خزان ہرا ہو پھر
بیمار کو کیا شفا ہو پھر

کیا آگ بھڑک کے پھر نہو سرد
کیا اوڑ کے نہ بیٹھے پھر کبھی گرد

اتنا دم لو کہ رات کٹ جائے
پو سے پہلے جگر نہ پھٹ جائے

اوڑ جائے خبر تو زک ہو تمکو
دیوار کے کان ہین یہ سن لو

کہتے سنتے جو شور ہو جائے
اندھیر وہ ہو کہ بھور ہو جائے

جی مین جی کی رہے تو بہتر
یہ آگ دبی رہے تو بہتر

سر تیغ سے منہ سے بات کاٹے
کیونکر کوئی غم کی رات کاٹے

جب جوش جنون بہت ستاتا
اپنی دھن مین غزل یہ گاتا

غزل

آئے ترے منانے والے
دیکھو او آنکھین دکھانے والے

کیا جانین اونھین پڑھائین کیا کیا
او الٹی پٹی پڑھانے والے

جھگڑے کو بڑھا نہ مثلِ گیسو
او گیسوون کے بڑھانے والے

یہ جان سے مارتے ہین بے موت
جلاد ہین اس زمانے والے

اللہ ری داغ سر کی سوزش
بیٹھے ہٹکر سرہانے والے

جلنے ہی کے واسطے ہین دلسوز
ٹھنڈے رہین جی جلانے والے

غم چک جاتا جو ہم سے اے شوق
ہوتے دو چار کھانے والے

جب چاک کیا سحر نے دامن
سورج ہوا مثلِ داغ روشن

صدمے کیطرح اوٹھا کے خامہ
رو رو کے رقم کیا یہ نامہ

اے مردم دیدۂ ضرورت — اے مصقل شیشۂ کدورت
اے نشۂ کبر حسن سے مست — اے چین جبین سے تیغ در دست
آئینہ ہے میری تیرہ بختی — پتھر کا ہون جو اوٹھائی سختی
شب گذری لہو کے گھونٹ پیتے — آخر ہوئی بھور مرتے جیتے
قسمت مین تھا کھیل کا بگڑنا — مردون کی طرح بدا تھا لڑنا
یہ ساتھ مگر کبھی نہ چھوٹے — ایسا جگ جیتے جی نہ چھوٹے
دل مہر کا ہر طرح ہے جیسا — یہ ہے گل آفتاب گویا
آئینے پر آئے گر کدورت — پیش آئے صفائی کی ضرورت
لگے جو گرد تو کھول ڈالین — کھٹکے کہین پھانس تو نکالین
مشکل ہے علاج بد گمانی — ہوتا نہین صاف بند پانی
آنے کو جو کوئی آئے ڈر کیا — جس گھر مین ہوا نہ آئے گھر کیا
آنکھون مین خیال آہی جائے — دل ہو تو ملال آہی جائے
جانا آنے کی ضد ہے جانی — آئی ہے تو جائیگی جوانی
آئی تو یہان سے روکے بھاگی — خفت زدہ بات کھوکے بھاگی
وہ کیا اور اوسکی آرزو کیا — چھوٹے موتی کی آبرو کیا
پتیل کبھی ہے نہ زر کا طالب — پتھر نہ چنے ثمر کا طالب
کس نے اوسے چاہ کر کے دیکھا — دیکھا تو بلا سے ڈر کے دیکھا
چہرے پہ ورم تھا گال کیا تھے — کالے دانے نہ تھے خال کیا تھے
پتلی کو کہے سیہ بخت والا — ہے جمع یہ خون مردہ کالا

کیا حلقۂ زلف مین مین گھر کے | روتا اندھے کنوین مین گر کے
ڈالی ہون نگاہِ بد جو رُخ پر | ہو چشم آتش پرست ہو کر
چھوڑو گی نہ اب بھی بدظنی تم | تو دیکھو گی میری جان کنی تم
دل ہے کعبہ اسے نہ ڈھاؤ | اللہ کا گھر ہے ہاتھ اوٹھاؤ
ملنا چھوٹا تو کیا ملے گا | رشتہ ٹوٹا تو کیا سلے گا
جو حق نہ کہے خدا سے پھر پاے | جو دم تمھین دے وہ جل نہ جاے
مٹ جاؤن جو نام ہو تمھارا | کام آؤن جو کام ہو تمھارا
دل اوسکو جو دون تو جان لے لو | اس بات کی ہان زبان سے لو
زن ایک کہ عقل سے رسا تھی | اندیشے سے تیز رو سوا تھی
خط اوسکو دیا کہ لے کے جا تو | دیوانون کا سلسلہ ملا تو
بولا کہ جواب جلد لانا | پہلے میری اجل سے آنا
یون اوڑ چلی یاسمن کی جویا | پر اوسکے لگے ہوے تھے گویا
مانند بہار آکے پہونچی | غنچے مین ہوا بچا کے پہونچی
خط کھلنے مین تھا جو خوفِ غماز | پوشیدہ کیے تھی صورتِ راز
خلوت مین جب آئی شمع محفل | خط دیکے کیا جواب حاصل
لائی تو یہ انتظار مین تھا | مے کا پیاسا خمار مین تھا
کھولا تو کھلا کہ غم کٹے گا | دریا جو بڑھا ہے پھر گھٹے گا
سختی کے عوض جو پائی نرمی | بدلی ٹھنڈک سے دل کی گرمی
پہونچا خورشید جب لبِ بام | منھ پر چھپکائے کاکلِ شام

دونون بچپن سے تھے گھرون مین
گلشن کی ہوا بھری ہر زمین

آپہونچے وہ اپنے اپنے گھر سے
جیسے طائر ادھر اودھر سے

دیدون سے طلسم شوق کھولا
خوبان پلون مین عشق تولا

بھرا وہ خیال نقش برآب
رنجش ہوئی پچھلی رات کا خواب

جو نقش کہ پہلے دلنشین تھا
جز حرف غلط وہ کچھ نہین تھا

کھٹکا نہ رہا جو خار نکلا
دل صاف ہوے غبار نکلا

کلفت ہوئی سب ہنسی سے زائل
ظلمت ہوئی چاندنی سے زائل

شادی کا حال۔ عاشق و معشوق کا وصال

شیشے کی پری کو ساقیا لا
بھر بادۂ عیش سے پیالہ

آئے پیمانہ آئے مینا
ناچے پیمانہ گائے مینا

کچھ دن جو بسر ہوے اسی طور
جام مئے عیش کا ہوا دور

ایوانون مین شاد مرد و زن تھے
میخانون مین جام خندہ زن تھے

پھولے نہ سماتے تھے گل باغ
تھی مست ترانہ بلبل باغ

کلیان مے رنگ سے بھری تھین
یا عطر کی شیشیان بھری تھین

یون تھی ہر شاخ سر جھکائے
ہو جیسے دلھن نظر جھکائے

غنچون کا وہ چیکے مسکرانا
پتون کا وہ تالیان بجانا

عشاق کے آگے گل جو پھولین
مسکی ہوئی چولیان وہ بھولین

سنبل کھولے بلا کا وہ جال
لیلی سے کہے اپ و بال ہین بال

نرگس کی بہار چشم بد دور — اور ترے نظروں سے دیدہ حور

برگ گل تر پہ شبنم اس طرح — معشوق کے لب پہ دانت جسطرح

سنبلون مین ہزارون پیچ و خم تھے — گھونگھر بالون مین اونسے کم تھے

پھیلا ہوا تھا بنفشہ کا جال — گویا حبش نے کھولے تھے بال

سب ہمسین آئین یاسمن کی — کلیان تھین حسن کے چمن کی

کمسن بیباک شوخ خوشخو — بانکی ترچھی حسین گلرو

گال اونکے کھلین تو پھول بتائین — بال اونکے اوڑین تو سانپ لہرائین

آنکھین بھونرون کیطرح کالی — قد لوچ سے نارون کی ڈالی

گلزار مین لب جو کا نشان ہون — پھولون سے نہال باغبان ہون

گوشے مین بٹھایا یاسمن کو — پنہان کیا شمع انجمن کو

اتنے مین برات کا دن آیا — خوب اسکو سجا دلھن بنایا

خلوت مین وہان خیال ہمدم — یان ہالۂ بزم و ماہ عالم

گھنگھرو وہان شور کر رہے تھے — یان دولے زدہ کر رہے تھے

گیسو وہان ابر گوہر افشان — دامن یہان مہر سان زر افشان

کانون مین جڑاؤ وان کرن پھول — باتون مین یہان چمن چمن پھول

کاجل آنکھون مین وان بلا کا — یان شوق نظارہ انتہا کا

چوٹی کے بناؤ کا وہان ڈھنگ — مسی کی بہار کا یہان رنگ

رخسارون پہ بندیون کی وان ضو — شمع عارض کی دل کو یان لو

وان رنگ حنا سے دست و پا لال — چہرہ یہان پھول سے سوا لال

وان چرخ پہ چاند سر پہ جھومر — یان غیرتِ برق طرۂ سر
وان جلوہ فزا زر چاند تارا — یان ہالۂ ماہ گوشوارا
وان نور تنون مین نورِ انجم — سر پیچ سے یان ظہورِ انجم
وان دانت مسی سے اختر شب — یان جوش کہ لب آب لین لب
وان پردے تین چھیڑ اوسکی اسکی — یان دلمین ہوس لبون پہ سسکی
وان قصر جلا سے غیرتِ طور — یان فرش ضیا سے مطلعِ نور
وان حسن و شباب غمزہ و ناز — یان جام و شراب و نغمہ و ساز
مین یمن سے کے براتی اور نوشاہ — پیارے سے چلے قمر کے ہمراہ
ہر سانڈنی آب سے روان تھی — تیزی مین مزاجِ نوجوان تھی
آئے جو نظر قدم کی رفتار — کاتب بھولے قلم کی رفتار
ہاتھی جو دکھائین اپنی مستی — چھوڑین مینوش مے پرستی
سے شرم سے آب آب ہو جائے — مستی آنکھون کی خواب ہو جائے
گھوڑے جو چلین ہوا نہ پہونچے — ابلق ایام کا نہ پہونچے
تلوار سے دم بڑھا ہوا تھا — آندھی سے قدم بڑھا ہوا تھا
نوشہ جو چلا سوار ہو کر — گردون نے پھرایا چتر سر پر
خورشید بھی ساتھ جلوہ گر تھا — نیچے مین شعاعون کا چنور تھا
مین تو یہ وہ عزیز اغیار — گھوڑے ہاتھی قفس ہوا دار
ڈنکا نوبت نشان سب ساتھ — لڑکے بوڑھے جوان سب ساتھ
دن گشت مین گزر رات آئی — چلتی پھرتی برات آئی

پھر اتنا ہجوم پیش در تھا — پلکوں کا گماں آنکھ پر تھا
رستا نہ ملے جدھر نظر جائے — تھالی پھینکو تو سر ہی سر جائے
آتشبازی وہ رنگ لائی — چھوٹی مہتاب پر ہوائی
دیتے تھے انار پھول اس طرح — کرتے ہیں حسین باتیں جس طرح
گولے کی صدا سے توپ حیران — بہرے ہوں نہیں جو رعد کے کان
بات ایک نہیں پڑی بنی ہی سے — چھپیے معشوق پھلجھڑی سے
چرخی لیلیٰ کی چشم بیباک — چکر یا بخت قیس غمناک
قلعے پہ گمان بے ستون تھا — شیریں کا دہن تھا ہر بتاسا
ہتھ پھول سے پھول باغ کے گرد — گردوں کے گال رشک سے زرد
اونچے گئے اسقدر غبارے — کچھ بڑھ گئے آسمان کے تارے
رقصاں ہوئیں رنڈیاں وہ آکر — پریوں کو نچائیں گت بنا کر
زہرہ کو یہ چوٹ یہ جلن ہو — سیکھے گانی پھر سے سُرن ہو
بلبل گلے سے بیزار جی سے — منہ بند کریں وہ گٹکری سے
گل سے بگڑیں قمر سے پرتو — خو سے نازک خبر سے مشہور
سنتے ہی وہ گھنگھروؤں کی جھنکار — لے سے لگے بخت خفتہ بیدار
تھا شادی وصل کا محل یہ — گانے میں ناچ کر غزل یہ

غزل

رہنے کو ہے دل بھی اور جگر بھی — یہ گھر بھی ہے آپ کا وہ گھر بھی
آنکھوں کی سیاہی اور سپیدی — دیکھو تو ہے شام بھی سحر بھی

باتین ہی فقط نہین ہین دیکھو
کچھ تاکتی ہے تری نظر بھی

گھونگھر بالون کے ہم بھی دیکھین
او گیسوون والے آ ادھر بھی

سر ہی نہین کاکلون سے پر خم
لنگر سے لچکتی ہے کمر بھی

چمکے کچھ ایسے گال تیرے
چکر مین ہے شمس بھی قمر بھی

درپردہ ہی تاک جھانک ہی شوق
گھونگھٹ کی ہی کچھ نہین خبر بھی

ایجاب سے تھا قبول کا ساتھ
چولی دامن کا ہوگیا ساتھ

شب کٹ گئی بہت رہی جو تھوڑی
دو موتیون کی ملائی جوڑی

دونون مئے شوق سے تھے سرمست
ہاتھا پائی ہوئی سر دست

طالب مین کشش تھی انتہا کی
صحبت ہوئی کاہ و کہربا کی

نیلا ہوا ہونٹھ ایسا چوسا
عیسی کو بنایا اوسنے موسا

بوسون سے کبود کردیے گال
انگارون سے دود کردیے گال

کھلکر جو ہوے وہ گل ہم آغوش
گھنگھرو ہوے کچھ سمجھ کے خاموش

دیکھا جو حجاب کا فتر بینا
کی شمع نے بند چشم بینا

دشوار دلون کا تھامنا تھا
شمشیر و سپر کا سامنا تھا

بستر پہ سے تھے دونون ماہ پیکر
زیر و زبر بیاض بستر

دونون مین تھی بحث علم مستی
کی ہی جو الف نے پیش دستی

تنگی سے تھی ماہی تپان سرد
سسکی سے نسیم بوستان گرد

[illegible]
وان تھے درِ بے بہا صدف مین

تھے شرط وفا مین دونون پکے — اجگ ملکے اوڑلے پیچھے چھکے
مے پی کے خمار تھا ضروری — کی نشے نے میکشون سے دوری
پھیلا جو وقت صبح کا نور — پروانہ ہوا چراغ سے دور

یاسمن کو لیکر ماہ عالم کا وطن کی جانب سفر کرنا رستے مین طوفان کے گھاٹ اوترنا

چلی گلزار کی ہوا پھر — میرے ساقی شراب لا پھر
باقی ہے بہار جام چل جائے — ایسا نہو یہ ہوا بدل جائے
وہ نخل مراد کے چمن کا — گلچین وہ بہار یاسمن کا
چھوٹے رہا آشنائے فردوس — اب خار ہوئی ہوائے فردوس
پردیس مین بو وطن کی آئی — طائر کو ہوا چمن کی آئی
بیٹھنے سے دل قرار بھولا — پہلو مین جھولتا تھا جھولا
وحشت کیا یاسمن پہ یہ داغ — بولا مجھے اب ہے خار یہ باغ
بے لطف حیات اپنے گھر تک — شادابی برگ ہے شجر تک
انسان جو ہوے وطن تو کیا ہے — دندان جو ہوے دہن تو کیا ہے
گرد اوڑ کے گر گئی پھر زمین پر — پھر گر کے اوڑ گئی شبنم تر
پتلی کو نظر کبھی نہ بھولے — دم سینے کو جیتے جی نہ بھولے
ان باپ پہ کھولتا تھا مطلب — کہنے کو چلی وہ صورت لب
دن آئی ملال سب جیسے آئے — وقت کا خیال جیسے آئے

آنکھیں نیچی اوڑا ہوا رنگ — دل بڑھ کے دہان تنگ سے تنگ
پوچھا تو کہا وہ قصہ درد — بولی کہ دل اس ہوا سے ہے سرد
بولے وہ کہ پھر یہ ہوس بس کیا — منھ کے روکے رُکے نفس کیا
کیا دل جو اوٹھا تو کون روکے — پھل کلی ہوا تو کون روکے
سمجھے کہ بہار جانے پر ہے — گلشن میں خزان آنے پر ہے
دن رات بنا نظر نظر میں — کانٹا کھٹکا جگر جگر میں
وہ خسرو ملک بیقراری — ہو نالہ داد سے یہ زاری
صدمہ یہ اوٹھاؤں کس جگر سے — ہو نور نظر نہان نظر سے
شاداب تھا باغ زندگانی — کیون پھیر رہے ہو اس پہ پانی
کیا دل ہے ثمر کہ توڑتے ہو — کیا عیب ہوں میں کہ چھوڑتے ہو
تم جان ہو جان جب جدا ہو — جسم مردہ کی قدر کیا ہو
جانو جانو نہ جانو تو خیر — مانو مانو نہ مانو تو خیر
یان آپ آنکھوں میں وان جبین پر — یان منھ پہ نگاہ وان زمین پر
منھ دیکھ کے رہ گیا شہنشاہ — سمجھا کہ رکے نہ ابر کی راہ
کیا زور سفر پہ ہے اگر سیل — کانٹوں میں نہ اٹکے دامن سیل
جو کچھ کرنا تھا ساتھ سامان — سب کر دیا ہاتھوں ہاتھ سامان
خالی کیا روشنی سے گھر کو — رخصت کیا جان کو جگر کو
روتے تھے ادھر بھی لوگ ادھر بھی — تھامے تھے کمر بھی اور سر بھی
چلمن سناٹے میں پڑی تھی — حیرت زدہ اوٹ چپ کھڑی تھی

تڑپے آپ نے اس ستم سے
چھاتی پیٹی گھڑی نے غم سے

چھائی تھی اداسی صحن بھر پر
جھاڑو سی پھری تمام گھر پر

ہاتھی پہ وہ شاہزادے کی دھج
چوٹی پہ پہاڑ کی تھا سورج

ساتھی اتنے کہ اللہ اللہ
پلٹے نہ ہوا نکلنے کی راہ

انبوہ سے بیچ میں محافہ
آہو کے شکم میں جیسے نافہ

بولا وہ کہ بولوں منہ جو پاؤں
پوچھو تو پہیلی اک بجھاؤں

بولی وہ کیا کہا کہ افسوس
بولی یہ کیوں کہا کہ مایوس

بولی کہ ہے کون ایسا بیدل
بولا وہ کہ جو کسی کو دے دل

بولی میں پا گئی اشارا
بولا تمکو جو ہو گوارا

آنکھیں جو چراؤں کیا کہیگی
معشوق ہوں سب بے وفا کہیگی

ڈر تھا کہ نہ ہو تمھیں تامل
کھٹکا تھا کہ خار ہو نہ وہ گل

جس وقت سے ملے نظر نظر سے
تیرے نہ چلیں ادھر ادھر سے

اس چوٹ سے دم مرا نہ رک جائے
ٹھوکر سے قدم مرا نہ رک جائے

بولی کرو جو خوشی تمھاری
میری پیاری تمھاری پیاری

اب دل ہی بڑے خیال سے صاف
شیشہ میرا ہے بال سے صاف

خوش ہو کے چلا وہ مثل صرصر
جا کر دختِ امیر کے گھر

پردہ در مدعا کا کھولا
نزدیک اوسکو بلا کے بولا

باہم جو ہیں دو شجر تو کیا عیب
توام جو ہوں دو ثمر تو کیا عیب

دو آنکھوں سے منھ کی آبرو ہے
دو ہونٹھوں میں کون گفتگو ہے

بولی وہ کہ سمجھی مین کہانی
بولا یہ کہ دیر کیا ہے جانی
بولی وہ کہ کیا سفر ابھی ہے
بولا بس دیر تیری ہی ہے
چل نکلی وہ دے کے ہاتھ مین ہاتھ
سائے کی مثال ہو گئی ساتھ
رشتہ الفت کا سب سے توڑا
اعضا کو بشکل روح چھوڑا
طے کرتے ہوے منازل او
اک بحر پہ لوگ پہنچے ناگاہ
تھی حالت غیظ بسکہ طاری
دریا کے لبون سے کف تھا جاری
لہر اور بھنور دکھا رہا تھا
شمشیر و سپر دکھا رہا تھا
آواز اوسکی سُننے تو ڈر جائے
پانی دریا کا رعد بھر جائے
ہلکی پتا سی ایک تھی ناؤ
جھولا جھولو جو اوسپہ چڑھ جاؤ
وہ یاسمن اور وہ ماہ پیکر
ناچار ہوے سوار اوسپر
قسمت سے چلی ہوا مخالف
کیا زور کہ بخت تھا مخالف
تھی گاہ ادھر اور گاہ اودھر تھی
گان تھی ہوا تو گیند کشتی
آخر چلکر ہوا کی صورت
ٹوٹی دل ناخدا کی صورت
دولہا تھا کہین دلھن کہین اور
جان اور کہین بدن کہین اور
ساحل پہ وہ بیقرار ساتھی
کہتے تھے الٰہی کیا ہوا تھی
کچھ منھ سے نہ بولے نہ جالے
کیون مچھلیون نے نہ کاٹ ڈالے
سوتے بھی نہ چونکا وسے خدایا
الفت سے نہ چال مین پھنسایا
موجون کو نہ آئی چاہ کی لہر
کشتی نہ ہاتھ مین ہو گیا قہر
کچھ کی نہ حباب نے بھلائی
کام آئی نہ خاک آشنائی

ساحل کچھ لب سے تو ہی کہتا — کمبخت کنارہ کش نہ رہتا
کھلتا نہیں کچھ کدھر گئے وہ — کیا موت کے گھاٹ اتر گئے وہ
دریا سے انھیں نکالتا کون — طوفان میں پانون ڈالتا کون
ڈر سے لرزاں تھی موجِ آب — حیرت سے تھا دم بخود حباب

بہتے بہتے یاسمن کا دریا کے کنارے آنا حسام ملک کا اوٹھا کر اپنے گھر لیجانا

ساقی ترے آگے ہاتھ پھیلا — چھینٹون ہی نہیں یہی ہے دے لا
بھر دے بھر دے پیالہ بھر دے — دل سرد ہے خوب گرم کر دے
گرداب کے طوق کی گرفتار — وہ یاسمن غریب و ناچار
تھی سبزۂ راہِ فوجِ طوفان — بہتی چلی مثلِ موجِ طوفان
زینت داماںِ آب کی تھی — پتلی چشمِ حباب کی تھی
نیلوفر تھے وہ پھول سے گال — ہارِ آبی تھے تر جو تھے بال
ہونٹھون کی تری اگر نظر آئے — موجِ مئے ناب خشک ہو جائے
آنچل سے خجالت اسقدر ہو — پھر دامنِ بادہ کش نہ تر ہو
پلکین دکھلا رہی تھین یکسر — سبزے پہ بہارِ شبنمِ تر
غفلت سے تھے دیدہ ہائے تر بند — غنچے گویا کہ تھے نظر بند
وارفتہ ادھر تھی موج ادھر موج — لپٹی جاتی تھی تن سے ہر موج
بے وجہ نہ تھا بھنور کو چکر — صدمے ہوتا تھا گھر پھر کر

حد سے بڑھکر تھا شوق کا جوش — ساحل کھولے ہوے تھا آغوش
آخر اسی طرح بہتے بہتے — لہرون کے تپانچے سہتے سہتے
مردہ سی لگی کسی کنارے — جا لے ہے جس گھاٹ بخت اوتارے
حاکم جو اوس دیار کا تھا — لپکا اوسکو شکار کا تھا
اوس دن اوسی رہگذر سے گزرا — یہ نور اوسکی نظر سے گزرا
دیکھا کہ بدن حباب مین ہے — مچھلی سا رداے آب مین ہے
جلوہ ظاہر تھا جسم مستور — فانوس مین شمع بزم مین نور
غواص کی طرح ہاتھ ڈالا — دریا سے برنگ دُر نکالا
آہستہ سمیٹے بال اوسنے — کھینچا پانی سے جال اوسنے
حسن نمکین سے یہ ہوا حال — بس دیکھتے ہی ٹپک پڑی رال
کچھ سانس اوسکے بدن مین پائی — تھوڑی سی ہوا چمن مین پائی
لایا دولت کی طرح گھر مین — رکھا اوسے نور سا نظر مین
تھرائی جو چشم ہوش کھولی — سہمی چلائی روکے بولی
گھر والون نے حیف ساتھ چھوڑا — جُگ لاکے کہان فلک نے چھوڑا
پنجے مین پھنسی ہون کسکے یا بخت — دیکھون ابھی رنگ لاے کیا بخت
شہزادے کی چوٹ نے جگر کا — بد رنگ تھا رنگ اس قمر کا
جھٹکے چھوٹے تھے چلتی کیا چال — ملکر کفِ دست کرتی تھی لال
دل بیخ سے بسکہ تھا فسردہ — ساکت تھی بہ شکلِ نبضِ مردہ
تھی حالتِ ضعف اتنی طاری — تھے موے بدن - بدن پہ بھاری

شک چہرے پہ زرد پھول کا تھا — قد پیڑ مگر ببول کا تھا
حاکم بیٹھا تو جل اوٹھی وہ — تاکا تو نظر بدل اوٹھی وہ
چاہا جو کرم تو قہر پایا — مانگی جو شکر تو زہر پایا
پردا و سکو ہوئی چلا وہ جو چال — ایسا ہوا زچ کہ تنگ تھا حال

ساتھ والیون کا ترس کھانا۔ مان کو سمجھانا۔ آخر مشتری کا قید کی زنجیر سے چھوٹ جاتا

دے اے ساقی شراب جوش — بیہوشی نشہ ہے مرا ہوش
مے ہے میکش کی زندگانی — جیسے مچھلی کی جان پانی
کچھ ذکر بھی تھا کبھی کسی کا — کیا نام تھا مشتری کسی کا
ہان وہ قیدی کی کھونے والی — ہان ہان وہی قید ہونیوالی
خاموشی مین دم وفا کا بھرتی — مجبوری مین غم جفا کا کرتی
سوچ آکے پڑا جو رات دن کا — ایسی ہوئی زار جیسے تنکا
ملنے کا جو اتفاق ہو جائے — سر کے بالون مین آپ کھو جائے
کہنے لگین ساتھ والیان سب — افسوس کہ دن سے تم ہوئین شب
تن خشک ہوا ہے رنگ کالا — پانی پہ پڑا ہو جیسے پالا
کاکل تھی بلا مگر نہین اب — شمشیر جفا نظر نہین اب
ہونٹھون مین وہ بات اب نہین ہے — تھوک آب حیات اب نہین ہے
ابرو لیتے تھے پہلے جانین — اب ہین اوتری ہوئی کمانین

گل تھے کبھی گال اب ہین کوے ۔۔۔ غصے سے جو چھو لین تو ہان پھپھولے
زردی سے ہوا ہی رخ تمھارا ۔۔۔ اک انبۂ خشک لو کا مارا
گیسو بے تیل کے ہین روکھے ۔۔۔ ٹکڑے کسی بیل کے ہین سوکھے
لب پہلے تھے لال اب نہین لال ۔۔۔ شاید پانون کا پڑ گیا کال
بے حسن شباب خشک با دل ۔۔۔ بے عیش حیات بے مزہ پھل
ٹیڑھی ہے جنون کی راہ چھوڑو ۔۔۔ سیدھی ہو جاؤ آہ چھوڑو
آنکھون کو رولائے گا یہ رونا ۔۔۔ ہاتھ ان سے دھولائیگا یہ رونا
غم کوئی غذا نہین کہ کھاؤ ۔۔۔ کچھ چوٹ ہوا نہین کہ کھاؤ
ہے قید سے چھوٹنے کی گر چاہ ۔۔۔ ہو چاہ مین باؤلی نہ للہ
سوچی وہ کہ پیچ سے نکلیے ۔۔۔ زنجیر کٹے وہ چال چلیے
غم دل مین نہان ہو لطف یہ ہی ۔۔۔ جسطرح سبوئے مین نشۂ مے
کہنے لگی مجھ مین دم نہین اب ۔۔۔ طاقت سر کی قسم نہین اب
تنکا رکھدو تو سر مین خم آے ۔۔۔ پتا سی اوڑون ہوا جو چھو جاے
در گور وہ جسکی چاہ پھر ہو ۔۔۔ توبہ ایسا گناہ پھر ہو
وہ ایک تو کیا ہزار انسان ۔۔۔ ایڑی چوٹی پہ میری قربان
ہنسنے لگین رنج سب گئین بھول ۔۔۔ کلیان کھل کھل کے ہوگئین پھول
چڑیون کیطرح اوڑین وہان سے ۔۔۔ گویا ہوئین آ کے اوسکی مان سے
اب یہ خواہش ہے مشتری کی ۔۔۔ پرچھائین نہ دیکھے آدمی کی
غیرت جو اوڑ گئی تھی آئی ۔۔۔ دولت جو کھو گئی تھی پائی

لیکن اب وہ پری نہین ہے
ایسا کیا غم نے زار اوسکو
زنجیر مین قفل سی پڑی ہے
گل کھو کے نصیب مین ہے داغ اب
یہ سنکے اوٹھی وہ درد کی طرح
آئی تو یہ تھی شکستہ احوال
دیکھا تو ہے کونے مین وہ ناچار
ملکر ہوئین اشکبار آنکھین
زنجیر جنون کو کاٹ ڈالا

اور ہو بھی تو مشتری نہین ہے
دو اوڑ کے گرے جو منھ سے پھونکو
زنجیر کی وہ بھی اک کڑی ہے
بجھنے کے قریب ہے چراغ اب
چلتی ہوئی آہ سرد کی طرح
ٹوٹا ہوا جیسے زلف کا بال
جیسے مکڑی کے جالے کا تار
چوکا ہوئین ہوکے چار آنکھین
دل زلف کے پیچ سے نکالا

گھر بار چھوڑ چھاڑ مشتری کا نکل جانا صبح کو گھر والیون کا چکرانا

کس نے ابتک سنا ہے توبہ
فلق افلاس کے ہین ساقی
جب دور ہوئی بلائے زنجیر
الفت کی ہوا کا آیا جھونکا
کٹ کٹ گئی تھین لپٹ کے آئین
دیکھی جو پری کی چال پائی
وحشت نہین اب سنبھل گئی ہے

کیسی توبہ الٰہی توبہ
پھر رند نہین جو دم ہے باقی
چمکی پھر مشتری کی تقدیر
جھرمٹ ہوا ساتھ والیون کا
ہٹ ہٹ گئی تھین سمٹ کے آئین
سمجھین وہ کہ آدمیت آئی
گرمی نہین رت بدل گئی ہے

کیا جانین کہ دل بھرا ہی کدھر سے
یہ نیک بنی خیال بد سے

موقع پایا تو لائے گی راگ
موسم آیا تو کھیلے گی پھاگ

ظاہر سے یہان جدا تھا باطن
رنگِ برگِ حنا تھا باطن

دن بھر یہ دعا کہ رات آئے
شب بھر یہ دعا کہ گھات پائے

رہ رہ گئی تول تول کر پر
سو بار سمیٹے کھول کر پر

اک شب جیسے کہ چشمِ بے نور
یا تھی بختِ سیاہِ مہجور

چمکین لیکن چمک نہ سوجھے
تارے کیا چاند تک نہ سوجھے

لب ایسے نہ ہون مسی سے کالے
گیسوئے سیاہ سر جھکالے

دیکھا جو شمع سب ہین غافل
آہستہ اوٹھی بصورتِ دل

پھرتی ہوئی شمع کی نظر سے
مثلِ برکت اوٹھی وہ گھر سے

تھا تیز روی پہ جسم کو ناز
جس سے پھٹکی پرون کی آواز

کوسون پیچھے ہوا اس چھوٹے
شمشیر ہوا کے پاؤن ٹوٹے

ہوتے ہی سفید شب کی کاکل
جنگل مین لیبی وہ صورتِ گل

وان گھر مین سحر کو ہو گئی بھول
جو تھی گھر مین وہ زندہ در گور

مان بولی وہ [illegible] ہائے
مٹھی ہوئی خالی زر نہین ہائے

وہ سانس نہ تھی نکل گئی کیون
کچھ پھانس نہ تھی نکل گئی کیون

سب گھر مین ہین وہ نہین یہ تقدیر
بازی ہوئی گنجفے کی بے میر

شمعین کئی پہرے پہ کھڑی تھین
آنکھین انکی بڑی بڑی تھین

سب اپنی جلن مین جل جائین
اللہ کرے ابھی پگھل جائین

بولا نہ پلنگ وہ اوٹھی جب
چولین ڈھیلی کرونگی مین اب

جی چھوڑ کے جستجو کی ٹھانی
رستے رستے کی خاک چھانی

چوبائی ہوا سے شرط بدکر
کھائے چارون طرف کے چکر

بدلی تھی کہ روتی اور پھرتی
بجلی تھی کہ جلتی اور گرتی

جز خاک نہ ہاتھ مین کچھ آیا
جز داغ فراق کچھ نہ پایا

تھا تلخ مزہ جو زندگی کا
دل ہو گیا زندگی سے پھیکا

بہتے بہتے ماہ عالم کا ایک جنگل مین نکلنا اور مشتری کا ملجانا مشتری کا یاسمن کی جستجو کو چلنا اور پا کر اوڑا لانا

کشتی مے کی جو چلا کے ٹوٹی
ساقی سمجھا کہ جان چھوٹی

لیکن ساقی کے سر پڑے رند
چھٹ ہی کے گھاٹ اوتر پڑے رند

وان یاسمن اور ہوائے بیداد
شہزادے پہ یان پڑی یہ افتاد

تختے پہ کسی طرف بہا یہ
گویا تخت روان پہ تھا یہ

دریا مین بھی تھا شکوہ شاہی
سکہ بیٹھا تھا تا بہ ماہی

تاج اوسکے لیے حباب لایا
تھان آب روان کا آب لایا

موجین نہ تھین گرد اوسکے راہی
ہمراہ تھے فوج کے سپاہی

بہتا ہوا دور جا کے نکلا
جنگل مین کنارہ پا کے نکلا

چھوٹے بھی تھے پیڑ اور بڑے بھی
بوٹے بھی تھے دیو اور کھڑے بھی

سایہ وہ گھنا کہ کچھ نہ سوجھے
مشکل کہ سمجھ پہیلی بوجھے

کھلے سو ٹھوکر بن نہ جبتک | دل سے پہونچے نہ حرف لب تک
ظلمت میں مثل سواد دیدہ | شکل مردم بلا رسیدہ
وان جادۂ خاک خاک پر بار | وان خوشۂ تاک تاک پر بار
وان مرغ کو مرغ ہی کے پر تیر | وان شاخ کو شاخ ہی تھی شمشیر
وان نہر کا آب آب خنجر | وان سبزے کی نوک نوک نشتر
وان خار نگاہ چشم حاسد | وان پھول کا رنگ خون فاسد
میدان مین دھوپ اگر پڑی تھی | تلوار کی آنچ سے کڑی تھی
اوس سے تب ہجر کو جلن ہو | جلکر کوئلا بشر کا تن ہو
جلنے سے ہوا مین اک چمک تھی | گویا شعلے کی وہ لپک تھی
بالو کمبخت اس قدر گرم | ہو سنگ بھی جل کے موم سے نرم
جو اوسمین پڑا یہ اوسنے جانا | جلتے ہوے بھاڑ مین ہے دانا
دن بھر تو پھرا کیا ہوائی | شب مثل بلا جو سر پہ آئی
اندیشے سے مثل مرغ اوڑے ہوش | بیٹھا سر نخل خانہ بر دوش
کودا دم صبح پیڑ پر سے | پھل جیسے ٹپک پڑے شجر سے
کھانے لگا مثل بخت چکر | پھرنے لگا جسطرح پھرے سر
چمکا تقدیر کا ستارا | آئی نظر ایک ماہ پارہ
ایک ایک انگل پہ پانوں دھرتا | پاس اوسکے گیا وہ ڈرتا ڈرتا
صورت پہ جو کی نظر پری تھی | اپنے یوسف کی مشتری تھی
چومے اوسنے قدم بشر کے | صدقے ہوئی پھرکے گرد سر کے

حیران حیران ہوے بغلگیر | جیسے آئینہ اور تصویر
بولا مجنون کہان کہان تو | کیون رنگ کیطرح ہی روان تو
کیون ہی گردش مین صورتِ چاک | چھلنی نہین چھانتی ہی کیون خاک
پتھر پڑین تیرے اس جنون پر | لے اس جنگل مین خاک پتھر
یان لالۂ دشت قلب بیدین | یان چشمِ غزال چشمِ بددین
یان بادِ صبا پیامِ آفت | یان سبزۂ راہ دامِ آفت
تو کانٹا ری تجھے کسی نے | نشتر کا نشتر سے نازکی نے
ہے آگ یہان کی بادِ صرصر | گر شعلہ کے چلنے سے بچے پر
جب سانس کے ساتھ شعلے آئے | اللہ ہی جان کو بچائے
بولی کہ ہی بحرِ عشق کو جوش | ہون صورتِ موج خانہ بردوش
بس چھیڑ نہ اے عزیز اللہ | یوسف کی قسم ہی تیری ہی چاہ
قسمت سے ملا حبیب میرا | طالع میرے نصیب میرا
تو اپنی تو سرگزشت کچھ کہہ | نیرنگِ قیامِ دشت کچھ کہہ
بولا وہ کہ جان کھوکے آیا | مین بحر سے ہاتھ دھوکے آیا
فردوس سے گل وہ لیکے چلنا | خسرو کو وہ داغ دیکے چلنا
ہونا طرفِ وطن وہ راہی | کشتی کی وہ بحر مین تباہی
وہ دشتِ امیر اور وہ اختر | داغ ادبلی جدائیون کے دلپر
دونون کا کنارے چھوٹ جانا | دونون آنکھون کا پھوٹ جانا
یکسر کہی سرگزشتِ فرقت | دکھلائے وہ خارِ دشتِ فرقت

بولی وہ کہ عیش و غم ہیں تین ساتھ — دو یاروں کا جیسے ہاتھ میں ہاتھ
امید ہے دم کے ساتھ باقی — مے پھر ملے زندہ ہے جو ساقی
کیا عمر ہے عیش کا زمانا — جس کا ممکن نہیں پھر آنا
تدبیر سے کام چل ہی جائے — مے کھینچنے پہ جام چل ہی جائے
ہے منھ میں زبان بولنے کو — ناخن ہیں گرہ کے کھولنے کو
جی کو کوئی کڑی پڑے نہ ہارے — نکلے پتھر سے لعل پیارے
میں ہوں سرگرم جستجو یہ — سورج کی روش پھرونگی دن بھر
رات آکے یہیں بسر کرونگی — دیکھوں گی یہ رخ سحر کرونگی
اپنے اللہ کی قسم ہے — دم ڈھونڈھے لوں جو دم میں دم ہے
شب بھر رہتی قریب پہلو — جیسے گیسو کے پاس گیسو
تڑکے مثل نسیم چلتی — آگے خورشید سے نکلتی
موقع پہ بدلتی وہ نیا روپ — سایہ بنتی کہیں کہیں دھوپ
دیکھا کسی گھر کا در اگر بند — سمجھی کہ یہیں ہے وہ نظر بند
جالی سے غبار بنکے پہونچی — یا دھوپ کی طرح چھن کے پہونچی
پھرتی رہی رات دن وہ دلسوز — گھر گھر گئی صورت شب و روز
آوارہ برنگ بو ہوائی — جس غنچے میں یاسمن تھی آئی
سب شہر بسا تھا اوسکی بو سے — پردہ ہوا فاش گفتگو سے
باتوں باتوں جو بات پائی — شب کے پردے میں گھات پائی
پہنا رخت بشر پری نے — لی ہج کی راہ مشتری نے

کانون سے سُنا محل مین کچھ شور | چھپکر جھانکی وہ جس طرح چور

دیکھا کہ اکیلی رو رہی ہے | سوچی یہ کہ ہو نہو وہی ہے

زینے کیطرف بڑھی دبے پاؤن | سائے کی روش چڑھی دبے پاؤن

ملنے کا جو کُھل گیا کچھ انداز | ظاہر ہوئی کھلکے صورت راز

ظلمت سے عیان ہوئی وہ اس طرح | سر کے بالون سے مانگ جس طرح

تسلیم جو کی جواب پایا | غمدیدہ اوٹھی لپٹ بٹھایا

پوچھا کہ لقب کہا پریشان | پوچھا کہ سبب کہا کہ طوفان

پوچھا مقصد کہا کہ پانا | پوچھا مطلب کہا ملانا

اپنی کے عوض کہی پرائی | اولٹی گنگا غرض بہائی

سُن ہو گئی وہ کہ بات کیا ہے | یہ پیچ چلی تو گھات کیا ہے

پتیائی کہ داغ دے نہ پھول | ایسا نہ ہو یہ چراغ ہو گُل

یون ڈر گئی وہ فصد سے جیسطرح | دل ہل گیا پھل ہوا سے جسطرح

نبضین جو بدن کی چل رہی تھین | سب دل کیطرح اوچھل رہی تھین

کہنے لگا ماتھے کا پسینا | چھالے رکھتا ہے آبگینا

ایسا کچا تھا چہرے کا رنگ | آنسو جو بہے تو دُھل گیا رنگ

دیکھا دیکھی ہوئی یہ صورت | اِک مٹی کی جیسی مورت

اوس نے پوچھا کہ نام کیا ہے | اوس نے پوچھا کہ کام کیا ہے

یہ اور بڑھی تو ہٹ گئی وہ | پیچھے سے اتر کے ہٹ گئی وہ

دن کی پوچھی تو شب کی کہدی | سر کی پوچھی تو لب کی کہدی

بولی یہ کہ ہوش مین ٹک بس آؤ / ایسی تھی نہ پر کٹی اوڑاؤ

صورت ہی یہ اور ہی کہین کی / لینا نہ ذرا نہین نہین کی

اتنا تو ڈرتے ہونگے لڑکے / تھامو دل کو بہت نہ دھڑکے

رونے کو پڑی ہین اور راتین / تجھ سے کرو پہلے ہنس کے باتین

جگ یا ہے اکیلی نرد بہتر / جوڑی کہ گہر ہے فرد بہتر

بولی کہ اکیلی نرد کٹ جائے / ہو فرد گہر تو قدر گھٹ جائے

بولی اتنا مجھے بتا دو / جوڑی جو ملاؤن مین تو کیا دو

بولی مرے پاس صرف دم ہے / اور اسکے سوا جو ہی تو غم ہے

بولی مری جان دم نہ دو تم / اور غم کا تو نام اب نہ لو تم

سو باتون کی ایک بات سن لو / چپکے سے زبان مجھ کو دے دو

بولی کہ نہ دونگی یون زبان مین / کھیلی نہین کچی گولیان مین

کیون مانگتی ہو زبان کیون جی / کیا لے کے زبان چاٹ لوگی

آخر کیون مین زبان کھو کر / گونگی بنون بے زبان ہو کر

انجان کو کوئی جانے بوجھے / آنکھین کھلین اونچ نیچ سوجھے

جب تک مین بات پا نہ جاؤن / دھڑکا ہے کہ منھ کی کھا نہ جاؤن

بولی مین دلشکن نہین ہون / تم مجکو نہ جانتا نہین ہم جان

صندل ابھی درد سر کا ہونگی / مرہم زخم جگر کا ہونگی

بولی نہ ستاؤ بکتی ہو کیون / زخمون پہ نمک چھڑکتی ہو کیون

صندل کو لگاؤن آگ جل جائے / مرہم پڑے بھاڑ مین پگھل جائے

تھا تھوڑے دنون سے دل پھپھولا　　اب تم نے کیا جلا کے کولا
جو بات ہے وہ ٹھاؤ کی ہے　　ہر چال تمھاری داؤ کی ہے
بے سمجھے یہ سمجھون کس طرح مین　　دل اور زبان ایک ہی ہین
بولی اللہ ری بدگمانی　　ہین پا گئی داد جانفشانی
موقع تو یہ میل جول کا ہے　　تم جنگ پہ تل پڑین یہ کیا ہے
بخت آج تمھارے آگے لایا　　انسان کے پیرہن مین سایا
بولی کہ یہ باتین کون جانے　　آپ آئین پہیلیان بجھانے
سایہ کیسا شجر نہین تم　　دامن نہین ابر تر نہین تم
بولی اجی دیکھو مین پری ہون　　شہزادے کی لونڈی مشتری ہون
مینے تمھین ڈھونڈھنے کو جانی　　ساری دنیا کی خاک چھانی
در در گئی رہگزر کی صورت　　گھر گھر پہونچی سحر کی صورت
بو ہو کے بسی مین ہر چمن مین　　آئینہ بنی ہر انجمن مین
فردوس ہے کیا چمن تمھارا　　کیا نام ہے یاسمن تمھارا
بولی ہان اب زبان لے لو　　بولی ابھی گالیان تو دے لو
اک بات کہون جو مان لو تم　　بندی کو کنیز جان لو تم
اچھا کی صدا دہن سے نکلی　　بو غنچۂ یاسمن سے نکلی
آخر پوچھا کہ کچھ خبر ہے　　وہ ماہ اے مشتری کدھر ہے
بولی کہ پڑا ہے دشت سے کام　　مانند ہوا ہے گشت سے کام
وہ دشت ہوا جہان کی مسموم　　یا بوم وہان ہین یا ہین قوم

پتوں کا جو کوئی پیڑ پائے | تو پیٹ کی آگ وہ بجھائے
تن ضعف سے خار پیرہن میں | رخ گرد سے چاند ہے گہن میں
پہلو میں نہیں قرار دم بھر | دل ہے گویا گھڑی کا لنگر
بولی پھر اب کہا کہ چلیئے | بولی کیونکر کہا سنبھلیئے
یہ کہہ کے بدل کے رخت اپنا | اوڑ کر لے آئی تخت اپنا
بیٹھیں سر تخت دونوں اسطرح | دو آنکھیں ہوں ایک رخ میں جسطرح
شمعیں دو تھیں مگر لگن ایک | تھے پیڑ تو دو مگر چمن ایک
وہ تخت اوڑا وہاں سے اسطرح | چھپتے ہوئے رخ کا رنگ جسطرح
چلنا تھا وہی وہی تھا آنا | کیا دور تھا تیر سے نشانا
دیکھا تو پڑا ہوا تھا غمناک | نقش کف پا سا تھا سر خاک
حیرت زدہ پتلیوں سے دیدے | میخانوں کے بدلے بتکدے تھے
پر گرد تھا بسکہ چہرے کا خط | گویا کہ خط غبار تھا خط
قد اور رگوں پہ کہنے والا | ہندسے سو کھے شعر میں جالا
گیسو جو چکٹ کے مل سے گئے تھے | کچھ سانپ سمٹ کے مل گئے تھے
جب وہ آواز پر نہ بولا | جوڑا اس نے تب اپنا کھولا
رونے لگی بیٹھ کر یہ گلرو | آنچل کی ہوا تو بالوں کی بو
گل گال گلاب تھا پسینا | چھڑکا وہیں گالوں کا پسینا
بیدم کو جو ہوش یوں نہ آیا | لب پر لب رکھ کے سر ہلایا
غفلت لب کے اثر نے کم کی | کچھ تب عناب تر نے کم کی

آنکھین جو کھلین نصیب جاگے — اقبال تھا سر پہ دولت آگے
کرنے لگی مشتری اشارے — ہے عید کا چاند منھ تمھارے
جنکو گھیرے تھی یاس کی شکل — الجھا ہوے پھر حواس کی شکل
و دیکھے کے دن وہ غم کی راتین — نکلین دونون مین پچھلی باتین
پالا جسکو پڑا تھا جس سے — اسنے کہا اوس سے اونے اس سے
لب وا جو ہوے تو عقدہ وا تھا — بٹ کے در کھلے تو پردہ کیا تھا

اختر کا ایک شہر مین گزر۔ زہرہ پر عشق کی نظر۔ زہرہ کی چاہ اختر پر لگاوٹ کی نگاہ۔ ساحر کا ہجر کے خیال سے ڈرنا زہرہ کو طلسم کے برج مین قید کرنا

خوش خوش بیٹھے ہین پینے والے — ساقی کے گلے مین ہاتھ ڈالے
دل ٹوٹے دختر رز سے اُنکا — دینے لگی زلف موج جھٹکا
وہ تاجر راہبر وہ اختر — وہ دُختر امیر اور وہ لشکر
سب یاس کے گھاٹ اوتر کے روئے — ساحل سے کنارہ کر کے روئے
آنکھین یون آنسوون سے پُر آب — ساون بھادون کے جیسے تالاب
دن ہو یا شب سحر ہو یا شام — گردش اُنکو برنگ ایام
داغون سے بدن فلک کیصورت — کانٹون سے بدن پلک کیصورت
چکر مین ادھر تھا ایک ادھر ایک — تھا سوزن ساعت اونین ہر ایک
سب بادہوائی کرتے تھے گشت — اک شہر ملا جو چھٹے ہوا دشت

یون شہر مین پہونچے چلنے والے — تا گوش رسا ہون جیسے نالے

اختر گزرا جو رہگزر سے — گزری اک مہ لقا نظر سے

اوس ملک پہ حکمران وہی تھی — اوس خاک پہ آسمان وہی تھی

زہرہ مشہور دیس مین وہ — تھی حور انسان کے بھیس مین وہ

کاکل وہ بلا کہ بڑھ کے دل لے — وہ مانگ کہ سر پہ چڑھ کے دل لے

تھی مانگ کہ راہ کجلی بن کی — سرحد یا جبین اور ختن کی

ماتھے کی چمک سے ماند سورج — دونون رخسارے چاند سورج

تلوارین بھنوونکی کاٹ مین طاق — دیدے دونون بلا کے قزاق

ایسی دنیا مین ہوگی کم ناک — تھی عطر گلاب کی قلم ناک

تنگی سے کھلے دہن بہ مشکل — پھر بھی نکلے سخن بہ مشکل

نیچے اوپر جو دونون لب تھے — زیروزبر کلام رب تھے

دانت اوسکے تھے صاف سرخ تھے لب — ہیرے کے تھے دانت لعل کے لب

گالون مین تھی جوش پر جوانی — جیسے ہانڈی مین گرم پانی

چہرہ اوس کا تھا آفتابی — ہلکا بادل لباس آبی

حیرت تھی کہ لوچ کسقدر ہے — یہ بال کمانی یا کمر ہے

دیکھا تو نظر لڑی غضب کی — برچھی سیدھی پڑی غضب کی

کاکل بولی کمند ڈالو — چتون بولی کہ دل اوڑالو

زہرہ کا بھی کچھ سے کچھ ہوا حال — ٹپکی اختر کی شکل پر رال

کیا اوسنے فقط نظر سے دیکھا — دل سے دیکھا جگر سے دیکھا

پھیلی اس طرح غم کی تاثیر
جیسے رگ رگ مین سم کی تاثیر

دل پر کھائی نگاہ کی چوٹ
گھر کو چلی لے کے راہ کی چوٹ

راہی وہ ہوئی وہین تھما یہ
لوٹا سا زمین پر جما یہ

بیٹھا بیچارہ رہگذر پر
جس طرح گدا سخی کے در پر

جو سر کہ تھا اوج سے ہم آغوش
اب خاک پہ تھا بشکل پاپوش

کیا عشق کا ولولہ نہان ہو
ہو آگ جہان وہان دھوان ہو

یون داغ جنون کے سر پہ چمکین
جیسے جگنو شجر پہ چمکین

لوگون کو ملے نئے شگوفے
غنچون مین کھلے نئے شگوفے

ساحر کوئی زہرہ پر فدا تھا
قیدی الفت کے چاہ کا تھا

کھائے ہوئے دل پہ عشق کا داغ
شیدائے بہار لالہ تھا زاغ

شہرت نے جو چین اوسکا کھویا
بادل کی طرح گرج کے رویا

سوچا وہ کہ بھڑکی عشق کی آگ
لائی زہرہ تو یہ نیا راگ

اختر جو اوڑا کے اوسکو لیجائے
چڑیا سونے کی ہاتھ سے جائے

زہرہ کو کیا فسون کا پابند
اک برج طلسم مین کیا بند

روشن تھی فسون کی لاگ باہر
تھی خاک اندر تو آگ باہر

شعلون مین طلسم کے اکیلی
لالے کی چمن مین تھی چنبیلی

زہرہ وہان سر سے پاؤن تک درد
اختر یہان گرم نالہ سرد

وہ خاک نشین وہان فسون سے
یہ خاک بسر یہان جنون سے

وہ برج مین جیسے سر مین سودا
یہ سکتے مین جیسے نقش دیبا

مشتری کا جستجو مین جانا۔ اختر دخت امیر اور سب بچھڑے ہوؤنکو پانا۔ شہزادے کے پاس آنا۔ سب کو باہم ملانا

ساقی بھی نہان ہے اور مے بھی — آخر کچھ میکدے مین ہے بھی
دیکھو دیکھو وہ آیا ساقی — لایا وہی چیز لایا ساقی
اختر کی اودھر پری تھی جویا — یوسف کی وہ مشتری تھی جویا
اڑتی پھرتی تھی یون وہ بے صبر — جس طرح ہوا پہ لگے ابر
مثل تار شعاع خورشید — ہر سمت نگاہ چشم امید
بازو جو تھکے زمین پہ اوتری — تب تھی گویا کہ چڑھ کر اوتری
رفتہ رفتہ پری پیادہ — پہونچی ساحل پہ مثل جادہ
نقش کف پا تھے رہبری کو — لائے اوسی شہر تک پری کو
اختر کا سنا جو ہر طرف نام — سمجھی کہ سحر ہوئی مری شام
یہ رنگ اوسی عشقباز کا ہے — نغمہ اپنے ہی ساز کا ہے
دل مین لیکر سنی سنائی — پوچھا پاچھا تپے پر آئی
دیکھا اختر غریب غمناک — ذرے کی مثال ہے سر خاک
بال اولجھے ہوے طبیعت آسا — میل و نمین پرون مین جیسے لاسا
تنگ ہو صد چاک پیرہن پر — پرہین کسی مرغ کے بدن پر
سر شکل ثمر جھکا ہوا تھا — دم مثل قدم رکا ہوا تھا
پھر دخت امیر سے ملی وہ — سمجھی کہ ہے پیکر گلی وہ

پتلی نہین ٹھیرتی تو دم نہین ہے — زلفین نہین بٹین خم نہین ہے
رخ کہنے کو گل مگر نہین تاب — لب نام کو لعل ورنہ ہین سنگ
بے رونق ماتم غم سے تھا رخ — اوترا ہوا دائرہ تھا یا رخ
رنگت تھی تو سب بے نمک تھی پھیکی — آنکھین بیمار تھین کبھی کی
سالی بھی جو ہم پہ سے تھے سطرح — کنکر پتھر زمین پہ جسطرح
بھائی ... جو منہ سے بولی — خاطر کی گرہ زبان سے کھولی
شہزادے کی کہکر اونکی سنکر — اختر کے جنون پہ سر کو دھنکے
بولی نالان نہ مثل نے ہو — ہے مرحلہ کون جو نہ طے ہو
نکلا ما کیتک قدم کو روکے — ہچکی تا پہ سند دم کو روکے
تم دیکھو تو ہجر و وصل دکھلا مین — لب دم مین جدا ہون دم ملا ہین
گردش سے ہوا ہوئی وہ اوڑکر — لی دشت کی راہ مثل صرصر
شہزادے تک آئی آئی آئی — روتی گئی مسکراتی آئی
یون آئی وہ جسطرح شب وصل — مابعد خزان بہار کی فصل
پوچھا پایا کہ کر آیا — گھر گھاٹ اوسے ملنے کا نہ پایا
سوکھے دھانون پڑا جو پانی — پائی نئے سر سے زندگانی
شب بھر جو رہی ہوا سحر کی — لی نور کے تڑکے راہ اودھر کی
آنا تو نہ چل سکے قلم تیز — جلاد کا خنجر اون سے کم تیز
جز سایہ نہ دے سکا کوئی ساتھ — گرتا پڑتا رہا یہی ساتھ
پہونچی وہ پری جو ساتھ لیکر — باہم ملے دونون ماہ و اختر

اچھا کیا سب کو یون خدا نے جسطرح انار مین ہون دانے
مل مل کے وہ مدتون کے چھوٹے ایسے پھولے کہ بند ٹوٹے

اختر کی بیچینی اور شہزادی کا سمجھانا مشتری کا فقیر کو پاس سے لوح لانا

اختر کا لوح لیکے جانا ساحر کو مار کے زہرہ کو قید طلسم سے چھوڑانا

بے مے نہ جئین گے رند ساقی واللہ نہ جئین گے رند ساقی
ہنس دے چین جبین سے حاصل ہان کہ منہ سے نہین ہی حاصل
آئینہ ہوا جو رازِ ہمدم آیا چمک مین ماہِ عالم
دیکھے اختر کے داغ اوسنے جلتے پائے چراغ اوسنے
بولا کہ ارے سڑی نہ ہو تو جی ہی تو جہان جی نہ کھو تو
دل جا کے نہ ہاتھ آئے گا پھر کچھ قرض نہین کہ پلٹے گا پھر
دانائی نہین کہ سم کو چکھیے دلدل مین قدم کبھی نہ رکھیے
کیا داغ ہے زر کہ کام آئے کیا غم ہے ثمر کو کوئی کھائے
لے جان کہ سوچ جی مین چھپکے کھن والے کو کھلے چپکے چپکے
یان پند زبان پہ تھی وہان آہ یان جان عزیز تھی وہان چاہ
بولا کہ نہ بولو دل ہے غمناک مرجھائی ہوئی کلی کھلے خاک
اب تو لگی ہے پلٹے سر جائے وہ تپ نہین عشق جو اوتر جائے
مارا دل پر نظر نے بھالا جادو آنکھون نے مجھپہ ڈالا
گیسو مین بلا کیطرح گھیرے چوٹی پیچھے پڑی ہے میرے

وہ رنج و غم اب سبھی دور ہووے
اپنی بیٹی حضور کھووے

بولا کہ طلسم ہے بلا کا
شعلون سے گذر نہین ہوا کا

اس آگ مین کون آدمی جاوے
دوزخ مین نہ کوئی جیتے جی جاوے

بولا کہ بلا کا ڈر کہان تک
پتے کو ہوا کا ڈر کہانتک

آتی ہے بلا تو کٹتی بھی ہے
بڑھتی بھی ہے رات گھٹتی بھی ہے

کاکل کالی بلا ہے لیکن
ہون موے سیہ سفید اک دن

تھی دفتر عقل مین پری فرد
سمجھی کہ نہ جائے بے دوا درد

بے آب ہوے اک تشنگی دور
بے مے نہ مٹے خمار مخمور

ہم قوم تھا ایک صاحب دل
عالم زاہد فقیر کامل

پیشانی صاف آب کوثر
داغ سجدہ حباب کوثر

گونگا بولے جو لب ہلاوے
پتلی کو نگاہ سے جلاوے

عقدہ کرے حل ذہن جو کھولے
زندہ کرے موت کو جو بولے

گھر اوسکا تھا دامن جبل مین
وہ لعل تھا سنگ کی بغل مین

بادل کی طرح اوڑی ہوائی
پاس اوسکے وہ مثل صبر آئی

آئینہ تھا قلب صاحب فن
اندھیر کا حال سب تھا روشن

منہ کھلتے ہی در کھلا سخن کا
کھویا باتون سے درد جی کا

دی لوح کہ وہ طلسم ہو گرد
ہوا آتش سحر مثل گل سرد

یون لیکے روان ہوئی وہ بیتاب
جسطرح روان ہو کوہ سے آب

غم لیکے گئی تھی عیش لائی
غنچہ گئی پھول ہوکے آئی

اختر نے وہ لوح پا کے لی راہ ۔ جڑ سحر کی کاٹی صورتِ کاہ
قفلِ بابِ طلسم توڑا ۔ دوزخ کو ارم بنا کے چھوڑا
دیکھا تو نہ وہ فسون نہ وہ لاگ ۔ گلزارِ خلیل ہو گئی آگ
ساحر پہ پڑی جو چوٹ بھاری ۔ فی النار تھا ایک پل مین ناری
نکلی جو برنگِ کہکشان راہ ۔ زہرہ نکل آئی صورتِ ماہ
رہ رہ کے جگر سنبھالتی تھی ۔ رک رک کے کمر سنبھالتی تھی
سسکی لب پر شکن جبین پر ۔ آنچل منہ پر نظر زمین پر
گردن نہ اوٹھا سکی وہ گلفام ۔ احسان کا بوجھ شرم کا نام
پوشیدہ غبار سے تھی صورت ۔ جیسے خاطر ہو پر کدورت
دکھلاتے تھے بال اوسکے اوڑ کر ۔ اوڑتی ہوئی ناگنین ہوا پر
بو اپنے چمن مین پھر کے آئی ۔ روح اپنے بدن مین پھر کے آئی
مہمانون کو لائی پتلیون پر ۔ دولت یہ بڑھی کہ بھر گیا گھر
ہمچشم سے ملے جو تکتے تھے راہ ۔ آئے وہ عزیز جنکو تھی چاہ

عاشق و معشوق کا وصال یعنے زہرہ اور اختر کے عقد کا حال

ساقی آ میکدے کا در کھول ۔ خم صلوٰت بہ چشمِ فتنہ گر کھول
مے پینے کو رند آ ڈٹے پھر ۔ چلو چلو ابھی سے بٹے پھر
جب بیچ مین لپٹے آئی زہرہ ۔ کچھ اور ہی راگ لائی زہرہ
دھو دھا کے جو صاف کر لیا تن ۔ چمکی وہ نکھر کے جیسے کندن

سائے سے بدن کے دھوپ پھیلی
رخ صاف تھا آرسی تھی میلی

جب گوندھ کے اوسنے چھوڑی پٹی
ناگن صحن چمن مین لوٹی

رنگین کئے دونون لب مسی سے
روئی کالی گھٹا اسی سے

شاخ گل سی وہ تن کے پھولی
بالی سپتے پہن کے پھولی

کان اوسکے تھے موتیون مین اسطرح
عاشق کا دل آبلون مین جسطرح

ہیرے کا کنول تھا جسکی تھی لونگ
تھی ناک سنگار کی وہی لونگ

قد مین زیور کچھ اسقدر تھا
گھنگچی کا پھلا ہوا شجر تھا

دھانی کپڑون مین تن کا یہ حال
مینا تو زمرد مین تھا مے لال

ہاتھ اپنی کمر پہ رکھکے ٹہلی
اختر کو نظر پہ رکھکے ٹہلی

بولا کوئی پر غرور کیون ہو
بولی کوئی ناصبور کیون ہو

بولا جو کسی کا دل ہو بے چین
بولی تو وہ ضبط کرکے لے چین

بولا جو نہ ضبط کرسکے وہ
بولی۔ تو مرے جو مرسکے وہ

بولا تو ہو خون یون کسی کا
بولی۔ تو ہوا کرے مجھے کیا

بولا یہ ستم ترس کے بدلے
بولی یہ کہو۔ ہوس کے بدلے

بولا کہ ہوس ہے اور ہی چیز
یہ عشق ہے عشق قدر کی چیز

دنیا مین نہ ہو جو عشق کی ذات
پوچھے پھر کون حسن کی بات

اتنا کوئی شکل پہ نہ اترائے
لسکی رہی اور لسکی رہجائے

بولی کہ چلے چلو ہوا ہو
مینے تو نہین کہا کہ چاہو

اترائی ہون ناز کرتی ہون مین
ہان ہان بنتی سنورتی ہون مین

ماتھے پہ جو ناز کی شکن ہے
گھونگھر بالون مین ہین تو ہین پھر
ہان پھول ہین گال پھر تمھین کیا
ہو دانت تمھین دکھاتی ہو تمین
چوٹی جو دکھاؤن مین تو کیا ہو
لچکاؤن کمر تو کیا کرو تم
ہین ناز نہ کم کرون گی ہان ہان
میری منھدی کی لاگ دیکھو
آنکھین تو ہین سامنے تمھارے
تم دیکھتے ہو ادائین جتنی
لالچ کی نظر نہ ڈالو دیکھو
کیا کہتے ہو کچھ سنون تو مین بھی
آواز جو دھیمی اس قدر ہے
کیون آنکھون مین آرہا ہے پانی
آنسو ہین یہ۔ ہان سبب مین سمجھی
یون ہی ترس آیا۔ یہ نہ مانون
تم لاکھ چھپاؤ کھاکے قسمین
احسان کے بدلے تمکو کیا دون
کیا تم مرتے ہو سچ بتاؤ

یہ تو مرے حسن کی پھبن ہے
پھندے جالون مین ہین تو ہین پھر
ہان ہونٹھ ہین لال پھر تمھین کیا
کتنا نہ کہ منھ چڑھاتی ہو تمین
شبہہ تمھین بیس ناگ کا ہو
چمکاؤن نظر تو کیا کرو تم
گھنگھرو چھم چھم کرون گی ہان ہان
ہاتھون مین لیے ہون آگ دیکھو
دیکھو دن ہی کو شب کے تارے
پلو مین بندھی ہین ایسی کتنی
کچھ اور نہ دیکھو بھالو۔ دیکھو
قابل سننے کے باتین ہین بھی
شاید مرے سرمے کا اثر ہے
یہ تو ہے مرض کی اک نشانی
بچپن پلٹ آیا اب مین سمجھی
کیا تم کو مین دل کا نیک جانون
پوشیدہ غرض تھی اس ترس مین
ہان قید مین ہو تو مین چھوڑا دون
کیونکر مرتے ہو مرتے جاؤ

بولا کوئی سحر اگر سکھاوے | میرے دل کی لگی بجھاوے
پھر مین زہرہ کو بس مین لاؤن | چاہون جو ناچ وہ نچاؤن
چھپی جو پتے کی اوسنے پائی | منھ پھیر لیا جو منھ کی کھائی
جل بھن گئی تاؤ کھا کے بولی | مجھ کو نہین بھاتی یہ ٹھٹھولی
مجھ سے رہو دور دور ہی تم | ہو بد نظر سے ضرور ہی تم
اس چاہ کا مین مزہ چکھاؤن | زہرہ ہون تمھین کنوین جھنکاؤن
منھ مین جو آیا بک کے چلدی | بجلی کیطرح چمک کے چلدی
گذرے کچھ دن جو ہنستے ہنستے | چھیڑا لوگون نے کہتے کہتے
شہزادے نے ہنس کے عقد کھولا | اوس سے کہا اس کا دل ٹٹولا
زہرہ اختر تھے دونون راضی | عقد اون کا کیا بلا کے قاضی
زینت کا کیا جو شب نے سامان | تارون سے چنی جبین پہ افشان
مہتاب کی آرسی عیان کی | اور مانگ دکھائی کہکشان کی
دل کھول کے ملنے کو سدھارے | اک برج شرف کو دو ستارے
اختر نے حجاب کی نظر سے | در بند کیے ہوا کے ڈر سے
منظور اوسے خود تھی پردہ داری | منھ پھیر کے آرسی اوتاری
کہنی تھی حیا یہ ظلم ہے سخت | آتی جاتی ہے سانس کمبخت
کاہے کو سنے کسی کی کوئی | کیا جانے پرائے جی کی کوئی

یادِ عالم کا پردیس سے گھبرانا۔ زہرہ کو

سفر کے رستے پر لانا۔ وطن مین آکر اپنون سے ملنا ملانا

رندون کو بہت جھلا نہ ساقی | کر کشتی مے روانہ ساقی
مے پی کے یہ جھوم لین تو چلدین | منھ جام کا چوم لین تو چلدین
شہزادے کو لو لگی وطن کی | طائر کو ہوا ہوئی چمن کی
بیٹھے بیٹھے اوٹھا دل اکبار | آنکھون مین وہ سرزمین ہوئی خار
سوچا کہ نکلیئے نام کی طرح | موج آئی کہ چلیئے جام کی طرح
پردیس مین انتشار کبتک | بالائے ہوا غبار کبتک
کیا لطف جو گھر بشر سے چھوٹا | کیا حسن جو بال سر سے ٹوٹا
روشن ہو کہان چراغ کس کا | پھل دے کیسے نخل باغ کس کا
غربت کانٹا سی دل مین کھٹکی | جن دیس کی تھی سفر پہ ہٹ کی
زہرہ کو جتائی چاہ اوسنے | حسرت کو کیا گواہ اوسنے
دانا تھی وہ سمجھی ٹالنا کیا | دم دہلے کا جال ڈالنا کیا
پیارون کی راہین کون روکے | عشاق کی آہین کون روکے
تھا کوئی عزیز اوس کا یوسف | سونپا اوسے ملک بے تکلف
لیکر زر و مال جو تھا درکار | راہی ہوئی چھوڑ چھاڑ گھربار
گھر کی صورت ہوئی نرالی | بے عقل دماغ جیسے خالی
شیشہ بے بادہ خلد بے حور | پہلو بے یار دیدہ بے نور
دیوارین سکوت مین کھڑی تھین | شمعین تحسر جلی پڑی تھین

تیر سے نکھٹے لشکرِ اشک تا طاق — ابروے تنِ مردہ کے تھے یا طاق

برہم زدہ ساری انجمن تھی — پیشانیِ فرش پر شکن تھی

ہم چشم کے ہجر کا قلق تھا — آئینے کے منھ کا رنگ فق تھا

نکہت بدلی چمن کی غم سے — پھل گر پڑے مثلِ بارِ دہم سے

گل تھے داغی ثمر تھے داغی — سارے برگِ شجر تھے داغی

غم سے ہوئیں آبدیدہ نہریں — بیچینی سے تلملائیں لہریں

زہرہ گریاں تھی غم کے مارے — آنسو تھے کہ ٹوٹتے تھے تارے

دن ہو یا شب سحر ہو یا شام — تھا صورتِ نبض چلنے سے کام

دکھلاتا تھا عالمِ روانی — پانی بہ ہوا زمین پہ پانی

مانا کہ نفس کبھی نہ دم لے — چال اونکی جو دیکھے تو قدم لے

وہ آگے رواں ہوں تیر گر جائے — خورشید نہ پہونچے ساتھ پھر جائے

ہو لیے وطن وطن میں پہونچے — مرغانِ چمن چمن میں پہونچے

غل ہو گیا ماہِ عالم آیا — پھر کر تنِ مردہ میں دم آیا

کہتے سنتے ہنسی ہنسی میں — لو پھیل گئی گلی گلی میں

جو رجعتِ مہر کے تھے منکر — کچھ اونکو نہ گفتگو رہی پھر

مشتاقِ جمالِ شہر بھر تھا — چشمِ عاشق ہر ایک در تھا

نکلے ملنے سب اوس نگر سے — مانندِ دعا دہانِ در سے

پتلی منت لیا نظر نظر نے — دل نذر کیا بشر بشر نے

سلطان نے سُنا تو دل ہوا شاد — بولی امید خانہ آباد

بیچین ہوا سے آرزو مین
تپا سا اوڑا وہ گل کی بو مین

یکجا ہوے طالب اور مطلوب
باہم ملے یوسف اور یعقوب

جو چہرہ کہ تھا چہ سان کا گل
اب کھل کے ہوا وہ باغ کا گل

مجرے کو جھکے امیر بڑھکر
بیٹے سے ملا وزیر بڑھکر

کھوئی ہوئی پھر جو پائی دولت
خلعت بخشے لٹائی دولت

کیا وقت تھا کیا گھڑی تھی کیا دن
صدقے اوس دن پہ عید کا دن

قدموں سے لگا تھا عیش جاوید
ہر نقش تھا سر نوشت جمشید

بے اوسکے محل تھا چشم بے نور
روشن کیا اوسنے چشم بد دور

مان کے پانوون پر گرکے پامرد
لپٹا قدموں سے صورت گرد

حورین تو تھین تین ایک تھا مرد
ربع مسکون مین چار دن تھے فرد

اختر زہرہ کو گھر مین لایا
تارا تھی تو برج اوسنے پایا

کل چل کے وہ یون ہے وطن مین
دندان جیسے رہین دہن مین

خاتمہ

نیرنگ سخن دکھا چکا تو
سر سجدے کو لے قلم جھکا تو

اللہ کا شکر آج ادا کر
ماتھا رگڑا اور یہ التجا کر

مقبول ہو یہ فسانۂ شوق
ہر بزم مین ہو ترانۂ شوق

ہتا خین نکلین نہ اس بیان مین
[illegible] بھلے کا [illegible] جہان مین

رکھین رکھنے کو طعنہ زن حرف
لیکن رکھین نہ اہل فن حرف

نکلے یہ زبان اہل فن سے — لعل اُگلے ہیں شوق نے دہن سے
رنگ اس سے نہ جم سکے کسی کا — شنجرف کا رنگ ٹھہرے پھیکا
یہ رنگ شفق جو دیکھ پائے — شب کی چادر میں منھ چھپائے
روئے مے سُرخ کا پیالہ — داغی ہو حسد سے قلب لالہ
گل زرد ہو پتی پتی جھڑ جائے — پان خوردہ حسین کا منھ بگڑ جائے
روشن ہو یہ خوبی معانی — قصہ یوسف کا ہو کہانی
صفحوں کی چمک دکھائے یہ روپ — سائے کے لباس میں چھپے دھوپ
محبوب ہو چاند منھ چھپائے — بدلی کی نقاب رخ پہ ڈالے
ہو لفظ میں حسن معنی خوب — جیسے گھونگھٹ میں روئے محبوب
آنکھوں میں رہے یہ نور بنکر — جا دل میں کرے سرور بنکر
عاشق اپنا خیال سمجھے — معشوق اپنا جمال سمجھے
ارباب سخن کریں مری قدر — چمکا کے بنائیں ذرے کو بدر
میں ملک سخن میں کچھ نہیں ہوں — ہاں کشت سخن کا خوشہ چیں ہوں

جتنی میرے سخن کی ہے دھوم
سب ہے فیضِ اسیرِ مرحوم

قطعات تاریخ ترانہ شوق

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی۔ اوستاد نواب کلب علیخان بہادر مرحوم والی رامپور و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر اسیر مرحوم و مغفور

مثنوی کیا ہے کارنامہ ہے	شعر کیا شاعری کا جوہر ہے
دل میں چبھتی ہیں شوخیاں اسکی	حرف حرف اس کا تیز نشتر ہے
اسکا ہر شعر تر نزاکت سے	چمن نظم میں گل تر ہے
در شہوار ہے ہر اک مصرع	بیت بیت اسکی سلک گوہر ہے
ہے ہر اک صفحہ عارض محبوب	سطر یا گیسوء معنبر ہے
شانہ زلف پری کا ہے ہر لفظ	نقطۂ شین آئینۂ سکندر ہے
حسن معنی عیاں ہے لفظوں سے	یا کوئی شوخ حور پیکر ہے
سال تاریخ امیر نے یہ کہا	کہ عروس سخن کا زیور ہے ۱۳۰۵ھ

افضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک منشی سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب تدبیر الدولہ اسیر مرحوم و مغفور

واہ کیا مثنوی یہ نادر ہے	ہے یہی وجہ یادِ حسن و عشق
شوق میں سال طبع لکھ افضل	دفتر راز دیادِ حسن و عشق ۱۳۰۵ھ

افسر جناب منشی محمد الفت علی صاحب رئیس قصبہ امیٹھی شاگرد جناب قدر مرحوم بلگرامی

حبذا احمد علی شوق آنکہ ہست	رائے او روشن تر از روئے صبیح

بر کمال و فضل او این مثنوی ــ حجتے ناطق و لیلے بس صریح

در جہان گنگ سخن را زندہ کرد ــ از دم جان بخش مانند مسیح

بر زند ذوق و شوق آمد حرفِ شوق ــ شوق را بخشید حق ذوقِ صحیح

در سوادِ ہند او نقش فگند ــ شور شیرینِ کاری حسن ملیح

بسکہ جوش شد معنیِ رنگین از و ــ خامہ آتش ماند بہ حلقۂ فصیح

مصرع تاریخ طبع افسر نوشت ــ مثنوی شوق دلچسپ و فصیح

١٣٠٥ھ

ابر جناب منشی واجد علی صاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

برادر خورد مصنف

قبلۂ من شوق سخنور ز شوق ــ مثنوی تازہ و رنگین بگفت

ابر بجوشش آمد و تاریخ او ــ نو گل گلزار مضامین بگفت

١٣٠٥ھ

انجم جناب شیخ محمد حسین صاحب لکھنوی تاجر شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر عیش

واہ کیا اچھی چھپی ہے مثنوی ــ ہے یہ شوق نامور کی یادگار

انجم لکھ مصرع تاریخ سال ــ جام دانش انتخاب روزگار

١٨٨٧ع

بقا جناب میر بادشاہ علی صاحب خلف جناب میر وزیر صاحب مرحوم

آبدار اور مصفا ہے یہ نظم ــ واہ کیا تازگی و جدت ہے

جابجا دور دور قرین شہر یہ شہر ــ دھوم ہے تذکرہ ہی شہرت ہے

راستی میں بھی ہر اک مصرع تر ــ ایک معشوق سی قامت ہے

دی ندا ہاتفِ غیبی نے مجھے ــ کس لیے فکر سن ہجرت ہے

اے بقا شوق سے یہ کہیے آپ ــ مثنوی آئینۂ حیرت ہے

١٣٠٥ھ

بسمل جناب منشی محمد واحد علیصاحب کاکوروی شاگرد جناب امیر لکھنوی

رنگین نظم ترانۂ شوق	ہے تازہ شگفتہ باغ عشاق
روشن ہین جو عشق کے مضامین	ہر دائرہ ہے چراغ عشاق
ہوجاتے ہین مست اسکو پڑھکر	گویا ہے مئے ایاغ عشاق
آتی ہے وہ بوے گلشن حسن	تازہ جس سے دماغ عشاق
تاریخ کہی یہ مین نے بسمل	افسانۂ دردو داغ عشاق

تمنا شیخ محمد رفیع الزمان خانصاحب شاگرد جناب حکیم

کیا شوق نے مثنوی کہی ہے	بے شبہہ یہی ہے رہبر عشق
تاریخ لکھا اسکی اے تمنا	داما ن امید دفتر عشق ۱۳۰۵

حکیم جناب حشمت الدولہ بہار الملک منشی سید غضنفر علیخانصاحب بہادر
صولت جنگ خلف اکبر جناب تدبیر الدولہ بہادر آسیر مرحوم و مغفور

ہے عجب مثنوی حضرت شوق	ہر مفصل ہے نثار اجمل
نقل اول کے لیے کاغذ پر	نقطے ہین عقدۂ ما لاینحل
حسن بندش پہ قصیدہ ہی فدا	رنگ پر دل سے ہی قربان غزل
بہر ایذاے عدو ہے مصرع	صورت نشتر زنبور عسل
چشم احباب کو دیتا ہے وہ نور	میل سرمہ ہو نہ کیون ضرب مثل
ہے مضامین کی یہ تقریر کہ ہم	اول اول ہوے ہین مستعمل
انتخابی یہ دیے ہین نقطے	حرف منقوط ہے ریتا عمل
بات برادو سکی ہے قربان نبات	نوشدارو ہے ثنا حنظل

اگرد نقطون کے دوائر یون ہین — پاؤن ہین جیسے دولھن کے چھاگل
ناتمہ اوس پہ تناسب کا ہے — شہد آخر ہے تو ملیح ادل
ہے مرکب کا مقولہ یہ حکیم — کب زمین شعر کی ہے بے بادل
لیے تاریخ مین ہے جاے حنا — رنگ خون جگر حسن ازل ۱۳۰۵ھ

شہیر۔ جناب سید محمد نوح صاحب رئیس و تعلقدار مچھلی شہر
ضلع جونپور

بے مثل و لاجواب ہی یہ نظم دلفریب — سب شاعری کے رنگ ہین اس مین ملے ہوے
تاریخ سال طبع مسیحی یہ ہے شہیر — گلزار فکر شوق کے ہین گل کھلے ہوے ۱۸۸۷ع

شاعر۔ جناب منشی فضل حسین خانصاحب تعلقدار جلال پور
رئیس قصبہ سندیلہ

از شوق چو طبع مثنوی شد — احسنت بگفت روح سائب
شاعر چو نمود فکر تاریخ — گفتہ کہ عجائب و غرائب ۱۳۰۵ھ

ظہور۔ جناب شیخ ظہور حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب مدبر الدولہ بہادر اسیر مرحوم

اس مثنوی کی مدح مین قاصر زبان ہی — محنت جناب شوق نے کی ٹوٹ ٹوٹ کے
ہاتف نے دی ندا یہ پئے سال اے ظہور — حق یہ ہی بھر دیا ہے مزہ کوٹ کوٹ کے ۱۳۰۵ھ

عقیل۔ جناب سید مہدی حسن صاحب مالک و مہتمم گلدستہ نغمہ بہار لکھنو
شاگرد جناب حکیم

طبع شد مثنوی نادر دہر — یادگار زمان ترانہ شوق
نظم روشن کلام ماہ مبین — نیر آسمان ترانہ شوق

نور افشان مدام این تصنیف	جلوۂ جاودان ترانۂ شوق
اہل عالم ہمہ مسرت سنج	دل کند شادمان ترانۂ شوق
گفت تاریخ طبع ذہن عقیل	صبح عید جہان ترانۂ شوق

عیش۔ جناب شیخ فدا علی صاحب لکھنوی ۱۳۰۵ھ

زہے احمد علی شوق سخنور	وہ ہین اے عیش رشک غالب و ذوق
لکھی یہ مثنوی کیا عاشقانہ	فصاحت مین وہ سب سے لے گئے فوق
کلام اونکا گلے کا ہار یون ہی	کہ جیسے گردن معشوق مین طوق
لکھو بے روے زحمت طبع کا سال	خیال عمدہ و بس نازک شوق

عارف۔ جناب شیخ فدا علی صاحب شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر (حکیم لکھنوی) ۱۳۰۵ھ

شاہد این مثنوی بے عدیل	ہست رنگین چہرہ مانند خیال
بہر نظم شوق سال انطباع	گفت عارف خوبصورت بےمثال

قیصر۔ جناب منشی محمد احمد صاحب خلف اکبر جناب منشی (امیر احمد صاحب امیر) ۱۸۸۷ع

خوب ہی رنگین ہی گل نظم شوق	سارے گلون کا ہی یہ سرتاج گل
مصرع تاریخ یہ کہیے قیصر	باغ معانی کا کھلا آج گل

محسن۔ جناب مولانا محمد محسن صاحب کاکوروی مصنف چراغ کعبہ (صبح تجلی۔ سراپاے رسول اکرم وقصائد نعتیہ وغیرہ) ۱۳۰۵ھ

اس قدر شوخ مثنوی محسن	نہ کسی نے سنی نہ دیکھی ہے

روبرو اس زبان اُردو کے | فارسی کی تمام ترکی ہے
کس بلندی پہ ہے زمین شعر | فلک ہفتمین پہ کرسی ہے
سحر و افسون ہے بول چال انکی | فتنۂ حشر لفظ و معنی ہے
اوڑے جاتے ہین لفظ سے مضمون | سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا تڑپتے ہوے | ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتفِ غیب بھی یہ کہتا ہے | بارک اللہ عجیب شوخی ہے

۱۳۰۵ھ

ایضاً

اعجاز کلک شوق با ذوق | افسونے نخواند و سحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین | نیرنگ معنی شگفتہ

۱۳۰...ھ

ایضاً

می سزد بہر ثنا این نگارین مثنوی | آب و تاب گوہر شہوار اشعار نسیم
گرچہ بسگویہ عندلانش بہار نجوان | گفتمش کہ بود خزان نے بہگلزار نسیم

۱۳۰۰ھ

ایضاً

ہوش ربا گشت ز اہل مذاق | چاشنی این سخن ذوق ذوق
ہاتفِ غیب از پے تاریخ سال | لذت نہ سخن چمن ذوق یا شوق

تحجمت سید محمد واجد حسین صاحب تعلقدار رسولی شاگرد جناب سید عباس حسین صاحب فصاحت لکھنوی

شوق نے کی نظم ایسی مثنوی | لکھتے ہین سب شاعر نکو بیان شوق
لکھو ہجری مین محبت سال طبع | ہے عجائب یہ بہارستان شوق

۱۳۰۵ھ

معصوم جناب میر معصوم علی صاحب شاگرد جناب حمد اللہ بہادر (حکیم لکھنوی)

شوق نے کیا نظم کی ہے مثنوی
کیون ہو سال طبع مین معصوم فکر
جسکا دل طالب ہو وہ مطلوب ہے
الحمد سے اب یہ مثنوی مرغوب ہے
۱۲۸۶ء

ایضاً

واہ اے شوق واہ کیا کہنا
ہے عجب دلربا ترانۂ شوق
کہا معصوم نے یہ سال طبع
ثمرہ جان ہے یا ترانۂ شوق

نعیم جناب حکیم محمد نعیم الزمان خانصاحب شاگرد جناب منشی (امیر احمد صاحب امیر) ۱۲۸۷ء

رنگین نظم شوق سخنور
رنگ چمن پر خندہ زن ہے
مثنوی دلچسپ کو دیکھو
اک معشوق رشک چمن ہے
اسکی سیاہی شام وصلت
اور سپیدی صبح وطن ہے
نقطہ جو ہے خال ہے رخ کا
دائرہ جو ہے شکل دہن ہے
کہیے نعیم اب تاریخ اسکی
کیا ہی لعل تاج سخن ہے

وزیر جناب شیخ وزیر علی صاحب شاگرد جناب حکیم

لکھی ہے عجب مثنوی شوق نے
بلاشبہ یہ دامن فیض ہے
ہوئی فکر تاریخ جبدم وزیر
یہ دل نے کہا گلشن فیض ہے
۱۲۸۶ء

وفاق جناب شیخ رحمان بخش صاحب شاگرد جناب حکیم

ارم ہے مثنوی حضرت شوق
کہ ہین غلمان لفظ و حور معنی

ہے آئینہ صفائے بندش بیت ۔۔۔ عیاں ہے چہرۂ پر نور معنی
کلیم طبع لکھ تاریخ اسکی ۔۔۔ گلستان مضامین طور معنی
١٨٨٧ء

یوسف۔ جناب نواب محمد یوسف حسین خانصاحب بہادر رئیس شہر لکھنؤ شاگرد جناب تدبیر الدولہ بہادر آسیر مرحوم و مغفور

شوق کی یہ مثنوی ہی بے نظیر ۔۔۔ اس پہ ہے اہل سخن کا اتفاق
کیا بیان دلبستگی کا حال ہو ۔۔۔ ہو وفاق ایسا کہ قربان ہو نفاق
کلک یوسف نے لکھی تاریخ طبع ۔۔۔ جلوہ آرا حال درد اشتیاق
١٣٠٥ھ

حسان۔ جناب منشی محمد مہر علیصاحب بھٹولوی۔ شاگرد جناب (قدر بلگرامی مرحوم)

زنیرنگ این مثنوی فصیح ۔۔۔ بدام فصاحت سخن شد اسیر
چو حسان خیال سن طبع کرد ۔۔۔ رقم زد قلم نسخۂ بے نظیر
١٨٨٧ء

فیروز۔ جناب محمد فیروز شاہ خان صاحب رامپوری

کرے وصف کیا کوئی اس مثنوی کا ۔۔۔ سراپا کہانی ہے درد جگر کی
ہوئی فکر تاریخ فیروز کو جب ۔۔۔ کہی مثنوی شوق والا گہر کی
١٣٠٥ھ

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۸	نعلین	لعلین
"	۱۶	نُو	نُوٗ
۱۳	۱۱	حیاہین	حیاہین
۱۵	۱	پھرین	بھرین
"	۴	آبرو	ابرو
۱۷	۷	لوسوقت	اوسوقت
۳۱	۹	گر	کر
۳۴	۱۸	لوٹھا	اوٹھا
۳۸	۱۸	پیچیدہ	بیچیدہ
۳۹	۱۹	ٹوٹے	ٹوٹی
۳۷	۹	کھٹکے	گھٹکے
"	۱۰	ٹیکے	ٹیلے
۴۰	۴	صاف	پاک
"	۱۷	آلی	آئے
۵۰	۱۸	در	ڈر
۵۱	۳	کردون	گردون
۵۲	۱۷	ہوایار	ہوپار
۵۸	۱۷	ٹٹی	ٹٹی
۵۸	۱۸	قت	رقت
۶۱	۱۸	کی	گی
۶۲	۱	یہ	پہ
۶۲	۱۴	ٹوٹنے	توڑے
۶۴	۱۳	سطھر	سطر
۷۷	۱۸	پر	دیر
۷۹	۱۱	ہے	سہے
"	۱۷	بیاڑ	پہاڑ
۸۰	۱	آیا	آؤ
۸۰	۱۸	نسخیر	تسخیر
۸۲	۱۹	انسان سی جو	انسان جو
۸۳	۱۸	گھرکے	گھرسے
۸۴	۱۱	غیرپہ	غیرپہ
۸۶	۷	لون	اون
۹۷	۱۴	جس	جعل
۹۸	۱۱	بتاؤ	بناؤ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۰	۲	گ	آگ	۱۳۰	۳	ماے غم	مارے غم
۱۰۱	۲	نیغ	تیغ	؍؍	۴	نو	تو
۱۰۱	۱۴	بھائی	بھاگی	؍؍	۷	گے	کے
؍؍	۱۵	جھوتے	جھوٹے	؍؍	۱۴	بنایا	بتایا
۱۰۳	۱۴	بھری	دھری	۱۳۱	۶	ہے	سے
۱۰۴	۱۸	بجنبیون	تجلیون	؍؍	۱۲	کو	کہ
۱۰۶	۱۵	جھتکا	جھنکار	؍؍	۱۳	کہ	کو
۱۰۹	۱۵	اتکے	اٹکے	؍؍	؍؍	وانے	دانے
۱۱۰	۱۵	کسیکے نابجت	کسیکے ابجت	؍؍	۱۶	پاہتے	چاہے
؍؍	۱۸	ہے	سے	۱۳۴	۲	ئی	چوٹی
۱۱۵	۸	عدا	غذا	۱۳۶	۱۱	مارون	تارون
۱۱۷	۱۷	سیے	سبے	۱۳۹	۳	یچہرہ	پچہرہ
۱۲۳	۱۵	کئی	گئی	؍؍	۴	بو	کو
۱۲۸	۱۹	دیا	دیبا	۱۴۰	۸	بچھپاے	پچھپاے
۱۳۰	۲۰	نگ	رنگ				

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
مولانا شبلی مرحوم		**پنڈت رتن ناتھ سرشار**		**منشی احمد علی شوق**	
سوانح عمری مولانا	۶ر	ہشو		ترانہ شوق	
روم [illegible]		بچھڑی دلہن	۸ر	عالم خیال	۸ر
بیان خسرو	۱۰ر	پی کہاں	۵	**منشی ارتضا علی اشرف**	
علم الکلام	۶ر	کامنی			
الکلام	۶ر	فسانہ آزاد		یادگار اشرف	
مجموعہ کلام شبلی اردو	۱۲ر	بام سرشار		نیا بان	۴ر
[illegible]	۱۲ر			ہفت تکمیل	۸
الملک مرحوم		**حکیم محمد علیخان مرحوم**		صبح وصل	۲
		عبرت کال		تصویر عبرت	۴
آیات [illegible]		گورا		دو پھول	۲ر
[illegible]				شہید [illegible]	۳ر
		خواجہ عشرت			
مجموعہ لکچر				**مولوی بشیر الدین احمد**	
منشی سجاد حسین مرحوم		شاعری کی پہلی کتاب	۸		
		اشاعری کی [illegible]		حرز طفلان	
احمق الذین	۸ر	کتاب		نشاط عمر	
حاجی بغلول	۱ر	تذکرہ آب بقا		قصاید [illegible]	
پیاری دنیا	۱ر	**منشی امیر احمد مینائی مرحوم**		اقبال دلہن	
طلسمی فانوس				**خواجہ حسن نظامی**	
طرحدار لونڈی		نغمانہ عشق			
میٹھی چھری	۶ر	**مرزا داغ مرحوم**		سیپارۂ دل	
کایا پلٹ	۱۲ر	خمخانۂ داغ یادگار داغ		روزنامچہ	

ادیب بک ایجنسی امین آباد لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
خواجہ حسن نظامی		**مولانا راشد الخیری**		**جناب صفدر مرزاپوری**	
رسول کی عیدی	۲ ؍	شب زندگی	۸ ؍	بزم خیال	۱۲ ؍
محرم نامہ	۸ ؍	نوحۂ زندگی	۸ ؍	مشاطۂ سخن	۱۲ ؍
اتالیق خطوط نویسی	۱۲ ؍	سراب مغرب	۸ ؍	**مولانا اشرف علی تھانوی**	
اسلام کا انجام	۶ ؍	جوہر قدامت			
بیوی کی تعلیم		عروس کربلا	۸ ؍	نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب	
میلاد نامہ		الزہرا	۸ ؍	اصلاح الرسوم	۱۲ ؍
کرشن بیتی		بنت الوقت	۶ ؍	کلید مثنوی ۲ جلد	۸ ؍
محفل نامہ گیارہویں		ساتوں کی کہانی	۱۲ ؍	مناجات مقبول	۶ ؍
غدر دہلی کے افسانے		مودوہ		بہشتی زیور ۱۰ حصے	۸ ؍
دو جلد		**حافظ عبد الرحمٰن امرتسری**	۴ ؍	بہشتی گوہر	
بیگمات کے آنسو (؟)			۱ ؍	التکشف ۵ حصے	
جگ بیتی		عربی بول چال ۲ حصے	۶ ؍	**مولانا عاشق علی**	
آپ بیتی		کتاب الصرف	۱۰ ؍		
پیغمبر زندگی کی کہانیاں		کتاب النحو	۱۰ ؍	تذکرۃ الرشید ۲ جلد	۸ ؍
قبر کے عجیب نقشے		**مولانا سلیمان ندوی**	۸ ؍	مکاتیب رشیدیہ	
یورا میگزین (۵ حصے)	۴ ؍				
مولانا عبد الشکور کاکوروی					
خطوط حسن نظامی	۱۲ ؍	ارض القرآن ۲ جلد			
مولانا راشد الخیری		حیات نام ناگ	۱۲ ؍	ترجمہ تاریخ طبری	
صبح زندگی		مکاتیب شبلی ۲ جلد		**مرزا محمد ہادی۔ بی۔ اے**	
		مسلمان عورتوں کی			
شام زندگی	۸ ؍	بہادری	۲ ؍	امراؤ جان	

ادیب بک ایجنسی پاٹا نالہ لکھنؤ